يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

فضائل و مسائلِ
صیام و رمضان

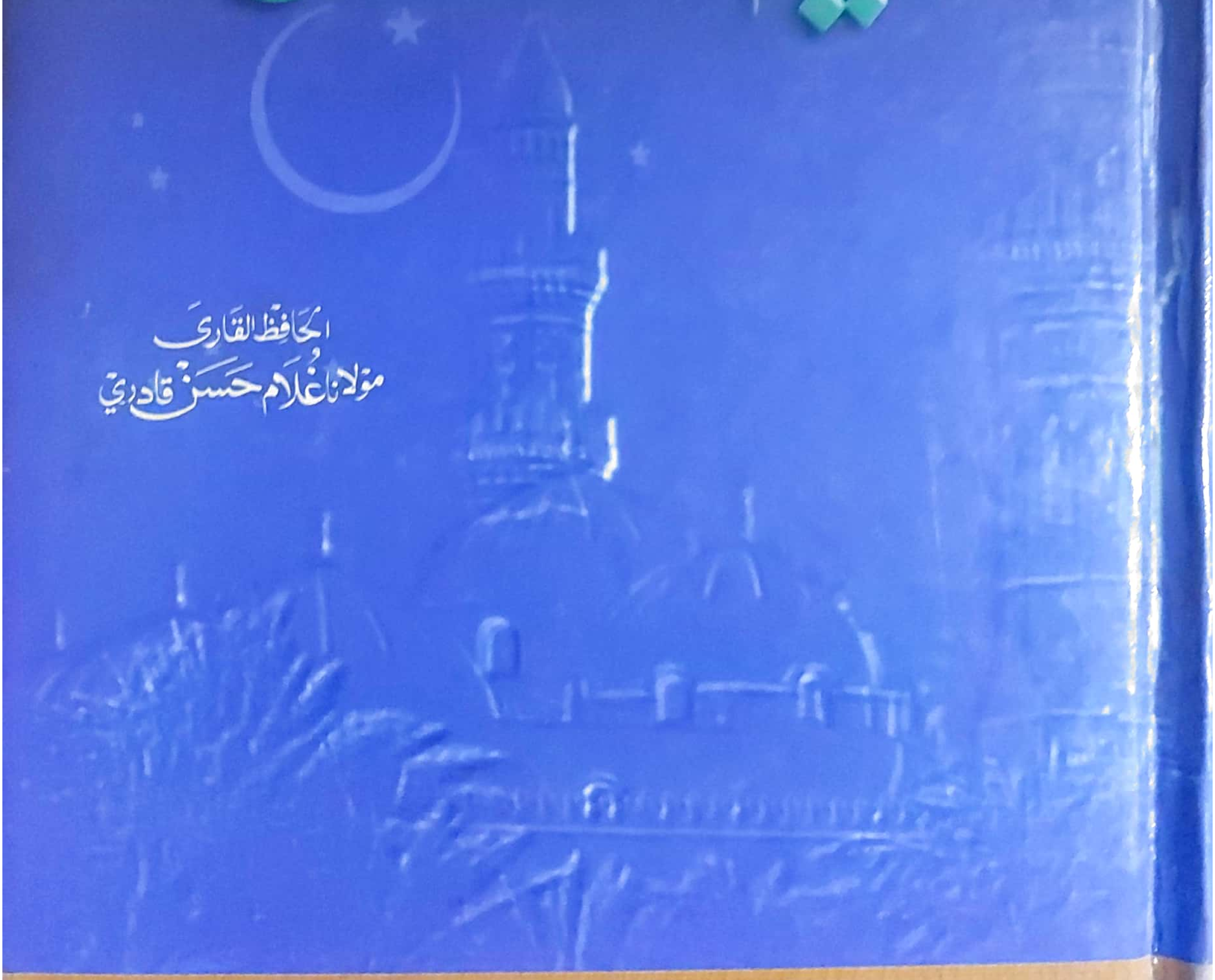

الحافظ القاری
مولانا غلام حسن قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Scanned with CamScanner

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

فضائل و مسائلِ صیام و رمضان

ترتیب و تحقیق

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۳۷۔ الحمد مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار ○ لاہور

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ

وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	—	فضائل ومسائل صیام ورمضان
ترتیب وتحقیق	—	الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
پروف ریڈنگ	—	الحاج قاری محمد اصغر نورانی
کمپوزنگ	—	ورڈز میکر
ایڈیشن اول	—	شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ/ستمبر ۲۰۰۶ء
ایڈیشن دوم	—	شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ/اگست ۲۰۰۹ء
طابع	—	سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع	—	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	—	1N120
قیمت	—	165 روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
042-7246006

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
انفال سنٹر اردو بازار کراچی
021-2630411

مکتبہ غوثیہ ہول سیل
پرانی سبزی منڈی کراچی
021-4910584

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

مکتبۃ المدینہ
فیضان مدینہ کراچی
021-4126999

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-7070063
مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
حمد باری تعالیٰ	۱۱
نعت مصطفیٰ ﷺ	۱۲
انتساب	۱۳
ابتدائیہ	۱۵
حصہ اوّل	
فضائل صیام ورمضان	
خطبہ	۱۸
پہلی آیت کی تفسیر	۱۹
فائدہ	۲۱
کما کتب علی الذین من قبلکم	۲۲
لعلکم تتقون	۲۳
تقویٰ کا مفہوم	۲۵
تفسیر غوثیہ	۲۶
نزول قرآن کا مہینہ	۳۰
دوسری آیت کی تفسیر	۳۱
تیسری آیت اور ماہ رمضان	۳۲
نکتہ	۳۳
تاریخ فرضیت روزہ	۳۳
قرآنی نکتہ	۳۵
ایمانی نکتہ	۳۶
جبریل علیہ السلام کی دعا پر حضور ﷺ کا آمین کہنا	۳۷
نکتۂ حدیث	۴۰
فائدہ	۴۰
رمضان کے نام	۴۱
رمضان کا معنی ومفہوم	۴۲
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۴۳
فرائض اسلام چار ہیں	۴۴
رمضان کا ایک روزہ زندگی بھر کے روزوں سے افضل ہے	۴۵
استقبال وفضائل رمضان کی جامع حدیث	۴۵
فوائد حدیث	۵۷
ایثار کا ایک بے مثال واقعہ	۵۸
سلف صالحین کا عمل	۵۹
ماہ رمضان اور امت محمدیہ کی شان	۵۳
پہلا انعام	۵۴
دوسرا انعام	۵۵
تیسرا انعام	۵۶
چوتھا انعام	۵۶
پانچواں انعام	۵۸
شام روزہ دار کی!	۵۸
نزول رحمت کا مہینہ	۵۸
روزہ ڈھال ہے	۵۹
رمضان آیا برکتیں لایا	۶۱

عنوان	صفحہ
فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت	۶۳
روزے دار کے لیے جنت کا خاص دروازہ ..	۶۳
میں ہی روزے کی جزا دوں گا	۶۴
روزہ میرے لیے ہے	۶۵
روزے دار کیلئے صیام وقرآن کی شفاعت ...	۶۸
رمضان وقرآن کا تعلق خاص	۶۹
علمی نکات	۶۹
روزے دار کا سوجانا بھی عبادت ہے	۷۰
کعبہ و رمضان کی سخاوت میں فرق	۷۱
ہر گھڑی عبادت	۷۱
رمضان' سارے مہینوں کا امام	۷۱
فصلی نمازیوں کی توجہ کے لئے	۷۳
روزہ اور روزے دار کی قسمیں	۷۴
روزے کے اسرار و رموز	۷۵
نکتۂ محبت	۷۸
روزے کے طبی فوائد	۷۹
سوال	۸۱
جواب	۸۱
سوال	۸۱
جواب	۸۱
روزہ کیسے گزاریں؟	۸۲
اہتمام رمضان اور حضور علیہ السلام	۸۳
سوال	۸۶
جواب	۸۶
رمضان قرآن اور صاحب قران علیہ السلام	۸۶
رمضان شریف کا ایک ایمان افروز واقعہ ...	۸۸

عنوان	صفحہ
واقعہ کی وضاحت	۹۰
رمضان میں حضور علیہ السلام کی سخاوت	۹۰
رمضان میں سخاوت کرنے کا ثواب	۹۱
رمضان شریف کے خصوصی فضائل	۹۳
رمضان کی عبادت کا بے مثال اجر وثواب ...	۹۶
روزے کا کوئی ثانی نہیں	۹۸
احترام رمضان	۹۹
لطیفہ	۹۹
سحری کا بیان احادیث کی روشنی میں	۱۰۰
نکتہ	۱۰۰
صوم وصال کی ممانعت	۱۰۱
اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟	۱۰۱
نفل روزے میں بھی وصال ممنوع ہے	۱۰۳
ایک شبہ کا ازالہ	۱۰۴
سحری کی برکات	۱۰۵
سحری میں دوسروں کو اپنے ساتھ شریک کرنا .	۱۰۵
سحری کھانے والوں کیلئے دعائیں	۱۰۶
فرشتوں کی دعا	۱۰۷
سحری میں تاخیر کرنا باعث برکت ہے	۱۰۹
ایک واقعہ اور اس کی توجیہ	۱۱۰
سحری اور نماز فجر میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے ...	۱۱۰
افطاری کا بیان (احادیث)	۱۱۲
افطار میں جلدی مستحب ہے	۱۱۵
حضور علیہ السلام کی افطاری کے مناظر	۱۱۷
افطاری کرانے کا ثواب	۱۱۸
افطاری یا نعمت رب کے لئے بے قراری	۱۱۹

عنوان	صفحہ
رزق حلال اور پاکیزہ مال سے افطاری	۱۲۰
افطاری کی دعائیں	۱۲۰
افطاری کی دعا کب کی جائے افطاری سے پہلے یا بعد	۱۲۲
ماثورہ دعا میں اضافی الفاظ کا جواز	۱۲۳
روزے دار کی دعا مقبول ہے	۱۲۳
روزے دار کی دعا بوقت افطار رد نہیں ہوتی ..	۱۲۴
کچھ دعا کے بارے میں	۱۲۵
حالت جنابت میں روزہ	۱۲۷
نفلی روزوں کا بیان	۱۲۸
محرم کے رزوے	۱۲۸
دس محرم کا روزہ	۱۲۹
ماہِ محرم کے کسی بھی دن کا روزہ رکھنا	۱۲۹
یوم عاشورہ کے ساتھ نویں محرم کا روزہ	۱۲۹
وضاحت	۱۳۰
ستائیس رجب کا روزہ	۱۳۱
شعبان کے روزے	۱۳۳
یوم عرفہ اور عشرۂ ذوالحجہ کے روزے	۱۳۳
یوم شک کا روزہ	۱۳۵
عام طور پر جس دن لوگ افطار کریں تم بھی افطار کرو	۱۳۵
ہر ماہ ایام بیض کے روزے	۱۳۶
دوشنبہ' چہار شنبہ' پنج شنبہ اور جمعہ کے روزے .	۱۳۷
ہفتہ کا روزہ	۱۳۹
پیر اور دیگر دنوں کے روزے	۱۳۹

عنوان	صفحہ
سفر میں روزہ	۱۴۰
آج روزہ نہ رکھنے والا اجر لے گیا	۱۴۲
بھول کر کھا پی لیا تو	۱۴۵
روزے کی قضا	۱۴۵
اخلاقی تربیت میں روزے کا حصہ (ایک مقالہ)	۱۴۶
ماہِ رمضان اور معمولاتِ نبوی ﷺ	۱۴۹
صوم وافطار اور رویت ہلال	۱۴۹
قیامت کے قریب چاند پھولے ہوئے نکلیں گے	۱۵۰
چاند کے لئے اندازہ بیکار ہے	۱۵۰
رمضان کے لئے شعبان کے چاند کی حفاظت کرو	۱۵۱
نیا چاند دیکھ کر کیا دعا پڑھیں؟	۱۵۱
چاند دیکھ کر اللہ کی پناہ چاہو	۱۵۴
مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے	۱۵۴
رمضان اکثر انتیس دنوں کا ہوتا ہے	۱۵۵
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۵۵
عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے مہینے مسلسل ۲۹ کے نہیں ہوتے	۱۵۵
پورا رمضان عبادت میں گزارنا	۱۵۷
سائل کو عطا کرنا' قیدیوں کو رہا کرنا	۱۵۸
مسجد قبا میں تشریف لے جانا	۱۵۹
صلوٰۃ التراویح کا معمول مبارک	۱۵۹
تمام تراویح صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں	۱۵۹
نماز تراویح عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے ادوار	

Scanned with CamScanner

عنوان — صفحہ

میں ۱۶۱
فائدہ ۱۶۲
لطیفہ ۱۶۲
فقہ حنفی کی برتری ۱۶۳
غیر مقلدیت کیسا عجیب مذہب ہے؟ ۱۶۴
سنت اعتکاف ۱۶۶
خلاصۂ احادیث ۱۷۰
فلسفۂ اعتکاف ۱۷۰
اعتکاف کے معنی ومفہوم کی مزید وضاحت ۱۷۲
اعتکاف بیٹھنے کا ثواب ۱۷۳
اعتکاف ایک نعمت ہے ۱۷۴
قابل تقلید نکتہ ۱۷۵
ایک بزرگ کی نیت اعتکاف ۱۷۵
اعتکاف میں خلوت نہیں جلوت ہے ۱۷۵
اعتکاف کے فوائد ۱۷۶
اعتکاف کے روحانی فائدے ۱۷۶
اعتکاف کے جسمانی فائدے ۱۷۹
شب قدر کی تلاش ۱۸۰
نکتہ ۱۸۱
لیلۃ القدر سے محرومی بدبختی ہے ۱۸۲
لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا حکم ۱۸۲
تلاش لیلۃ القدر میں صحابی رسول کا شوق ۱۸۳
لیلۃ القدر کی دعا ۱۸۴
جمعہ کی رات افضل ہے یا لیلۃ القدر؟ ۱۸۴
شب قدر کا معنی ۱۸۵
امت محمدیہ کو یہ رات ملنے کا سبب کیا ہے؟ ۱۸۶
امت محمدیہ کی امتیازی شان ۱۸۸
بخشش کا سنہری موقع ۱۸۸
فرشتوں کے نزول کا حال ۱۸۹
شب قدر کو پوشیدہ کیوں رکھا گیا؟ ۱۹۱
امت مصطفیٰ کو پانچ راتوں سے فضیلت دی گئی ۱۹۳
جنہوں نے تعیین فرمائی ۱۹۴
شب قدر کی پہچان ۱۹۷
شب قدر کو پانا آسان کر دیا گیا ۱۹۸
لیلۃ القدر قیامت تک باقی ہے ۱۹۹
کیا حضور علیہ السلام کو شب قدر کا علم نہ تھا؟ ۲۰۰
خلاصہ بحث ۲۰۱
رمضان شریف پر اجتماعی نظر حدیث وسنت
کی روشنی میں ۲۰۲
رمضان شریف میں عمرہ حج کے برابر ۲۰۲
ایک ملک سے رمضان کے روزے مکمل کر کے
دوسرے ملک جانا جہاں ابھی رمضان موجود
ہے ۲۰۳
ریاکاری کا روزہ ۲۰۴
روزے کی نیت کب کی جائے؟ ۲۰۴
توضیح وتشریح ۲۰۵
فلاح سے مراد کیا ہے؟ ۲۰۶
رمضان سے متعلقہ چند دیگر عنوانات ۲۰۷
عبادت میں اعتدال بہتر ہے ۲۰۹
حیض ونفاس والی اور دودھ پلانے والی روزہ

عنوان — صفحہ

نہ رکھے ۲۱۰
شیخ فانی اور مریض کو رخصت ۲۱۰
قضا روزے متفرق رکھے یا مسلسل ولگاتار ۲۱۱
نفلی روزہ توڑنا ۲۱۱
روزہ دار کا سرمہ لگانا ۲۱۲
روزے کی حالت میں مسواک کرنا ۲۱۲
روزے دار کا گرمی کی وجہ سے سر پر پانی بہانا ۲۱۲
احتلام مذی ودی سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۲۱۳
ان چیزوں سے بھی روزہ قائم رہتا ہے ۲۱۳
روزے کی حالت میں پچھنے لگوانا ۲۱۵
روزہ دار کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالتے
وقت مبالغہ نہ کرے ۲۱۵
روزہ توڑ دیا لیکن کفارے کی طاقت نہیں ۲۱۶
نفلی روزے کی فضیلت ۲۱۶
قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۲۱۷
عورت کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی
روزہ رکھنا ۲۱۷
معتکف کی بیوی کا ملاقات کے لئے آنا ۲۱۷
معتکف یہ کام نہ کرے ۲۱۹
ماہ رمضان کی جدائی ۲۱۹
صحابہ کرام وتابعین عظام کا عمل ۲۲۱
نیکی کرنے سے زیادہ اس کی قبولیت کی فکر کرو ۲۲۲
صدقۂ فطر ۲۲۳
صدقۂ فطر کی احادیث ۲۲۵
عید الفطر ۲۲۷
عید کی وجہ تسمیہ ۲۳۵
عید الفطر کے دن اور رات کے فضائل ۲۳۶
قرآن پاک میں چار عیدوں کا ذکر ۲۳۸
قوم ابراہیم علیہ السلام کی عید ۲۳۸
قوم موسیٰ علیہ السلام کی عید ۲۳۸
قوم عیسیٰ علیہ السلام کی عید ۲۳۹
ہماری عید ۲۴۳
مومن اور کافر کا عید منانا ۲۴۳
عید منانے کا اسلامی طریقہ ۲۴۴
بزرگوں کی عید ۲۴۷

حصہ دوئم

مسائل صیام ورمضان

چاند دیکھنے کے مسائل ۲۵۰
اختلاف مطالع کا بیان ۲۵۰
رویت ہلال کمیٹی کا اعلان ۲۵۲
کن کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ ۲۵۴
روزے میں انجکشن لگوانا ۲۵۵
روزہ کب توڑ دینا واجب ہے؟ ۲۵۵
روزہ کے مکروہات ۲۵۶
ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا ۲۵۶
ضروری مسئلہ ۲۵۷
روزہ نہ رکھنے کی اجازت کے بیان ۲۵۷
فدیہ کے مسائل ۲۵۸
منت کے روزے کے مسائل ۲۵۸
نماز تراویح کے مسائل ۲۵۹

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نمازتراویح کی نیت	۲۶۱	معتکف کے لئے اذان کے مسائل	۲۹۸
نمازتراویح کا وقت	۲۶۲	حاجت طبعیہ کی تعریف	۲۹۹
نمازتراویح کی امامت کے مسائل	۲۶۳	حاجات ضروریہ کی تعریف	۳۰۰
نمازتراویح میں قرآن پاک کا ختم	۲۶۶	مردوں کی اعتکاف گاہ کے مسائل	۳۰۱
تراویح دو دو رکعت کرکے پڑھنا	۲۶۸	مسجد کی حدود	۳۰۱
چار تراویح کے بعد کیا کیا جائے؟	۲۷۰	معتکف ان جگہوں پر نہ جائے	۳۰۲
نمازتراویح میں سجدۂ تلاوت وسہو کے مسائل	۲۷۰	اگر معتکف کو احتلام ہوجائے	۳۰۳
تعداد تراویح میں شک کے مسائل	۲۷۳	اعتکاف کی قضا کا مسئلہ	۳۰۴
نمازتراویح میں مقتدی (لاحق ومسبوق) کے مسائل	۲۷۴	نفلی اعتکاف کے مسائل	۳۰۵
روزہ خور حافظ قرآن (امام التراویح) کیلئے اعلیٰ حضرت کا ایک تفصیلی فتویٰ	۲۷۶	ایک اشکال کا حل	۳۰۶
فتویٰ کے نمبر وار حوالہ جات	۲۸۵	عورتوں کے اعتکاف کے مسائل	۳۰۶
مسائل اعتکاف	۲۸۶	روزہ اور اعتکاف کے متفق علیہ مسائل	۳۱۰
اقسام اعتکاف	۲۸۷	معتکف کے لئے مختصر دستور العمل	۳۱۱
اعتکاف واجب	۲۸۷	قضاءِ عمری کا مسئلہ	-۱۴
اعتکاف مسنون	۲۸۷	نوافل قضاءِ عمری کی ترکیب	۳۱۴
مسنون اعتکاف کا طریقہ، نیت اور وقت	۲۸۸	مسائل صدقۂ فطر	۳۱۵
اعتکاف کے مستحبات	۲۸۹	مسائل عیدالفطر	۳۱۷
اعتکاف کے مباحات	۲۸۹	عید کی سنتیں	۳۱۷
مکروہات اعتکاف	۲۹۱	نماز عید کی ادائیگی کے لئے راستہ بدلنے میں حکمتیں	۳۱۷
جن وجوہات سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے	۲۹۲	مباحات اور مستحبات	۳۱۹
معتکف کو پیش آنے والی حاجات کی قسمیں	۲۹۶	عید کی نماز کا وقت	۳۱۹
حاجت شرعیہ کی تعریف	۲۹۷	ترکیب نمازِ عیدالفطر	۳۲۰
ایک قاعدہ	۲۹۸		

حمد باری تعالیٰ

فکر اسفل ہے میری، مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے، خاک کا پتلا تیرا

طور میں ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجئے کون سی آنکھوں سے نظارہ تیرا

باغ میں پھول ہوا، شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں، دل میں ہو جلوہ تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمہ تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبریوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی)

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اشکوں کی زباں اور ہے، لفظوں کی زباں اور
مدحت کے لئے چاہیے اندازِ بیاں اور

مدحت کا تقاضا ہے کہ اللہ سے مانگو
دل اور، نظر اور، دہن اور، زباں اور

کیا مدح کرے آدمی، ممدوحِ خدا کی
بندے کا بیاں اور ہے اللہ کا بیاں اور

بالا ہے بہت نرخِ غمِ عشقِ محمد
لعل گہر اے دیدۂ خونابہ فشاں اور

سانسوں میں نہیں آئی ابھی بوئے مدینہ
کچھ دُور ابھی قافلۂ عمرِ رواں اور

کعبے میں جھکا سر تو مدینے میں جھکا دل
اللہ کا گھر اور، محمد کا مکاں اور

ہوتا ہے ایاز آئینۂ ذہن مجلّا
مدحت سے نکھرتا ہے مرا حُسنِ بیاں اور

(ایاز صدیقی)

انتساب

ان بابرکت، پاکیزہ، پُرنور اور مقدس لمحات کے نام جو اس سال (۱۴۲۷ھ) رمضان المبارک میں مسجد نبوی کی پُرکیف وعطر بیز فضاؤں اور جنت نظیر گلیوں اور ہواؤں میں گذارنے کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ میں وہی گناہ گار و سیاہ کار ہوں جو کبھی مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی زبان میں رو رو کر اپنے رب کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا تھا کہ

؎ وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاک درِ رسول کا سرمہ بنائیں ہم

اور اب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک "محبوب صادق" کی مہربانیوں نے محبوب رب جہاں کی نگاہ ناز کا رخ اس گناہ گار کی طرف مبذول کروایا ہے تو اب اپنے دلِ مجروح کو اس طرح تسلی دیتا ہوں کہ

مدینہ نبی کا قریب آ گیا ہے — بلندی پہ اپنا نصیب آ گیا
نہ گھبرا نہ گھبرا مریض محبت — کہ نزدیک کوئے حبیب آ گیا ہے

الغرض! میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا ایک بار پھر پوری ہو رہی ہے کہ ایک مجرم اپنے ایسے آقا کی بارگاہ میں پیش ہو رہا ہے (اور وہ بھی رمضان المبارک کی نورانی ساعتوں میں) کہ جس آقا کا سلوک مجرموں کے ساتھ ایسا ہے کہ

؎ مجرم بلائے "جاتے" ہیں "جاءوك" ہے گواہ
پھر ردّ ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے

Scanned with CamScanner

؎ چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

ہوگا لوگوں کو امریکہ، لندن، فرانس اور دنیا کے دوسرے کئی ممالک کی سیر کرنے کا شوق مگر الحمدللہ! اپنی تو حالت یہ ہے کہ

؎ دنیا کو دیکھنے کا مجھے شوق تھا نہ ہے
بس اک جھلک حضور کا روضہ دکھائی دے

اور دنیا دیکھنے کا شوق ہو بھی کیسے کہ بقول اہل محبت

؎ خاکِ ''طیبہ'' از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

ذرۂ خاکِ رہِ حجاز

غلام حسن قادری

غفر اللہ لہ ولوالدیہ

ابتدائیہ

سدا ہوا نصیحت سے تو بہرہ ور
لکھی گو نصیحت ہو دیوار پر

ماہِ رمضان، ماہ نزول قرآن بھی ہے، ماہِ صبر بھی ہے، اللہ کی خاص برکتوں اور خصوصی رحمتوں کا بابرکت ماہ مقدس بھی ہے۔ اس مبارک مہینے میں مومن کے رزق میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس کے ثواب اور نیکیوں میں بھی، اس بابرکت مہینے میں اخوت و مساوات کے عظیم الشان مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اس مہینے میں جنت کے دروازے اہل ایمان کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے لئے نیکی کرنا آسان ہو جائے۔ اس مہینے میں ذکر وفکر، عبادت و ریاضت، تسبیح و تہلیل، تلاوت و نوافل، صدقہ و خیرات الغرض! ہر قسم کی عبادت کا ثواب حاصل کیا جاتا ہے۔ گویا یہ مہینہ نیکی وثواب کے موسم بہار کا مہینہ ہے۔

عبادت کے اس سارے اہتمام کی غرض و غایت اور مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود اس کی وضاحت فرمائی ہے ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی (گناہوں سے بچنے والے) بنو'' (۲:۱۸۳)

رسول اکرم ﷺ نے بھی روزے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ''روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ روزہ دار فحش باتیں نہ کرے، کوئی بے ہودہ کام نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس روزہ دار سے گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے پر اتر آئے تو صرف اتنا کہہ دے ''میں روزے سے ہوں'' (بخاری شریف)

گویا جس نے مہینہ بھر دن کے اوقات میں ترک طعام کے ساتھ رات کے اوقات

Scanned with CamScanner

میں قیام کر کے بندگیٔ رب کا احساس پختہ کر لیا جسم کی بے قابو خواہشات کو روک کر تزکیۂ نفس کو حرزِ جاں بنالیا' اپنے اندر حیوانی تقاضوں کو دبا کر روحانی قوتوں کو جلا بخشی' گناہ اور برائی سے توبہ کر کے نیکی اور بھلائی کا راستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اس نے روزے کے اغراض و مقاصد حاصل کر لئے اور اس ماہِ مقدس کی برکتوں سے اپنا حصہ پالیا۔

زیرِ نظر کتاب میں جہاں صیام و رمضان کے فضائل کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہاں رویت ہلال سے لے کر نمازِ عید الفطر تک قرآنی آیات' احادیث مبارکہ اور فقہ کی معتبر کتب سے مسائل کا ایک متعد بہا ذخیرہ بھی آپ کی رہنمائی کرتا ہوا ملے گا۔

روزے اور رمضان کی فضیلت پہ اکثر احادیث جن کو اس کتاب کے لئے ضروری سمجھا گیا اور کتب احادیث سے مل سکیں ان سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ رمضان شریف سے متعلقہ تمام امور سحری' افطاری' لیلۃ القدر' احترام رمضان' معمولات نبوی' اعتکاف و تراویح' صدقہ فطر و نماز عید الفطر ان تمام عبادات پر بالخصوص پہلے حصے میں احادیث کی روشنی میں سیر حاصل ابحاث ہیں اور دوسرے حصہ میں ان امور سے متعلقہ فقہی مسائل زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب رمضان شریف کے مہینے میں صیام و رمضان سے متعلقہ تمام ضروریات کو کافی حد تک پورا کر دے گی اور اس موضوع پر بہت ساری چھوٹی بڑی کتابوں کے مطالعہ سے عاشقان صیام و رمضان کو مستغنی کر دے گی۔ طلباء حضرات کے لئے اس کتاب مٰیں تقریری مواد بھی جمع کیا گیا ہے۔ اگر رمضان شریف کے مہینے میں اس کتاب کا درس دیا جائے تو امید ہے کہ جو لوگ صرف رمضان شریف کے مہینے میں نماز پڑھتے ہیں اور رمضان کے بعد عبادت کو ضروری ہی نہیں سمجھتے ان کی ضرور اصلاح ہو گی اور وہ عبادت کے ساتھ اس طرح کے رویے پر ضرور نظر ثانی کریں گے۔

غلام حسن قادری

۳-۱۱-۲۰۰۴

۲۹ رمضان ۱۴۲۶ھ بوقت سحری

(حصہ اوّل)

فضائل صیام و رمضان

خطبہ

الحمد لله الذی هدانا للاسلام وماکنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوٰة والسلام علٰی نبیه محمدن المصطفی الذی ترکنا علی المحجة البیضاء' لیلها کنهارها لایضل سالکها' ولا یهتدی تارکها وعلی اله نجوم الهدی وزین الوریٰ' ومن احبهم الی یوم الفناء وزوال الارض والسماء اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یاایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ ایاما معدودٰت فمن کان منکم مریضا اوعلی سفر فعدة من ایام اخر وعلی الذین یطیقونهٗ فدیة طعام مسکین فمن تطوع خیرا فهوخیرلهٗ وان تصوموا خیرٌ لکم ان کنتم تعلمون شهر رمضان الذی انزل فیه القران هدی للناس وبینٰت من الهدٰی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا اوعلی سفر فعدة من ایام اخر یرید الله بکم الیسر ولایرید بکم العسر ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علی ماهداکم ولعلکم تشکرون○

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے' گنتی کے دن ہیں' تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں

ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ (فدیہ) دیں ایک مسکین کا کھانا' پھر جو اپنی طرف سے (فدیہ کی مقدار سے) زیادہ (دے کر) نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا (اس قرآن میں) لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں ہیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے وہ ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھے) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تا کہ تم شکر گزار رہو۔

روزوں کا مہینہ آیا ہے — پیغام خدا کا لایا ہے
سب دور ہوئے ہیں اندھیرے — ہر سمت اجالا چھایا ہے
شیطان کو کیا ہے قید اس نے — اللہ کی رحمت لایا ہے
سب روزے رکھو ایمان والو! — اللہ نے یہ فرمایا ہے
قرآن پڑھو بخشش مانگو — سرکار ﷺ نے یہ فرمایا ہے
اس ماہ میں رکھے جو سب روزے — اس شخص کی پلٹی کایا ہے
ہیں بند سبھی ور دوزخ کے — جنت کا سروں پر سایہ ہے
نیکی میں لگو بدیاں چھوڑو — رمضاں نے یہی سمجھایا ہے
جو لوگ ہیں طالب صحت کے — یہ ماہ انہیں راس آیا ہے
اس ماہ میں جنگ بدر میں — کفار نے چرکا کھایا ہے
شامل ہے قدر کی رات اس میں — جو رحمت رب کا سایہ ہے
خوش بخت ہے اقصر وہ جس نے — رمضاں کا مہینہ پایا ہے

پہلی آیت کی تفسیر:

آیات طیبات کے ترجے کے بعد ان کی تفسیر کی طرف آتے ہیں۔ یاایھا الذین

امنوا ۔ چونکہ روزہ رکھنا ایک ایسا عمل ہے جو کہ نفس پر بھاری اور گراں ہے اور جب کسی سے کوئی مشکل کام کروانا ہو تو کسی پیارے کی طرف سے پیار و محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ مشکل سے مشکل کام بھی کرنے پر آمادہ کر لیتے ہیں۔ مشہور بات ہے اگرچہ ناممکن سہی بہرحال لوگ ایسے ہی موقع کے لئے بولتے ہیں کہ ''پیاروں کے لیے تو سوئی کے ناکے سے بھی گزرنا پڑے تو گزر جائیں''

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو محبت بھرے اس (یا ایھا الذین امنوا) کے خطاب سے روزوں کو رکھنا آسان فرما دیا۔ یہ پیارا خطاب صرف اپنے محبوب علیہ السلام کی پیاری اُمت ہی کے لئے ہے۔ پہلے کسی امت کو اس بابرکت اندازِ تخاطب سے مخاطب نہ فرمایا گیا اور حضور علیہ السلام کی امت کو بیسوں مرتبہ اس خطاب لاجواب سے نوازا گیا ہے

؎ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اور یا اس لئے کہ روزے کا عبادت ہونا عقل کی حدود سے باہر تھا کیونکہ عقل میں نہیں آتا کہ بھوک اور پیاس بھی عبادت ہو اس لئے اہل ایمان کی ہمت بڑھانے کے لئے یہ دلنشین انداز تخاطب اپنایا گیا کہ تم مومن ہو اور مومن وہ ہوتا ہے جو ہمارا وفادار بندہ ہوتا ہے۔ وہ عقل کا غلام نہیں ہوتا کہ بات عقل میں آئے تو مانے ورنہ نہ مانے۔ عقل جہاں تک چلے اس کو چلاؤ اور جہاں عقل کی پرواز ختم ہو جائے وہاں عشق الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاؤ اور محبت الٰہی کی سواری پر سوار ہو جاؤ اور ہر وہ کام کر گزرو جو تمہارے خالق و مالک کا حکم ہے۔

کالج کے طلباء ہر بات پر عقل کا گھوڑا دوڑاتے ہیں لیکن فوج، پولیس اور مریض بغیر سوچے سمجھے اطاعت بجالاتے ہیں

؎ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

لفظ ''یا'' سے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی غفلت و سستی کا پردہ چاک فرمایا اور لفظ ''امنوا'' کے ساتھ ان کی محبوبیت کا اعلان فرما دیا کہ تم میرے ماننے والے ہو اور میں تمہارا خالق و مالک ہوں۔ اگر کہوں سمندر میں کود جاؤ تو سستی نہ کرنا یہ بھوک پیاس اور وہ بھی صرف

دن دن میں اور وہ بھی میری رضا کے لئے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میرا حکم ماننے کے لئے اور مجھے راضی کرنے کے لئے تمہیں اس کو اتنا بھاری نہیں سمجھنا چاہئے اور میرے عشق کے جذبے سے سرشار ہو کر صرف یہ حکم تو کیا موت کو بھی سینے سے لگا لینا چاہئے۔

والذین امنوا اشد حبا للہ

ایمان والے اپنے رب سے ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں

؎ نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق — دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

؎ از محبت مردہ زندہ می شود — از محبت شاہ بندہ می شود

فائدہ

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی دنیوی عشق میں مبتلا ہو گیا لیکن پاک دامن رہا اور اس کو چھپائے رکھا وہ بھی بروز قیامت شہداء کے زمرے میں اٹھایا جائے گا۔

(بہار شریعت، ج ۴ ص ۹۴، بحوالہ امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن)

سوچنے کا مقام ہے جب مجازی عشق کی یہ شان ہے تو حقیقی عشق میں مرنے والا کیا مقام رکھتا ہو گا۔ یہ بات کسی عاشق سے ہی پوچھی جا سکتی ہے۔ تو آؤ سلطان العاشقین کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور اس سوال کا جواب مفتی عشق سے طلب کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

؎ عاشق سوئی حقیقی جہڑا قتل معشوق دے منّے ہو
عشق نہ چھوڑے مکھ نہ موڑے پئے سے تلواراں کھنّے ہو
جت دل دیکھے راز ماہی دا لگے اوسے بنّے ہو
سچا عشق حسین علی دا سر دیوے راز نہ بھنّے ہو

کُتِبَ عَلَیْکُمْ یعنی یہ اتفاقی بات نہیں کہ تم پر روزے فرض ہو گئے بلکہ زمین و آسمان کی پیدائش سے بھی پہلے یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ میں نے اپنے محبوب کی امت کو پورے رمضان کے روزے عطا فرمانے ہیں یا تورات و انجیل میں لکھ دیا گیا ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پر رمضان کے روزے فرض ہوں گے۔ گویا ان کتابوں میں تمہاری نیک نامی

ہو چکی ہے کہ اللہ کے محبوب کی امت رمضان کے روزے رکھے گی۔اس لئے اب روزہ چور یا روزہ خور یا روزہ چھوڑ یا روزہ توڑ بن کر اپنی نیک نامی کی چادر پر دھبہ نہ لگاؤ اور مرد میدان بن کر اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔

الصیام یہ لفظ صوم سے بنا ہے اور اس کا معنی رکنا' باز رہنا ہے اس لئے خاموشی کو صوم کہا گیا کہ اس میں انسان بولنے سے رک جاتا ہے۔اسی سے صامت ہے جو چپ چاپ رہنے والے کے لئے بولا جاتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے''انی نذرت للرحمٰن صومًا فلن اکلم الیوم انسیا''حضرت مریم نے فرمایا کہ میں نے آج رحمٰن کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے (یعنی) آج ہرگز میں کسی انسان سے بات نہ کروں گی۔

صوم کا دوسرا معنی سیدھا ہونا بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے صام الفرس' گھوڑا سیدھا ہو گیا۔صامت الریح' ہوا سیدھی اور درست ہوگئی (رک گئی)

کما کتب علی الذین من قبلکم

ماہ رمضان کے روزوں کو مزید آسان کرنے کے لئے پہلی امتوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کام صرف تم ہی نہیں کر رہے تم سے پہلے لوگ بھی کرتے تھے تو جب وہ کر سکتے ہیں تو تم کیوں نہیں کر سکتے۔حالانکہ تم ان سے زیادہ اللہ کو پیارے ہو۔کیونکہ اس کے محبوب کے امتی ہو۔جب کسی مشکل کام کے بارے میں کسی کو کہا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا جائے کہ یہ کام صرف تم ہی نہیں کر رہے تم سے پہلے بھی کئی لوگ کر چکے ہیں تو وہ کام مشکل نہیں رہتا اور اس جذبے سے بھی اس کو کرلیا جاتا ہے کہ جب پہلے کئی لوگ کرتے رہے ہیں تو میں کیا اتنا ہی''گیا گزرا'' ہوں کہ نہ کر سکوں گا۔چنانچہ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ہر امت پر مختلف ایام کے روزے فرض ہوئے مثلاً آدم علیہ السلام پر چاند کی تیرہ' چودہ اور پندرہ کا روزہ فرض تھا۔موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورہ (دس محرم) کا روزہ فرض تھا'تفسیر کبیر میں ہے کہ عیسائیوں پر ماہ رمضان کے روزے ہی فرض تھے لیکن چونکہ قمری مہینے موسموں میں گھومتے ہیں کبھی سردی میں آ گئے کبھی گرمی میں تو جب روزے گرمی میں آتے اور روزہ رکھنا مشکل ہوتا تو انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ شمسی مہینے موسم بہار کو روزوں کے لئے مقرر کر دیا جائے تا کہ

گرمیوں کے روزوں سے بچ سکیں اور اس تبدیلی کے عوض انہوں نے دس روزے بڑھا کر بجائے تیس کے چالیس روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ایسے ہی یہودیوں پر بھی رمضان کے روزے فرض تھے۔انہوں نے یہ چھوڑ کر صرف عاشورہ کا روزہ اپنا لیا اور اس کو اپنے اوپر فرض سمجھ لیا کیونکہ اس دن بنی اسرائیل کو نجات ملی تھی اور فرعون غرق ہوا تھا۔

لعلکم تتقون:

یعنی رمضان کے روزوں کا حکم دے کر تمہیں متقی اور پرہیزگار بنانا مقصود ہے گویا تقویٰ کی اصل اور بنیاد روزے کو قرار دیا۔

بلکہ دین اسلام کی تمام عبادات سے غرض اور اور مقصد تقویٰ کا حصول ہی ہے مثلاً مطلقاً عبادت کا حکم دیا تو فرمایا یاایھا الناس اعبدو اربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ:۲۱)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا۔ اس امید پر (عبادت کرو) کہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو۔

سفر حج کا بہترین توشہ وزادراہ مال ودولت سے زیادہ تقویٰ کو قرار دیا۔وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (البقرہ:۱۹۷)

اور توشہ ساتھ لو اور سب سے بہترین زادراہ پرہیزگاری (تقویٰ) ہے۔

قرآن مجید کا ہدایت ہونا بیان فرمایا تو بھی تقویٰ والوں کے لئے ھدی للمتقین (البقرہ)

قربانی کرنے سے بھی مقصد اور غرض تقویٰ کو قرار دیا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم (الحج:۳۷)

اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ ان (قربانی کے جانوروں) کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون لیکن اس کی بارگاہ میں تو تقویٰ پہنچتا ہے۔

زیب وزینت کا سامان ظاہری لباس سے بڑھ کر تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ولباس التقوی ذلک خیر اور تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے۔(الاعراف:۲۶)

Scanned with CamScanner

اسلام کا اخلاقی نظام تقویٰ ہی کی بنیاد پر ہے

وان تعفوا اقرب للتقویٰ (البقرہ:۲۳۷)

اور اے مردو! تمہارا زیادہ مال دینا (بیویوں کو طلاق کے بعد) تقویٰ سے نزدیک تر ہے۔

وان تحسنوا وتتقو فان اللہ کان کما تعلمون خبیرا

وان تصلحو اوتتقوا فان اللہ کان غفور ا رحیما (النساء:۱۲۸ص۱۲۹)

اور اگر تم نیکی اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اور اگر تم اصلاح اور تقویٰ اپناؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

عدل کی غرض بھی تقویٰ ہے اعدلوا ھوا قرب للتقوی (المائدہ)

انصاف کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اخروی نعمتوں کے مستحق بھی تقویٰ والے ہیں

(ان المتقین فی مقام امین ۔ ان المتقین فی جنت ونعیم)

دنیا میں اگرچہ زیادہ تر اہل تقویٰ کو ہی ابتلاء و آزمائش کی منازل سے گزرنا پڑتا ہے لیکن اچھی آخرت بھی تقویٰ والوں ہی کے لئے ہے۔

(والعاقبہ للمتقین' والا خرۃ عند ربك للمتقین)

نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنے کا ثمرہ بھی تقویٰ کو قرار دیا گیا۔

والذین جاء بالصدق وصدق بہ اولئك ھم المتقون (الزمر)

ولی اللہ کی نشانی بھی صاحب تقویٰ ہونا ہے۔

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون' الذین امنوا و کانوا یتقون (یونس)

اور اتنی بڑی نعمت (تقویٰ) کیسے نصیب ہوتی ہے؟

اللہ کے محبوب علیہ السلام کا ادب کرنے سے جیسا کہ فرمایا گیا

''ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئك الذین امتحن

اللہ قلوبھم للتقوی'' (الحجرات)

بے شک وہ لوگ جو (نبی ﷺ کی بارگاہ کا ادب کرتے ہوئے) اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے چن لیا ہے۔

ایک مقام پر شعائر اللہ کی تعظیم کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا گیا

''ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقویٰ القلوب'' (الحج)

اس لئے کہا گیا ہے کہ الایمان کلہ ادب' ایمان تو سراپا ادب بن جانے کا نام ہے۔

میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ عارف کھڑی فرماتے ہیں

بے ادیاں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچے باجھ ادب دے کوئی

اور عارف رومی نے فرمایا

از خدا جوئیم توفیق ادب — بے ادب محروم انداز فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہے۔

تقویٰ کا مفہوم:

بزرگان دین نے نہایت جامع الفاظ میں تقویٰ کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ جہاں جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہاں سے غیر حاضر نہ ہو اور جہاں جانے سے منع کیا ہے وہاں حاضر نہ ہو۔

جو کام (قول وفعل) کرنے کا حکم ہے وہ کرے اور جس سے منع کیا گیا ہے نہ وہ بول بولے نہ وہ کام کرے۔ یہ مفہوم اگر ذہن نشین کر لیا جائے تو گناہوں کی بیماری سے جان چھوٹ سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو ہر زمان و ہر مکان میں موجود مانیں گے اور اس سے ڈر کر اس کی نافرمانی سے بچے رہیں گے تو اس کا نام تقویٰ ہے۔ اگر یہ یقین ہو جائے کہ میری ہر حرکت اللہ کی نظر میں ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ بندے کے سامنے تو گناہ کرنے

سے شرمائے اور رب کے سامنے گناہ کرنے سے شرم نہ آئے۔ حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا

یقین دانم دریں عالم کہ لاموجود الاھو
ولا مطلوب فی الکونین لا مقصود الا ھو

قارئین کرام: آیہ صیام کی تفسیر آپ نے ملاحظہ فرمائی اب آپ کے سامنے اس آیت کی وہ تفسیر پیش کی جا رہی ہے جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے اور اس کا نام میں نے تفسیر غوثیہ رکھنا مناسب سمجھا ہے۔ اگرچہ بعض باتوں کا ذکر ہو چکا ہے لیکن قلم غوث سے لذت ولایت کی خوشبو تو ضرور حاصل ہوگی۔

تفسیر غوثیہ:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تم اللہ تعالیٰ سے "یاایھا الذین امنوا" (کا خطاب) سنو تو اس کے لئے اپنے کانوں کو خالی کر دو کیونکہ یہ (خطاب) کسی کام کے حکم یا ممانعت کے لئے ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نداء کی لذت سے عبادت کی مشقت اور تکلیف زائل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یاایھا الذین امنوا" "حرف "یا" عالم و دانا کی طرف سے خطاب ہے حرف "ای" معلوم منادی (جس کو پکارا گیا) حرف "ھا" منادی کو خطاب پر آگاہی ہے "الذین" معرفت سابقہ اور اور صحبت قدیمہ کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ "امنوا" ایک ایسے راز کی طرف اشارہ ہے جو پکارنے والے اور مخاطب کے درمیان ہے جیسے کوئی کہے اے وہ شخص جو میرے باطنی رازوں سے واقف ہے اور وہ اسے جانتا ہے "کتب علیکم" تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا "الصیام" مصدر ہے۔ جس طرح تم کہو "صمت صیاماً وقمت قیاماً" صیام کا لغوی معنی رک جانا ہے۔ کہا جاتا ہے "صامت الریح" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب ہوا ٹھہر جائے اور چلنے سے رک جائے جب گھوڑے کھڑے ہو جائیں اور چلنے سے رک جائیں تو کہا جاتا ہے "صام الفرس" دوپہر کے وقت جب دن رک جاتا ہے اور برابر ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے "صام النھار"

کیونکہ سورج جب آسمان کے درمیان پہنچتا ہے تو تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے اور چلنے سے رک جاتا ہے جس طرح شاعر کہتا ہے

حتی اذا صام النھار واعتدل — وما للشمس لعاب فنزل
یہاں تک کہ جب دن رک گیا اور برابر ہو گیا — اور سورج کا لعاب جاری ہو گیا پس وہ اترا

جب کوئی شخص گفتگو چھوڑ کر خاموش ہو جائے تو کہا جاتا ہے "صام" یعنی رک گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیاً
(حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا) بے شک میں نے رحمٰن کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی۔

یعنی "صوم" خاموشی کے معنی میں ہے۔

صوم کا شرعی مفہوم کھانے پینے اور جماع کی عام عادت سے رک جانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گناہوں کو بھی ترک کر دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کما کتب علی الذین من قبلکم" یعنی تم سے پہلے انبیاء کرام اور گزشتہ امتوں پر بھی روزے فرض کیے گئے۔ ان میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ عبدالمالک بن ہارون بن عنترہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا آپ نے فرمایا میں ایک دن دوپہر کے وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! حضرت جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر اور ان پر بھی سلام ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ چنانچہ میں قریب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھو پہلے دن کے بدلے میں دس ہزار سال کا ثواب لکھا جائے گا دوسرے دن کے بدلے میں تیس ہزار سال اور تیسرے دن کے بدلے میں ایک لاکھ سال کا ثواب لکھا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ ثواب صرف میرے لیے ہے یا تمام لوگوں کے لئے عام

ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اور وہ لوگ جو تیرے بعد یہ عمل کریں گے ان کو یہ ثواب عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ کون سے دن ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ایام بیض'' تیرہویں' چودھویں اور پندرہویں تاریخ حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا ان دنوں کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو سورج کی گرمی نے انہیں جلا دیا۔ حتیٰ کہ جسم مبارک سیاہ ہو گیا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے آدم علیہ السلام! کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک سفید ہو جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جرائیل نے عرض کیا پھر آپ ہر مہینے کی تیرہویں' چودھویں اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا جسم کا تہائی حصہ سفید ہو گیا۔ دوسرے دن روزہ رکھا تو دوسرا تہائی حصہ سفید ہو گیا اور جب تیسرا روزہ رکھا تو پورا جسم سفید ہو گیا۔ لہٰذا ان دنوں کو ایام بیض کہا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جن پر نبی کریم ﷺ سے پہلے روزے فرض کیے گئے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے اللہ تعالیٰ نے ''الذین من قبلکم'' سے نصاریٰ مراد لیے ہیں۔ ان کے روزوں کو ہمارے روزوں سے مشابہت دی گئی کیونکہ دونوں کا وقت اور مقدار ایک ہے اور یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں پر رمضان المبارک کے روزے فرض کیے۔ یہ بات ان پر گراں گزری کیونکہ رمضان کبھی سخت گرمی میں آتا اور کبھی سخت سردی میں جس سے ان کو سفر کرنے اور اسباب معیشت کے حصول میں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ چنانچہ ان کے علماء اور سردار اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ اپنے روزوں کو سردیوں اور گرمیوں کے درمیان موسم میں متعین کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے موسم بہار کو روزوں کے لئے مختص کر دیا اور اس عمل کے کفارہ کے طور پر دس دنوں کا اضافہ کر دیا۔ اس طرح چالیس دن کے روزے ہو گئے پھر ان کے ایک بادشاہ کے منہ میں کچھ تکلیف ہو گئی تو اس نے منت مانی کہ اگر وہ اس بیماری سے شفایاب ہو گیا تو روزوں میں ایک ہفتہ کا اضافہ کرے گا اور جب وہ بادشاہ مر گیا اور اس کی جگہ دوسرا بادشاہ آ گیا تو اس نے کہا پچاس روزے پورے کرو۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں عیسائیوں کے ہاں کثرت سے موت واقع ہونا شروع ہوئی تو بادشاہ نے کہا کہ روزوں میں مزید اضافہ کرو چنانچہ انہوں نے دس پہلے اور دس بعد میں بڑھا دیئے۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر میں سال بھر روزہ رکھوں تو اس دن افطار کروں گا جس میں شک ہے کہ وہ شعبان کا ہے یا رمضان کا اور یہ اس طرح کہ ہماری طرح عیسائیوں پر بھی رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے انہوں نے ان کو ایک موسم کی طرف بدل دیا کیونکہ کبھی وہ سخت گرمیوں میں روزے رکھتے اور تیس دن شمار کرتے ان کے بعد پھر دوسرے (دوسری نسل کے لوگ) آئے انہوں نے اپنے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے تیس دنوں سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا روزہ رکھا۔ بعد میں آنے والے پہلوں کے نقش قدم پر چلتے رہے یہاں تک کہ پچاس روزے ہو گئے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون'' تاکہ تم کھانے' پینے اور جماع کرنے سے بچو۔

اہل تفسیر نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب مدینہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دس محرم کا روزہ اور ہر مہینے کے تین روزے فرض کیے۔ چنانچہ انہوں نے یہ روزے رکھے یہاں تک غزوہ بدر سے ایک ماہ پہلے اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ایاما معدودات'' یعنی رمضان کا مہینہ تیس دن یا انتیس دن کا ہے۔ حضرت سعید بن عمر بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اور میری امت امی ہیں نہ حساب کرتے ہیں اور نہ مہینے کو لکھتے ہیں۔ ماہ رمضان اس طرح ہے اس طرح اور اس طرح۔ یعنی تیس دن تین بار ہاتھوں کی دس انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ اس کو شہر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مشہور ہے کیونکہ لفظ شہر شہرت سے ماخوذ ہے اور یہ سفیدی کو کہا جاتا ہے۔ اسی سے ہے شہرت السیف یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب تلوار کو صیقل کیا جائے۔ چاند طلوع ہو تو کہتے ہیں ''شہر الھلال''

نزولِ قرآن کا مہینہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن '' رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ حضرت عطیہ بن اسود رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ''انا انزلنه فی لیلة مبارکة'' کا کیا مطلب ہے حالانکہ قرآن پاک تو تمام مہینوں میں اترا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقرآنا فرقنه لتقرأه علی الناس علی مکث . وقالوا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة .	ہم نے قرآن پاک کو الگ الگ حصہ کر کے اتارا تاکہ آپ وقفے وقفے کے بعد لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ اور انہوں نے کہا ان پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قرآن پاک رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے یکبارگی نازل ہوا اور اسے آسمان دنیا کے بیت العزۃ میں رکھا گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے نبی اکرم ﷺ پر تھوڑا تھوڑا کر کے لاتے رہے اور تیئس سال میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اس طرف اشارہ ہے:

فلا اقسم بمواقع النجوم .	میں نزول قرآن کے اوقات کی قسم یاد فرماتا ہوں۔

حضرت داؤد بن ابی ہند فرماتے ہیں میں نے حضرت شعبی سے کہا رمضان کے مہینے میں قرآن پاک اترا' کیا یہ تمام سال نہیں اترتا رہا؟ انہوں نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کے مہینے میں اس کا دور کرتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ حضرت شہاب ابن طارق' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا رمضان کی تین راتیں گزرنے پر صحف ابراہیم علیہ السلام نازل ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام پر توارت نازل ہوئی تو رمضان کی چھ راتیں گزر چکی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی تو رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل رمضان کی تیرہ راتیں گزرنے پر نازل ہوئی اور قرآن مجید رمضان المبارک کی چوبیسویں (یہ بات واضح ہے کہ قرآن پاک لیلۃ القدر میں نازل ہوا اور چونکہ لیلۃ القدر کی تاریخ متعین نہیں لہٰذا جنہوں نے لیلۃ القدر چوبیسویں رات قرار دیا ان کے نزدیک نزول قرآن کی رات بھی وہی ہوگی یا ایک قول کے مطابق (مترجم) رات کو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ''ھدی للناس '' گمراہی سے ہدایت ہے ''وبینات '' حلال' حرام' حدود اور احکام کی واضح نشانیاں ہیں ''من الھدی والفرقان'' حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب ہے (غنیۃ الطالبین)

دوسری آیت کی تفسیر:

ایامًا معدودت '' ان الفاظ میں روزہ داروں کے لئے مزید تسلی کا سامان ہے کہ رمضان کے روزے تو گنتی کے چند (انتیس یا تیس) دن ہیں اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس رب نے تمہیں گیارہ ماہ کھلایا پلایا وہ اگر تمہیں ایک مہینہ صرف دن کے وقت کھانے پینے سے روک دے تو ضرور اس کی اطاعت کرنی چاہیے یا گنتی کے دنوں کا مطلب یہ ہے کہ باقی مہینوں کے تو نام بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں لیکن رمضان ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ بچے بچے کو اس کی تاریخ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کسی سے پوچھ لو کہ آج رمضان کا کون سا روزہ ہے تو وہ فوراً بتائے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے بیمار ہو (ایسا بیمار کہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ اس کو نقصان دیتا ہو ورنہ جس بیمار کو روزہ نقصان نہ دیتا ہو اس کو روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے لیکن ہمارے ہاں عجیب حال ہے کہ اصل بیماروں کو تو خیر رخصت ہے نقلی بیماروں کی بھرمار ہے۔ پانچ پانچ من کے بیمار سٹیشن پر جا رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں جا رہے ہیں کہ وہاں کھانے پینے کی اشیاء مل جائیں گی اور اپنا دوزخ بھر لیں گے۔ کئی ہوٹلوں کے رمضان میں پچھلی طرف کے چور دروازے ان نام نہاد بیماروں کے لئے کھل جاتے ہیں۔ یہ متعرضین گاڑیوں پر آتے ہیں اور کھا پی کر چلے جاتے ہیں اور جب ان کو شرم دلائی جاتی ہے تو کہتے

ہیں بیمار کو اجازت ہے۔ فعدة من ایام اخر'' بعد میں قضا کر لے۔ لیکن جو نام نہاد بیمار اب چھوڑنے کے بہانے تلاش کر رہا ہے۔ بعد میں خاک قضا کرے گا) یا سفر میں ہو (شرعی سفر ستاون میل یا بانوے کلو میٹر جس پر شرعی احکام مرتب ہوں) تو ایسے مسافر اور بیمار کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور تندرستی اور سفر سے واپسی پر اتنے دن روزے رکھے۔

اس کے بعد ایسا شخص جس میں روزہ رکھنے کی طاقت و ہمت ہی نہ ہو یعنی شیخ فانی یا مرض الموت میں مبتلا شخص وہ فدیہ ادا کرے یعنی ہر روزے کا صدقہ فطر کے برابر (تقریباً سوا دو سیر) گندم دے یا ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے اور اگر اس سے زیادہ دے دے تو اس کے لئے بہت بہتر ہے ''من تطوع خیرا فھو خیر لہ'' روزہ چھوڑنے کی اجازت کے باوجود اے بیمارو اور مسافرو! اگر روزہ رکھ لو تو تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم جانو۔

ایک حدیث شریف میں ہے لو یعلم العباد مافی رمضان لتمنت امتی ان یکون رمضان السنة کلھا (مسند ابی یعلی ۶،۷:۱۸۰)

تیسری آیت اور ماہ رمضان:

تیسری آیت میں فرمایا گیا کہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا یعنی رمضان کی شان وعظمت میں قرآن اترا یا قرآن کے نزول کا آغاز رمضان میں ہوا یا قرآن بتمامہ رمضان شریف کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیت العزت میں رہا جو اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے حسب اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظور الٰہی ہوا جبرائیل امین علیہ السلام لاتے رہے یہ نزول تقریباً تئیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔ (خزائن العرفان)

مطلب یہ ہے کہ روزوں کے لئے ماہ رمضان اس لیے منتخب ہوا کہ اس مہینہ میں قرآن پاک اتارا گیا ہے۔ مہینوں میں صرف رمضان شریف ہی ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس کا باقاعدہ نام قرآن پاک میں آیا ہے۔ صحابہ کرام میں سے صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں آیا ہے اور عورتوں میں سے صرف حضرت مریم کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔

نکتہ

اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت کو کسی فضیلت والی شے سے نسبت ہو جائے وہ وقت بھی افضل ہو جاتا ہے اور قیامت تک افضل ہو جاتا ہے یعنی اگر چہ اس وقت میں وہ فضیلت والی شے تو ایک بار ہی ملتی ہے مگر جب بھی وہ مہینہ یا دن آئے گا تو اس نعمت کی نسبت سے تمام عظمتوں کے ساتھ آئے گا اس لیے ہم بارہ ربیع الاول کو خوشیاں مناتے ہیں کہ اس دن کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ اگر رمضان میں قرآن کا ایک مرتبہ اترنا اس کو قیامت تک کے لئے عظیم بنا رہا ہے تو ربیع الاول میں صاحب قرآن ﷺ کا تشریف لانا اس بابرکت مہینہ کو قیامت تک کے لئے عظیم کیوں نہیں بنا رہا لہٰذا جشن قرآن بھی ہر سال مناؤ (اگر چہ قرآن تو ایک ہی بار اترا) اور جشن میلاد النبی ﷺ بھی ہر سال مناؤ (اگر چہ حضور ﷺ ایک ہی بار پیدا ہوئے)

الغرض! ان آیات میں روزے کے تین مقاصد بیان ہوئے۔

۱۔ تقویٰ کا حصول (لعلکم تتقون)

۲۔ اللہ کی بڑائی بیان کرنا (ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم)

کہ ایک طرف تو کھانے پینے اور شہوانی ونفسانی خواہشات جو انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور دوسری طرف حکم خدا سے روزہ دار اللہ کے حکم کو اختیار کر کے صرف زبانی ہی نہیں عملاً بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرتا ہے

۳۔ اللہ کا شکر بجالانا (لعلکم تشکرون)

تاریخ فرضیت روزہ:

روزے نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال ۲ھ میں فرض ہوئے۔ پہلے صرف ایک روزہ (دس محرم الحرام کا) فرض تھا پھر یہ منسوخ ہوا اور ہر ماہ کے تین روزے (چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ) فرض ہوئے پھر ان کی فرضیت بھی منسوخ ہوئی اور ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے مگر لوگوں کو اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو روزہ رکھ لیں اور چاہیں تو فدیہ دے دیں پھر یہ اختیار بھی منسوخ ہوا اور روزے رکھنے ہی ضروری قرار دیئے گئے۔ اب بغیر عذر کے

روزہ چھوڑنا اور اس کے بدلے میں فدیہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر ایک بات ضرور تھی کہ رات کو سونے سے پہلے کھانا پینا جائز تھا اگر سو گیا تو اب کھانا پینا ناجائز ہو گیا یعنی سحری نہ تھی۔ یہ سحری کی نعمت بھی حضور ﷺ کے ایک صحابی (حضرت صرمہ بن قیس ؓ) کی وجہ سے ملی کہ جو روزہ کی حالت میں دن بھر مزدوری کرنے کے بعد رات کو گھر آئے' تھکے ہوئے تھے۔ کھانا ابھی تیار نہ ہوا تھا آنکھ لگ گئی۔ دوسرے دن پھر اس طرح مزدوری کو نکل گئے اور بھوک پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی بھی اٹھا دی اور فرمایا **کلوا واشربوا حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر**۔ اب طلوع فجر تک کھانا پینا جائز ہو گیا مگر جماع پھر بھی حرام رہا پھر حضرت عمر فاروق اور دیگر چند صحابہ کرام ؓ ایک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ ہم سے یہ لغزش ہو گئی ہے کہ ہم اپنی بیویوں سے رمضان شریف کی رات میں جماع کر چکے ہیں۔ سخت شرمندہ ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے خطاء کار نفس کی معذرت کرنے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر ؓ تیرا کام یہ نہ تھا۔ اس پر دوسرے چند لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور معذرت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کی خطاؤں کو امت پر عطاؤں میں تبدیل فرما دیا اور حکم نازل فرمایا

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الٰی نساء کم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ماکتب اللہ لکم۔

اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا۔ وہ تمہارا لباس ہیں۔ تم ان کا لباس ہو اللہ تعالیٰ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرما دیا۔ پس اب ان سے (رمضان کی راتوں میں بھی صحبت) مباشرت کر سکتے ہو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے (یعنی اولاد کے حصول کے لئے صحبت کرو نہ کہ عیاشی کے لیے یعنی اس کام میں مشغول ہو کر اللہ کی عبادت

سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ ساتھ ساتھ رمضان کی راتوں میں عبادت بھی کرو)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام ؓ کی خطا کو معاف فرمایا اور کوئی کفارہ وغیرہ بھی لازم نہ کیا۔ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اب ان کو ان کی معاف شدہ لغزشوں کی وجہ سے برائی کے ساتھ ان کا ذکر کرنا یا ان کی خطاؤں کو اچھالنا جرم ہے۔ جب رب معاف کر چکا تو اب کسی کو کیا حق ہے کہ زبان طعن دراز کرے اور بہانہ ان خطاؤں کا بنائے کہ جو امت کے حق میں عطائیں بن گئیں۔ بزرگوں کی خطا چھوٹوں کے لئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کائنات کا ظہور آدم علیہ السلام کے دانہ گندم کھانے کے نتیجہ میں ہوا۔ ہماری ہزار عبادتوں سے ان کی خطائیں زیادہ فضیلت والی ہیں۔

اس میں خیانت (تختانون) سے مراد غلطی اور خطا ہے نہ کہ گناہ کبیرہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پہلے کلمہ پڑھنا فرض ہوا پھر نماز پھر زکوۃ۔ چوتھے نمبر پر روزے اور آخر میں حج۔

تفسیر دُرِّ منثور میں ہے کہ روزے کی طرح نماز میں بھی تبدیلیاں ہوئیں اور وہ اس طرح کہ معراج کی رات پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر معاف ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں پھر ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض تھیں بعد میں سفر کی حالت میں دو ہی رہیں اور اقامت میں فجر کی دو ہی رہیں۔ مغرب کی تین ہو گئیں اور ظہر' عصر اور عشاء کی چار چار ہو گئیں پھر کچھ نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئیں اور اب تا قیامت کعبہ ابراہیمی کی طرف منہ کر کے پڑھی جا رہی ہیں۔

قرآنی نکتہ:

رمضان شریف کے روزوں کی فرضیت و اہمیت وفضیلت اور اس بابرکت مہینے میں نزول قرآن کا ذکر کرنے اور سحری افطاری' اعتکاف وغیرہ یعنی روزے کے مسائل کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے دعا کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا:

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا الی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (البقرۃ:۱۸۶)

Scanned with CamScanner

اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں (کہ اللہ کہاں ہے تو فرمادیں) میں تو قریب ہوں، جب بھی کوئی دعا کرتا ہے میں قبول کرتا ہوں پس انہیں چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ راہ (ہدایت) پا سکیں۔

اس اسلوب بیان سے یہ نکتہ قرآنی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بابرکت مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے اور بندوں کو اپنے رب سے اس مہینے میں خوب مانگنا چاہئے۔

مبارک ہو مسلمانو کہ پھر ماہ صیام آیا
بارشادِ پیمبر سب مہینوں کا امام آیا

ایمانی نکتہ:

قرآن مجید کے اسلوب بیان کے حوالے سے یہ بات بھی یاد رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بابرکت کام کا حکم دینا مقصود ہوتا ہے تو یاایھا الذین امنوا کے بابرکت الفاظ سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پکارا جاتا ہے تاکہ نہ ماننے والے کافروں، منافقوں کو پیچھے کر دیا جائے اور خالص ایمان والوں کو یہ سعادت بخشی جائے۔

جیسے یہاں ہے کہ روزوں کی فرضیت کا حکم دینا مقصود تھا تو فرمایا یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کیونکہ جو منافق ہے یا کافر ہے اس کا کیا تعلق روزے سے۔ جمعہ کی فرضیت کو بیان کیا تو فرمایا یاایھا الذین امنوٓا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ کیونکہ جمعہ ایمان والا ہی ادا کرے گا۔ بے ایمان کو کیا ضرورت کہ جمعہ پڑھتا پھرے اور اپنے محبوب ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا تو فرمایا: یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ کیونکہ جو بے ایمان ہے اس کو درود و سلام پڑھنے سے کیا کام بلکہ وہ درود سے روکتا رہے گا اور جو ایماندار ہے وہ مدینے کے تاجدار پر درود پڑھتا رہے گا۔ اذان سے پہلے بھی پڑھے گا بعد میں بھی، نماز کے اندر بھی پڑھے گا باہر بھی، کھڑے ہو کر بھی پڑھے گا بیٹھ کر بھی۔ درود ابراہیمی بھی پڑھے گا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بھی بلند آواز سے بھی پڑھے گا آہستہ بھی۔ امام بوصیری کی زبان میں عربی زبان میں بھی پڑھے گا۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

اور اعلیٰ حضرت کی زبان میں اردو کے اندر بھی پڑھے گا

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

موقع محل کی مناسبت سے بہتر ہے کہ یہاں وہ حدیث بیان کر دی جائے جس میں رمضان کے مہینے کی فضیلت بھی ہے اور درود شریف کی عظمت بھی ہے اور اس حدیث کی تشریح بھی ایسے شخص کی طرف سے ہو جائے کہ آج اس دور میں صلوٰۃ وسلام سے منع کرنے والا طبقہ اپنے آپ کو اسی کا پیروکار بھی کہلاتا ہے حالانکہ اس بے چارے نے تو تبلیغی نصاب فضائل درود میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ”بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

جبریل علیہ السلام کی دعا کو حضور علیہ السلام کا آمین کہنا

حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (ایک مرتبہ ہمیں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو) فرمایا:

احضروا المنبر فحضرنا فلما ارتقی درجۃ قال امین فلما ارتقی الدرجہ الثانیۃ قال امین فلما ارتقی الدرجۃ الثالثۃ قال امین فلما نزل قلنا یارسول اللہ لقد سمعنا منک الیوم شیئا ماکنا نسمعہ قال ان جبرئیل عرض لی فقال بَعُدَ من ادرک رمضان فلم یغفرلہ قلت امین فلما رقیت

منبر کے قریب آ جاؤ، ہم لوگ منبر کے قریب ہو گئے، جب حضور ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا

الثانية قال بعد من ذكرت عنده فلم يصل عليك قلت امين فلما رقيت الثالثة قال بعد من ادرك ابويه الكبر او احدهما فلم يدخلاه الجنة قلت امين

کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تبلیغی نصاب دوسرے بدنصیب کے بارے میں جس کے خلاف جبرائیل امین علیہ السلام نے بددعا کی اور حضور ﷺ نے آمین کہا۔ لکھتے ہیں:

دوسرا شخص جس کے لئے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس کے سامنے حضور ﷺ کا تذکرہ ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل تر لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ نیز جفا کار اور جنت کا راستہ بھولنے والا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بدترین تک فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے

کہ وہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک نہ دیکھے گا۔ محققین علماء نے اگرچہ ایسی روایات کی تاویل فرمائی ہے مگر اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ درود شریف نہ پڑھنے والے کیلئے آپ کے ظاہر ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے احسانات امت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ تحریر وتقریر ان کا احصاء کرسکے۔ اس کے علاوہ آپ کے حقوق امت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے۔ خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان سے محرومی مستقل بدنصیبی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کو جو شخص نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ نیز ملائکہ کا اس کے لئے دعا کرنا' گناہوں کا معاف ہونا' درجات کا بلند ہونا' احد پہاڑ کے برابر ثواب کا ملنا' شفاعت کا اس کے لئے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ اور مزید برآں۔ نیز اللہ جل شانہ کی رضا' اس کی رحمت' اس کے غصہ سے امان' قیامت کے ہول سے نجات' مرنے سے قبل جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگی معیشت اور فقر دور ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے' دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور قلب کی نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے اور بہت سی بشارتیں ہیں جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو' ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور دوسرے بعض کے نزدیک مستحب۔ (تبلیغی نصاب ص ۴۲۸)

فضائل درود شریف میں تینتالیس خوبصورت واقعات درود شریف کی فضیلت میں لکھ کر ایک واقعہ کے ضمن میں روض الفائق کے حوالے سے یہی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک خوش نصیب کو (جو طواف میں ہر جگہ درود شریف پڑھتا تھا اور اس نے اس کی وجہ یہ بیان

کی کہ میرے والد حج کو آتے ہوئے راستے میں بیمار ہو گئے اور وصال کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ میں نے پریشانی کے عالم میں ان کا منہ ڈھک دیا اور خود سو گیا کہ خواب میں حضور ﷺ تشریف لائے اور میرے باپ کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر چہرے کو چمکدار بنا دیا اور مجھے) فرمایا تیرا باپ بہت گناہ گار تھا مگر مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب ان پر مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔ (تبلیغی نصاب' ص ۷۹۱' فضائل درود' ص ۱۱۳)

یا رب صل علی الهادی البشیر ومن
لہ الشفاعة فی العاصی اخی الندم
یارب صل علی المختار من مضر
از کی الخلائق من عرب ومن عجم
یارب صل علی خیر الانام ومن
ساد القبائل فی الانساب والشیم (روض الفائق)

نکتۂ حدیث:

اللہ نے اپنا نام لینے یا سننے پر کچھ پڑھنا واجب نہیں کیا مگر محبوب کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کے خلاف جبرائیل سے بددعا کرائی اور محبوب سے آمین کہلوائی بھلا کیوں؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

فائدہ

اگر تو جبرائیل علیہ السلام یہ دعا سدرۃ المنتہیٰ پہ کر رہے تھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ سدرہ پہ بولنے والے فرشتے کی آواز بھی سنتے ہیں حالانکہ فرشتہ قریب بھی ہو تو نبی ﷺ کے علاوہ کوئی اس کی آواز نہیں سن سکتا۔ تو جو نبی سدرہ پر دعا کرنے والے کی دعا سن رہے ہیں وہ بھلا زمین پر جلوہ گر ہو کر زمین پر رہنے والے اپنے امتیوں کا سلام کیوں نہیں سن سکتے اور اگر جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر دعا کر رہے تھے تو امت کو یہ سبق دینے آئے تھے کہ جو دعائیں یہاں آ کر کی جائیں وہ قبول ہی قبول ہیں۔

جب میری (سید الملائکہ) کی قبول ہیں تو تمہاری کیوں نہ قبول ہوں گی اور جب بددعائیں قبول ہیں تو دعائیں کیوں نہیں قبول ہوں گی۔

رمضان کے نام:

ویسے تو رمضان المبارک کے کئی نام ہیں مثلاً ماہ صبر' ماہ مواسات' ماہ وسعت رزق وغیرہ اور ہر نام کی اپنی اپنی وجہ تسمیہ ہے مثلاً اس مہینے کو صبر اس لیے کہا گیا کہ روزہ رکھنا سراپا صبر بن جانے کا نام ہے کیونکہ بے صبرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔

رمضان کو ماہِ مواسات اس لئے فرمایا گیا کہ مواسات کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کرنا۔ رمضان شریف سے بڑھ کر شاید ہی کسی مہینے میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا مظاہرہ کرتے ہوں گے۔

اور ماہِ وسعت رزق اس لئے فرمایا گیا کہ فیہ یزاد رزق المؤمن اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے اس لئے نہیں کہ سارا دن مومن کھاتا پیتا کچھ نہیں کیونکہ سحری افطاری میں اتنا کچھ کھا پی لیتا ہے کہ سارے دن کی کسر نکل جاتی ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے رزق میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زیادہ ہونے کے باوجود بھی برکت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ زیادہ نہیں ہوتا اور کم ہونے کے باوجود برکت ہو تو اللہ کے ہاں زیادہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال میں قرآن پاک کی آیت ملاحظہ ہو:

وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اٰتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون (الروم: ۳۹)

جو چیز تم زیادہ لینے کے لئے (اپنا مال بڑھانے کے لئے بطور ہدیہ یا سود) دیتے ہو تو وہ (مال) اللہ کے ہاں نہیں بڑھے گا اور جو تم زکوٰۃ و خیرات اللہ کی رضا کے لئے دیتے ہو (اس سے تمہارا مال گھٹتا نہیں بلکہ تم) اپنے مالوں میں اضافہ کرنے والے ہو۔ اسی لیے ایماندار کا رزق بڑھائے جانے کی بات کی گئی ہے ہر کسی کی نہیں۔

جس مال سے خرچ کیا جائے اس میں برکت ہو جاتی ہے۔ الصدقۃ ترد البلاء کے

مطابق وہ چوری ڈاکے سے محفوظ رہے گا۔ بیماریوں مقدموں پر نہیں لگے گا۔ لوگوں کی دعائیں نصیب ہوں گی تو ظاہراً اگرچہ خرچ کرنے سے مال کم ہوتا نظر آتا ہے مگر درحقیقت بڑھ رہا ہے اور لوٹ گھسوٹ کا، چوری ڈاکے کا، جوا، سود کا مال ظاہراً اگرچہ بڑھ رہا ہے مگر درحقیقت کم ہو رہا ہے کہ اس مال کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس میں لوگوں کی بددعائیں ہیں، ظلم و جبر کی نحوستیں ہیں لہٰذا بیماریوں، مقدموں پر خرچ ہوگا اور اس میں کبھی برکت نہ ہوگی۔

الغرض! رمضان شریف میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، غریب سے غریب بھی صبح و شام پیٹ بھر کے کھاتا ہے، مسجدوں میں اللہ کی نعمتوں کی فراوانی ہوتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

آ گئے ایام رحمت دیکھئے — کھل گئے درہائے جنت دیکھئے
فرش سے لے کر فراز عرش تک — جلوہ گر ہے نور وحدت دیکھئے
سال کے گیارہ مہینوں پر اسے — رب نے بخشی ہے فضیلت دیکھئے
کہہ رہی ہے مسکرا کر ہر کلی — گلشن رمضان کی نزہت دیکھئے
رب نے بخشی تیس روزوں کے عوض — کس قدر سستی ہے جنت دیکھئے
ایک نیکی کے ملیں ستر ثواب — ماہ مضان کی سخاوت دیکھئے

رمضان کا معنی ومفہوم:

رمضان کا لفظ اگر "رمض" سے بنے تو اس کا معنی ہے موسم خریف کی بارش جس سے زمین دھل جاتی ہے اور فصل خوب اگتی ہے چونکہ اس بابرکت مہینے کی وجہ سے بھی گناہوں کی وجہ سے دلوں کی زمیں پر جمی ہوئی گرد دھل جاتی ہے اور ایمان کی کھیتی ہری بھری ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس کا نام رمضان رکھا گیا یعنی گیارہ ماہ کی جانے والی نیکیاں رمضان کے روزے بارگاہ خداوندی میں مقبول کرا دیتے ہیں یا رمضان "رمضاء" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گرمی حرارت، بھٹی، جلانا۔

کیونکہ اس ماہ مقدس میں اہل ایمان بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں تو

ان کے گناہوں کو جلا دیا جاتا ہے اور جیسے بھٹی میں سونا چاندی ڈالنے سے میل کچیل علیحدہ ہو جاتی ہے اور سونا چاندی زیور میں ڈھل کر محبوب کے گلے کی زینت بن جاتا ہے ایسے ہی یہ بابرکت مہینہ بھی بندوں کو گناہوں سے صاف کر کے رب العزت محبوب حقیقی کی بارگاہ میں حاضری کے قابل بنا دیتا ہے۔

یہی دو معانی سیدنا غوث اعظم نے بھی غنیۃ الطالبین میں بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

لفظ رمضان کے معنی میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں رمضان اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام ہے پس کہا جاتا ہے شہر رمضان (رمضان کا مہینہ یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ) جس طرح رجب کو "شہر اللہ الاصم" کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے عبداللہ (اللہ کا بندہ)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے آباء کرام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "رمضان" نہ کہو بلکہ اس طرح نسبت کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا "شہر رمضان"۔

حضرت اصمعی کی روایت ہے حضرت ابو عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس مہینے کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں گرمی کی وجہ سے اونٹوں کے بچے گرم ہو جاتے ہیں۔

بعض نے کہا رمضان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں گرمی کی وجہ سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔ رمضاء گرم کئے ہوئے پتھروں کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینے کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ اس مہینے میں گناہ جل جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات مروی ہے کہا گیا ہے کہ اس مہینے میں دل، وعظ اور آخرت کی فکر کی گرمی سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ جس طرح ریت اور پتھر سورج کی گرمی سے گرم ہو جاتے ہیں۔ خلیل کہتے ہیں کہ یہ لفظ "رمض" بدنوں کو گناہوں سے دھوڈالتا ہے اور دلوں کو خوب پاک کر دیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

Scanned with CamScanner

بعض علماء نے اس بابرکت مہینے کا نام رمضان رکھنے کی ایک توجیہ یہ بھی فرمائی ہے کہ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو جیسا موسم تھا اس کی مناسبت سے اس مہینے کا نام رکھ دیا گیا۔ بہار کے موسم کا نام ربیع الاول، ربیع الثانی، برف جمنے کے موسم والے مہینے کا نام جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ اور گرمیوں میں آنے والے مہینے کو رمضان نام دے دیا (اہل عرب میں عموماً ایسا ہوتا تھا وہ ہماری طرح نہیں تھے کہ جو مطلق جاہل ہو اس کو علامہ اور فاضل کہنے لگیں انتہائی درجے کے بزدل کو شیر زمان کہا جائے اور کسی بدصورت کو یوسف خان کا نام دے دیا جائے اور حبشی کو کافور کہہ دیا جائے۔ پنجابی میں کہتے ہیں ''اکھوں انھی تے ناں نور بھری'' یعنی جو آنکھوں سے اندھی ہو اس کا نام ''نور بھری'' نور سے بھرپور رکھ دیا جائے۔ روزہ ایک بھی نہ رکھے اور نام محمد رمضان، محمد دین)

یاد رہے ہماری اس کتاب کا وہی اسلوب ہوگا جو ہماری کتاب فضائل و مسائل نماز کا ہے یعنی قرآنی آیات کے بعد احادیث مبارکہ بالخصوص وہ احادیث جن سے فقہاء کرام نے کسی نہ کسی فقہی مسئلہ کا استنباط فرمایا ہے اور آخر میں روزے کے مسائل بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ تو آئیے سب سے پہلے رمضان و صیام کی فضیلت پر احادیث کا جائزہ لیتے ہیں۔

فرائض اسلام چار ہیں:

☆ حضرت زیاد بن نعیم الحضرمی رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اربع فرضھن اللہ فی الایمان '' (کلمہ شہادت پڑھنے اور ایمان قبول کر لینے کے بعد) اسلام میں چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں''

''فمن اتی بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا '' جس نے ان میں سے تین پر عمل کیا اور ایک کو چھوڑ دیا تو وہ تین بھی اس کے کچھ کام نہیں آئیں گی جب تک کہ سب پر عمل نہ ہوگا اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

''الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت''

(المسند لاحمد بن حنبل، ص ۲۰۱ ج ۴)

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''عری

الاسلام وقواعد الدین ثلثۃ علیھن اسس الاسلام من ترک واحدۃ منھن فھو بھا کافر حلال الدم شھادۃ ان لا الہ الا اللہ والصلوٰۃ المکتوبۃ وصوم رمضان''

اسلام کی مضبوط بنیادیں تین ہیں جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا (یا جھٹلایا) وہ اس کا منکر ہو کر مباح الدم (یعنی اس کا خون حلال) ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی دینا (۲) فرض نماز ادا کرنا (۳) رمضان کے روزے رکھنا۔

(وفی روایۃ) من ترک منھن واحدۃ فھو باللہ کافر ولا یقبل منہ صرف ولا عدل وقد حل دمہ ومالہ (الترغیب والترہیب للمنذری، ج ۱ ص ۳۶۲)

(ایک روایت میں اس طرح ہے کہ) جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا ہے۔ اس کے نوافل و دیگر فرائض قبول نہیں اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔

رمضان کا ایک روزہ زندگی بھر کے روزوں سے افضل:

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقضہ صوم الدھر کلہ وان صامہ (بخاری ص ۲۵۹ ج ۱، ترمذی ص ۹۰ ج ۱)

جو شخص (جان بوجھ کر) بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان شریف کا ایک روزہ چھوڑ دے تو اس کی فضیلت و ثواب ساری عمر کے روزے رکھ کر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

اس حدیث کی بناء پر سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور کئی ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ جس نے رمضان شریف کا ایک روزہ بلاوجہ چھوڑ دیا اس کی قضاء ہو ہی نہیں سکتی چاہے پوری عمر روزے رکھتا رہے لیکن جمہور فقہاء نے اس کو ثواب و فضیلت پر محمول کیا ہے یعنی ایک روزے کی قضا ایک روزہ ہے اور روزہ توڑنے کا کفارہ دو مہینے کے روزے اور ایک روزہ قضا کا ہے۔

استقبال و فضائل رمضان کی جامع حدیث:

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فی اخر یوم من شعبان

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ

فقال يا ايها الناس قد اظلكم شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر . شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا من تقرب فيه بخصلة كان كمن ادى فريضة في ماسواه ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضة فيما سواه وهو شهر الصبر و الصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر يزاد فيه رزق المومن من فطر فيه صائما كان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجره شيء قالو ايا رسول الله ليس كلنا يجد مايفطر الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي الله هذا الثواب من فطر صائما على تمرة اوشربة ماء اومذقة لبن وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق من النار من خفف عن مملوكه فيه غفر الله له واعتقه من النار(مشكوة) واستكثروا فيه من

فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے۔ بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض فرمایا اور اس رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی رزوہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ

اربع خصال خصلتين ترضون بهما ربكم وخصلتين لا غناء بكم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربكم فشهادة ان لا اله الا الله وتستغفرونه واما الخصلتان اللتان لاغناء بكم عنهما فتسئلون الله الجنة وتعوذون به من النار ومن سقى صائما سقاه الله من حوضي شربة لايظمأ حتى يدخل الجنة

(رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ)

ثواب تو اللہ تعالیٰ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی عطا فرما دیتا ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام (و خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتا ہے اور آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن میں سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کو طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

فوائد حدیث

اس طویل حدیث شریف میں نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ نے ماہ رمضان کی چند خصوصیات ارشاد فرمائیں۔

☆ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزے دار کو اگر بھوک اور پیاس کی کچھ مشقت اٹھانی پڑے تو ذوق وشوق سے اس کو برداشت کرے' بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے جیسے کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے بالخصوص گرمی کے روزوں میں' اسی طرح اگر کسی وجہ سے سحری نہ کھائی جا سکی تو دن نکلتے ہی رزوے کا "سوگ" نہ شروع کرے۔ اس طرح نماز تراویح بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ سعادت سمجھ کر ادا کرے اور یہ خیال کرے کہ جب میں معمولی اغراض کے لئے کھانا پینا چھوڑ سکتا ہوں۔ چند پیسے کمانے کے لئے راحت و آرام کو دکان اور کاروبار کی نظر کر دیتا ہوں تو اللہ کی رضا کے لئے سب کچھ کیوں نہیں چھوڑا جا سکتا۔

☆ فرمایا ماہِ رمضان غمخواری کا مہینہ ہے لہٰذا اگر افطاری کے لئے آپ کے پاس سنعہ نتظام ہے تو دیگر لوگوں (غربا و مساکین) کو بھی اس میں شامل کر لینا چاہئے اور یہ غمخواری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابرکت زندگیوں میں رچی بسی ہوئی تھی جس کے ہزاروں واقعات کتب احادیث اور تواریخ کے چہرے کا جھومر ہیں جن میں سے صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

ایثار کا ایک بے مثال واقعہ

ابوجہم کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رمق باقی ہوئی تو پانی پلا دوں گا اور ہاتھ منہ دھو دوں گا۔ وہ اتفاق سے ایک جگہ پڑے ہوئے ملے۔ میں نے ان سے پانی کا پوچھا۔ انہوں نے اشارہ سے مانگا۔ اتنے میں برابر سے زخمی نے آہ کی۔ چچازاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسا ہے اور پانی مانگ رہا ہے میں اس کو پانی پلانے کے لیے آگے بڑھا تو اس کے قریب ہی ایک اور زخمی پانی پانی کہہ رہا تھا چنانچہ اس نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اتنے میں وہاں تک پہنچا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ تو لوٹ کر چچازاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ یہ ہے ہمارے اسلاف کا ایثار کہ خود پیاسے جان دے

دی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا بھی گوارا نہ کیا۔ رضی اللہ عنھم وارضاھم ورزقنا اتباعھم۔ آمین

سلف صالحین کا عمل

روح البیان میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی جامع الصغیر اور سخاوی کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے فوت ہو جاتا ہے تو فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں سے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو رات گذارانے کی جگہ دے حق تعالیٰ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دے گا۔ یحییٰ برمکی رحمہ اللہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رحمہ اللہ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفایت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیان رحمہ اللہ کی دعا کی بدولت مغفرت ہو گئی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرائیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ ایک مشہور محدث ہیں۔ روزانہ پچاس آدمیوں کے روزے افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے (روح البیان)

☆ افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ اس مہینہ کا اول حصہ رحمت ہے

یعنی حق تعالیٰ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت، عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے اس کے بعد جولوگ اُس کا شکرادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے ''لئن شکرتم لازیدنکم'' اوراس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اس لئے کے روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

اور بھی بہت سی روایات میں ختم رمضان پر آگ سے خلاصی کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں۔ رمضان کے تین حصہ کیے گئے جیسا کہ مضمون بالا سے معلوم ہوا۔ بندۂ ناچیز کے خیال میں تین حصوں (رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی) کے درمیان فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں۔ ان کے لئے ابتداء ہی سے رحمت اور انعام کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو معمولی گناہ گار ہیں۔ ان کے لئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد ان روزوں کی برکت اور بدلے میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ جو زیادہ گناہ گار ہیں ان کے لئے زیادہ روزے رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لئے ابتدا ہی سے رحمت تھی اور ان کے گناہ بخشے بخشائے تھے ان کا تو پوچھنا ہی کیا کہ ان کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے (واللہ اعلم وعلمہ اتم)

☆ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ مالک اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھا لے مگر یہ جب ہی ہے کہ ملازم روزہ دار بھی ہو ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر ہے اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے ''وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون'' (ترجمہ) اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی (مصیبت) کی جگہ لوٹ کر جائیں

گے (مراد جہنم ہے) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اول کلمہ شہادت' احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے کوئی ایسی دعا بتلادے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں۔ اللہ کی طرف سے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے ہی کہتے ہیں میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا اور ساتوں زمینیں ایک پلڑا میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو اس کلمے والا پلڑا جھک جائے گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو کہے آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورت عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتا ہے۔ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر زیادہ ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام ہوتی ہے مثلاً پانی عام ضرورت کی چیز ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔ متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اس کی بدبختی ہے۔ بالجملہ بہت سی احادیث اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جن کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے۔ دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا ہے وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتا ہے اور ہر غم سے خلاصی نصیب فرماتا ہے اور اس طرح رزق دیتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ انسان گناہ گار تو ہوتا ہی ہے بہترین گناہ گار وہ ہے جو

Scanned with CamScanner

توبہ کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دو چیزیں مانگنے کا حکم فرمایا ہے جن کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ اللہ اپنے فضل سے ہم سب کو عطا فرمائے۔ (فضائل رمضان)

مسلمانو! مبارک ہو مہ رمضان آیا ہے
خدا کے پاس سے لے کر نرالی شان آیا ہے
یہ وہ ماہ مقدس ہے کہ جو رحمت ہی رحمت ہے
سوئی قسمت جگالو مژدۂ ذیشان آیا ہے
گناہ گارانِ امت کی ہو بخشش بالیقین واللہ
تمہاری مغفرت کا لے کے یہ سامان آیا ہے
یہ وہ پیارا مہینہ ہے جو برکت کا خزینہ ہے
اسی میں رات ہے وہ جس میں کہ قرآن آیا ہے
ریاضت اور عبادت کا لطف اس میں دوبالا ہے
جو دل مردہ تھے ان میں جذبۂ ایمان آیا ہے
سعادت مند ہے جس نے کیا اس کا ادب واللہ
جہنم سے آزادی کا اسے پیمان آیا ہے
یہ گنتی کے ہیں دن غفلت میں نہ ان کو گنوا دینا
کہ ان کی فرضیت کا قرآن میں فرمان آیا ہے
برس بھر دردِ فرصت میں جو تڑپائے گا ہم سب کو
چلا جائے گا ترسا کر جو وہ مہمان آیا ہے
اے اعظم جو سراپا منتظر تھے ماہِ رمضان کے
مبارک ہو انہیں لے کر یہ اطمینان آیا ہے

ازقلم: مولانا محمد اعظم حنفی رضوی نقشبندی میگووال

ماہِ رمضان اور امت محمدیہ کی شان:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت امتى خمس خصال فى رمضان لم تعطهن امة قبلهم خلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك وتستغفر لهم الحيتان حتى يفطروا . ويزين الله عزوجل كل يوم جنة ثم يقول يوشك عبادى الصالحون ان يلقوا عنهم المؤنة ويصيروا اليك وتصفد فيه مردة الشياطين فلا يخلصوا فيه الى ما كانوا يخلصون اليه فى غيره ويغفر لهم فى اخر ليله قيل يارسول الله اهى ليلة القدر قال لا ولكن العامل انما يوفى اجره اذا قضى عمله

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصی طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔ (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے (۲) یہ کہ ان کیلئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں (۳) جنت ہر روز ان کیلئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان کی برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں (۵) رمضان کی آخری رات روزہ داروں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ عرض کیا گیا کیا یہ رات شب قدر کی ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ طریقہ یہی ہے کہ مزدور کو کام ختم کرنے پر مزدوری دی ہی جاتی ہے۔

وہ انعامات جو رمضان کے بابرکت مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو ہی عطا فرمائے اور کسی امت کو نہ دیئے ان میں سے:

Scanned with CamScanner

پہلا انعام:

بھوک پیاس کی وجہ سے روزے دار کے منہ سے آنے والی بو (جس سے ہر کوئی نفرت کرتا ہے مگر) اللہ کو اتنی پسند ہے کہ اس کے سامنے کستوری بھی ہیچ ہے تو جب مخلوق کیلئے کراہت والی شے کو خالق اس قدر پسند فرماتا ہے تو روزے دار کی عبادات کو اللہ تعالیٰ کس قدر پسند کرتا ہوگا اور عجیب بات ہے کہ اگر کوئی شخص ڈاکٹر کے کہنے پر یا اپنا وزن کم کرنے کیلئے کھانا پینا چھوڑ دے تو اس کے منہ سے بھی ایسی ہی بدبو آئے گی جیسی روزہ دار کے منہ سے آتی ہے مگر وہ اللہ کو پسند نہیں ہے اور یہ کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے آخر کیوں؟

اس لیے کہ روزہ دار سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں کچھ بھی ناپسند نہیں ہوتا۔ سب کچھ پسند ہی پسند ہے۔ حافظ نے کیا خوب کہا ہے

اے حافظ مسکین چہ کنی مشک ختن را — از گیسوئے احمد بستان عطر عدن را

اے حافظ بے چارے! خالص کستوری لے کر کیا کرے گا پیارے آقا ﷺ کی زلفوں سے بھی جنت کی خوشبو حاصل کر لے۔

اہل محبت مدینہ شریف کے ذروں پر کیوں اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اور اپنے اپنے قلوب کی کیفیات سے سرشار ہو کر عرض کرتے ہیں

لوٹا ہوں مدینے سے تو یہ حال ہے میرا — لگتی ہے زمانے کی ہر اک چیز پرائی
کب سے تڑپ رہا ہوں زیارت کے واسطے — سوئے مدینہ دل بھی میرا سر کے بل گیا
طیبہ کی دوریوں سے میرا حال یوں ہوا — جیسے یہ زندگانی بھی مجھ سے خفا ہوئی
مکہ سے چلوں اور ہو منزل میری طیبہ — دن ایسا کوئی بخت میں اے میرے خدا کر
طیبہ کا اذن ہو مجھے اے شاہِ دوسرا — ہے ہاتھ باندھے آپ ﷺ کے در پر دعا کھڑی
نہ جانے کب ملے گا اذنِ طیبہ — کہ میں بھی منتظر بیٹھا ہوں کب سے

الحمد للہ! اس کتاب کی پروف ریڈنگ کے دوران ہی آیا ہے بلاوا مجھے دربار نبی سے۔ اور یہ رمضان سرکار کے قدموں میں گذرے گا (ان شاء اللہ العزیز)

اللہ کی پسند پہ قربان! کہ چاہے تو ابوجہل و ابولہب کو پسند نہ کرے اور چاہے تو بلال حبشی

کو پسند کرے۔ پیا جس کو چاہے سہاگن وہی ہے۔

اس میں اہل علم کے کئی اقوال ہیں کہ اس بو (خلوف) کی پسندیدگی کا کیا مطلب ہے۔

بعض نے فرمایا کہ اس بو کے بدلے آخرت میں روزہ دار کو ایسی خوشبو سے نواز جائے گا کہ جو کستوری سے بھی اعلیٰ ہوگی (جیسا کہ درمنثور کی ایک روایت اس قول کی تائید میں موجود ہے) بعض نے یہ فرمایا کہ یہ بو روزہ دار کی ایسی علامت بن چکی ہے کہ جب روزہ دار قیامت کے دن قبروں سے اٹھیں گے تو دنیا کی اس بو کے بدلے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آ رہی ہوگی۔

بعض آئمہ نے اسی وجہ سے روزے کی حالت میں مسواک کرنے سے منع فرمایا ہے کہ کہیں اللہ کی پسندیدہ چیز ختم نہ ہو جائے لیکن احناف کے ہاں اس بو کا تعلق صرف منہ سے نہیں کہ مسواک سے ختم ہو جائے بلکہ یہ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے منہ کی طرف آتی ہے جو ہزار مسواک کرنے سے بھی ختم نہیں ہوتی لہٰذا روزے کی حالت میں مسواک کرنا باعث ثواب اور مستحب ہے۔

دوسرا انعام:

روزے دار کے لئے مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں۔ بعض روایات میں الحیتان کی بجائے الملائکہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے روزہ دار کے لئے دعا کرتے ہیں۔

کیونکہ جب روزے دار خوش نصیب سے اللہ تعالیٰ پیار فرماتا ہے تو اللہ کی ساری مخلوق اس سے پیار کرنے لگتی ہے (من کان للہ کان اللہ لہ)

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو زمین و آسمان میں اس کی محبت کے ڈنکے بجا دیتا ہے اور جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اعلان کروا دیتا ہے کہ فلاں بندے سے اللہ محبت کرتا ہے اور اللہ چاہتا ہے میری ساری مخلوق بھی میرے اس بندے سے محبت کرے (خلاصۂ حدیث)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین امنوا وعملو الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودا (مریم ۹۶)

Scanned with CamScanner

بے شک جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب اللہ تعالیٰ (رحمٰن) ان کے لئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا فرمادے گا۔

معلوم ہوا کہ مومنین، صالحین اور اولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے (خزائن العرفان)

تیسرا انعام:

حضور علیہ السلام کی اُمت کے لیے جنت کو مزین کردیا جاتا ہے اور یہ انعام بھی رمضان شریف کی وجہ سے ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ان الجنة تزخرف من راس الحول الی حول قابل قال فاذا کان اول یوم من رمضان هبت ریح تحت العرش من ورق الجنة علی الحور العین فیقلن یا رب اجعل لنا من عبادك ازواجا نقربهم اعیننا وتقر اعینهم بنا (رواه البیهقی فی شعب الایمان ۔ مشکوٰۃ 174)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ماہ رمضان کے لیے شروع سے ہی (رمضان گزرتے ہی) اگلے رمضان تک جنت کو (پورے گیارہ مہینے) سجایا اور سنوارا جاتا ہے (اور سجانے والے بھی فرشتے ہوں تو سجاوٹ کا عالم کیا ہوگا) اور فرمایا: جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے موٹی آنکھیں والی حوروں پہ ایک خوشگوار ہوا چلتی ہے۔ (مرقات میں ہے کہ یہ وہی روزہ دار کے منہ کی بُو کے اثر سے ہوا چلائی جاتی ہے۔) (مراۃ ص ۱۳۳ ج ۳)

تو حوریں عرض کرتی ہیں اے اللہ: اپنے (روزہ دار) بندوں کو ہمارا خاوند بنادے" ان سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی فرما۔

چوتھا انعام:

رمضان شریف میں اُمت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پہ ایک انعام یہ کیا جاتا ہے

کہ شیطان کا اثر ٹوٹ جاتا ہے۔ شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کردیا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان گناہ کم اور نیکیاں زیادہ کرتے ہیں۔ کتنے ہی شرابی، جوئے باز اور دیگر کبیرہ گناہوں کے عادی رمضان شریف میں شرم کر جاتے ہیں اور گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔

کوئی اگر یہ سوال کرے کہ اگر شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے تو پھر تو گناہ بالکل نہیں ہونے چاہئیں حالانکہ کتنے ہی لوگ گناہ کرتے رہتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں سرکش شیطانوں (مردۃ الشیطین) کو جکڑنے کا فرمایا گیا ہے نہ کہ شطونگڑوں کو یعنی غیر سرکشوں کے اثر سے بھی تو کچھ گناہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ سورج غروب ہو جانے کے بعد بھی گرمیوں کے موسم میں کچھ دیر تو گرمی قائم رہتی ہے تو جو گیارہ مہینے کھلا رہتا ہے اس کا بھی کچھ نہ کچھ تو اثر ہوگا۔

گاڑی کو روکنا ہو تو سو گز سے بریک لگانی پڑتی ہے۔ کیوں کہ بریک لگنے کے بعد سو گز تک اثر رہتا ہے یا پھر ایسے لوگ جو رمضان میں گناہ کرتے رہتے ہیں وہ انسانوں میں سے شیاطین ہیں جبکہ جبکہ جکڑا تو جنوں کو جاتا ہے لہٰذا وہ جنوں میں سے شیاطین ہوتے ہیں (من الجنۃ والناس) تاہم رمضان شریف میں گناہ سے بچنے کے لیے اتنے جتن نہیں کرنے پڑتے جتنا کہ غیر رمضان میں زور لگانا پڑتا ہے لیکن جن کے دلوں پہ زنگ چڑھ جاتا ہے (کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون)۔ ان کا گناہوں کے بغیر گزارا نہیں ہوتا جیسے کہ روشن دل والوں کا نیکیوں کے بغیر گزارا نہیں لیکن عجیب بات ہے کہ جس گناہ کی طبیعت عادی ہو جاتی ہے اس میں قباحت بھی محسوس نہیں کرتی اور اس درجے کا دوسرا گناہ جس کی وہ عادی نہیں ہوتی اس کو بہت مکروہ جانتی ہے جیسے شرابی کے سامنے اگر سور کا گوشت رکھ دیں تو طبیعت اس سے نفرت کرے گی حالانکہ گناہ ہونے میں دونوں برابر ہیں اسی طرح کئی لوگ جنہوں نے کبھی شراب نہیں پی وہ شراب سے تو نفرت کرتے ہیں مگر دوسرے کئی گناہ اس سے بھی معصیت میں جو سخت ہوتے ہیں مثلاً غیبت سارا سارا دن کرتے رہتے ہیں۔

بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے فساق کے حق میں صرف بڑے شیاطین قید ہوتے ہیں اور صالحین کے حق میں ہر قسم کے شیطان قید کردیئے جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

پانچواں انعام:

رمضان شریف کی آخری رات تمام روزہ داروں کی بخشش ہو جاتی ہے جیسا کہ اور احادیث میں بھی ہے۔ صحابہ کرام کا یہ سوال کرنا کہ کیا یہ رات (جس میں لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے) لیلۃ القدر کی رات ہے؟

اس وجہ سے تھا کہ ان کے خیال میں ایسی بابرکت رات لیلۃ القدر ہی ہو سکتی ہے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اس کے فضائل اپنی جگہ حق ہیں یہ انعام تو رمضان شریف کے اختتام کا ہے

شام روزہ دار کی!

واہ! پُر کیف و مسرت شام روزہ دار کی | واہ! دل کو وجہ فرحت شام روزہ دار کی
اے خوشا! ماہ صیام اور اس کی خیر و برکتیں | واہ! روح و جان عشرت شام روزہ دار کی
وجد میں ہوتی ہے وقت شام روح روزہ دار | دور کر دیتی ہے شدت شام روزہ دار کی
واہ! واہ! ہر شام روزہ دار کا کیف و سرور | واہ! ذی شانی و عظمت شام روزہ دار کی
جس سے از بہر ریاضت ہوتی ہے تازہ دمی | بخشتی ہے وہ بشاشت شام روزہ دار کی
مطلع الانوار سے ہوتا ہے جس کا انتساب | دل کو دیتی ہے وہ بشاشت شام روزہ دار کی
مشرق و مغرب نظر اُٹھتی ہے باصد انبساط | واہ! کیفیات رویت شام روزہ دار کی
روزہ کھلنے پر زہے صائم کے چہرے کی بہار | واہ! سرشاریٔ بہجت شام روزہ دار کی
اے خوشا! بچپن روزہ دار کا اقرار عہد | رکھتی ہے جس سے کہ نسبت شام روزہ دار کی

(از: قلم بے چین راج پوری بدایونی صاحب)

نزولِ رحمت کا مہینہ

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما و حضرنا رمضان اتاكم

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی

رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة ويحط الخطايا ويستجيب فيه الدعاء ينظر الله تعالى الى تنافسكم فيه ويباهي بكم ملائكته فاروا الله من انفسكم خيرا فان الشقى من حرم فيه رحمة الله عزوجل .

برکت والا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتا ہے۔ خطاؤں کو معاف فرماتا ہے، دعا کو قبول کرتا ہے، تمہارے تنافس کو دیکھتا ہے اور ملائکہ کے سامنے فخر و مباہات کرتا ہے پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (رواہ الطبرانی)

تنافس کا مطلب یہ ہے کہ مقابلۃً کام کیا جائے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون (المطففین:۲۶)

یہ وہ کام ہے (اللہ رسول کی اطاعت کرنے کا اور گناہوں سے بچنے کا) کہ مقابلہ کرنے والوں کو اس میں مقابلہ کرنا چاہیے۔

روزہ ڈھال ہے

عن ابی عبیدة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الصيام جنة مالم يخرقها .

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ڈھال کے ذریعے بندہ اپنے آپ کو دشمن کے حملوں سے بچاتا ہے روزہ بھی اسی طرح روزے دار کو اس کے دشمن نفس و شیطان سے بچائے رکھتا ہے۔ ایک روایت میں روزہ دار کو عذاب سے اور دوسری میں دوزخ سے حفاظت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

مگر یہ کونسا روزہ ہے اور کن خوش نصیب روزہ داروں کا روزہ ہے اس بارے میں بزرگان دین نے لکھا ہے کہ اگر اپنی نگاہ، دل، کان اور دیگر اعضاء کی حفاظت کے ساتھ ساتھ سحری وافطاری رزق حلال سے کی جائے اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کہ شاید

قبول بھی ہوا ہے کہ نہیں تو ایسا روزہ یقیناً یہ شان رکھتا ہے کہ وہ روزے دار کے لیے گناہوں سے عذاب سے اور دوزخ سے بچنے کے لیے ڈھال کا کام کرے اور اگر زبان سے غیبت و بیہودہ گوئی جاری رہے، دل میں برے خیالات کا انبار رہے، کان فضولیات میں مصروف رہیں، نگاہ محرمات پہ پڑتی رہے اور باقی اعضاء بھی اپنے اپنے گناہوں میں مصروف رہیں، نہ حلال کی تمیز نہ حرام کی پرواہ، نہ جائز کی پہچان نہ ناجائز سے بچاؤ، تو ایسے روزے کے بارے میں حدیث شریف کے اندر فرمایا گیا ہے۔

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه (رواہ البخاری، مشکوۃ، ص ۱۷۶)

جو (روزے دار) جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی پرواہ نہیں۔

زیر عنوان حدیث المعجم الاوسط للطبرانی میں اتنے اضافے کے ساتھ ہے (جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں میں نے عرض کیا **و لم یخرقه؟** روزے کو کس سے پھاڑا (خراب کیا) جا سکتا ہے؟ فرمایا **بکذب او غیبة**۔ جھوٹ اور چغلی سے۔

السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۲۷۰ پہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا **انما الصیام من اللغو والرفث** روزہ تو لغویات اور بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان حضور ﷺ نے نقل فرمایا **من لم یصم جوارحه عن محارمی فلا حاجة ان یدع طعامه و شرابه من اجلی**۔ جو اپنے اعضاء کو حرام کاموں سے دور نہ رکھے مجھے کیا پرواہ کہ وہ میرے لیے کھانا پینا چھوڑ دے۔ (اتحاف اہل الاسلام ص ۱۷۵)

محدث ابن ابی الدنیا اور ابو یعلی نے حضرت عبید رضی اللہ عنہ (خادم رسول ﷺ) سے روایت کی ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا اور پیاس کی وجہ سے روزہ ان پر دشوار ہو گیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب ہو گئیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں مسئلہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے ان

دونوں عورتوں کو بلا کر علیحدہ علیحدہ دو پیالوں میں قے کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے قے کی تو اس میں خون اور پیپ اور گوشت کے لوتھڑے نکلے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا **جلست احداهما الی الاخری فجعلتا تاکلان من لحوم الناس** ان دونوں نے آپس میں مل بیٹھ کر انسانوں کا گوشت کھایا ہے (یعنی غیبت کی ہے) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا یہ اگر ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو انہیں آگ جلاتی۔

(غایۃ الاحسان ص ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کام سے فارغ ہو کر مسجد میں بیٹھ جاتے اور فرماتے **نطھر صیامنا**۔ ہم (گناہوں سے بچ کر) اپنا روزہ پاک رکھ رہے ہیں۔

اور ایک حدیث شریف جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رب صائم لیس له من صیامه الا الجوع ورب قائم لیس له من قیامه الا السهر (رواہ ابن ماجہ)

بہت سارے روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو سوائے بھوک کے روزے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سارے شب زندہ دار ایسے ہیں کہ ان کو سوائے جاگنے (کی مشقت) کے کچھ نہیں ملتا۔

رمضان آیا برکتیں لایا:

میرے بندو روزہ دارو مرحبا   آؤ اب جنت کا ہے ہر در کھلا

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی رواة فتحت ابواب الجنة وفی روایة فتحت ابواب الرحمة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۱۷۳)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے، جنت کے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو

جکڑ دیا جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے۔

اذا كان اول ليلة من شهر رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب النار فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم يغلق منها باب وينادى منادیا باغی الخیرا قبل ویاباغی الشر اقصرو لله عتقاء من النار وذلك كل ليلة

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۱۷۳)

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، کوئی ایک دروازہ بھی (دوزخ کا) کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور کوئی ایک بھی بند نہیں رہتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے آ جا (بھلائی کر لے کیونکہ نیکیوں کا موسم بہار شروع ہو گیا ہے) اور اے برائی کے دلدادہ باز آ جا (کہ یہ مہینہ برائی کرنے کا نہیں) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے (کئی) لوگوں کو (دوزخ کی) آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ (کرم) ہر رات ہوتا ہے جبکہ نسائی شریف کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے بھی روایت آئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اتاكم رمضان شهر مبارك فرض الله عليكم صيامه تفتح فيه ابواب السماء وتغلق فيه ابواب الجحيم وتغل فيه مردة الشيطين لله فيه ليلة خير من الف شهر من حرم خيرها فقد حرم

(رواہ احمد والنسائی، مشکوۃ ص ۱۷۳)

تمہارے پاس برکت والا مہینہ رمضان آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں اس (مہینے) میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش مردود شیطانوں کو

باندھ دیا جاتا ہے۔ اللہ کے لیے اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے کہ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم ہے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

نبی اکرم علیہ السلام کی زبان اقدس سے نکلنے والے ان الفاظ کو صدیاں بیت گئیں مگر ان کی صداقت آج بھی روزِ روشن کی طرح ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ رمضان آتا ہے تو مسجدیں بھر جاتی ہیں، جو کبھی مسجد کے قریب ہی نہیں آیا وہ سجدے پر سجدہ کر رہا ہے حالانکہ کوئی اس کو پکڑ کر لانے والا نہیں ہے کوئی کہنے والا نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات ہے کہ رمضان کے علاوہ نماز پڑھنا کم ضروری ہو اور رمضان میں نماز پڑھنا زیادہ ضروری ہو پھر یہ تبدیلی اچانک کیوں آ گئی، مادیات کے اس دور میں جب کہ ہر حقیقت دیکھ کر تسلیم کی جاتی ہے کم از کم اس حقیقت کو بن دیکھے ماننا پڑے گا کہ واقعی آسمان، رحمت اور جنت کے دروازے کھل گئے ہیں، دوزخ اور آگ کے دروازے بند ہو گئے ہیں، شیطانوں کو جکڑ دیا گیا ہے، نیکی کا ماحول بنا دیا گیا ہے تبھی تو لوگ کشاں کشاں عبادت کے لیے آ رہے ہیں

؎ اے تیری آواز آوازِ خدا　　اور خاموشی تیری راز خدا

روزے دار کے لیے جنت کا خاص دروازہ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فى الجنة ثمانية ابواب منها باب يسمى الريان لايدخله الا الصائمون (متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۱۷۳)

جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے جس سے صرف روزے دار ہی (جنت میں) داخل ہوں گے۔

فعلان کے وزن پہ ریان کا معنیٰ سیرابی و تروتازگی ہے، چونکہ دنیا میں روزے داروں نے بھوک پیاس کی خشکی کو برداشت کیا اس لیے قیامت کے دن ان کے مولیٰ نے ان کے لیے ایسے دروازے کا انتخاب فرمایا کہ جہاں تازگی، شادابی اور ہریالی زیادہ ہو گی پانی کی نہریں بے حساب، سبزہ، پھل فروٹ کی کثرت ہو گی جس کا آج اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا،

رب کی رضا کے لیے آج بھوکے پیاسے رہنے والے اپنے رب کی مہربانی سے ہمیشہ عیش کریں گے اور بھوک پیاس کا نام بھی سننے میں نہ آئے گا۔

میں ہی روزے کی جزا دوں گا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا فرمان عظمت نشان ہے کہ:

کل عمل ابن ادم یضاعف بعشرا مثالها الی سبع مائة ضعف قال الله تعالٰی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته و طعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسك والصیام جنة واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امرء صائم (متفق علیہ' مشکوٰۃ' ص ۱۷۳)

انسان کی تمام نیکیاں (قانوناً) دس سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہیں (من جاء بالحسنة فله عشرا مثالها . مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة) سوائے روزے کے کیونکہ روزہ تو خاص میرے ہی لیے ہے (حالانکہ ہر عبادت اللہ ہی کے لیے ہے مگر ہر عبادت میں اطاعت کا غلبہ ہے اور روزے میں عشق کا غلبہ ہے' ہر عبادت میں ریا کا خطرہ ہے روزے میں نہیں' ہر عبادت قیامت کے دن اہل حقوق کے کھاتے میں جا سکتی ہے مگر روزہ نہیں' روزے کے علاوہ تمام عبادات بتوں کے لیے بھی کی گئیں مگر روزہ صرف رب کے لیے ہی رکھا گیا) میں ہی اس کی جزا دوں گا (یا میں ہی اس کی جزا ہو جاتا ہوں) روزہ دار میرے لیے اپنی شہوات اور کھانا چھوڑتا ہے' روزے دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک افطاری کے وقت (سارا سال کھاتا ہے مگر جتنا مزہ اس وقت کھانے کا آتا ہے ساری زندگی نہیں آتا یا اس کی دعا قبول ہوتی ہے ایک خوشی حسی ہے اور ایک معنوی اور) دوسری خوشی رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مُشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ بری بات منہ سے نکالے اور نہ ہی شور مچائے پھر

اگر کوئی روزے دار کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ اتنا کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (پھر اللہ جانے اور گالی دینے والا جانے)

اس حدیث کے بعض جملوں کی تشریح ترجمے کے ساتھ ساتھ بریکٹ میں کر دی گئی ہے مگر جس جملے کو عنوان کے طور پر لکھا گیا ہے اس کی تشریح ابھی باقی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

○ کوئی شخص جب حج کرتا ہے تو اس کا استقبال ہوتا ہے اس کو ہار پہنائے جاتے ہیں' عزت افزائی ہوتی ہے اسی طرح نماز پڑھنے والے کو لوگ نمازی کہتے ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر روزے کا پتہ سوائے اللہ کے اور روزہ رکھنے والے کے کسی اور کو نہیں کیونکہ ہر عبادت میں کرنا ہے اور روزے میں نہ کرنا ہے اسی لیے اس میں ریاکاری کو دخل نہیں لہٰذا ہر عبادت کی جزا جنت رکھی گئی۔ (وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحٰت ان لهم جنت) اور روزے کی جزا خود جنت والا ہے جب جنت والا مل گیا تو اس کی ہر نعمت مل گئی۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال — مشکلے ماحل شود بے قیل وقال

○ محمود نے اپنے دربار کے مقربین کا امتحان لینے کے لیے ہیرے جواہرات پھینکے سب لپک کر اٹھانے لگے لیکن ایاز نے محمود کا دامن پکڑ لیا۔ محمود نے کہا کیا تجھے ہیرے نہیں چاہیے؟ ایاز بولا: جب میرے پاس ہیروں والا ہے تو مجھے ہیروں کی کیا کمی ہو سکتی ہے۔

حدیث کے جملے "انا اجزی به" کا یہ مفہوم اس وقت ہوگا جب اس کو مجہول پڑھیں گے اور اگر معروف پڑھیں تو پھر اس کے کئی مفہوم ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

روزہ میرے لیے ہے

الصوم لی: روزہ تو میرا ہے کیا مطلب؟ کہ تمہارا کیا روزہ ہوا صبح کھاتے ہو شام کو پھر کھا لیتے ہو روزہ تو دراصل میرا ہے کہ **وهو یطعم ولا یطعم**۔ میں سب کو کھلاتا ہی رہتا ہوں اور خود کبھی نہیں کھایا چونکہ روزے دار کو ایک طرح کی میرے ساتھ موافقت پیدا ہوگئی ہے لہٰذا ہر عبادت کی جزا دینا میں نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے اور روزے کی جزا میں خود دوں گا۔

○ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

Scanned with CamScanner

اتدرون ما المفلس ؟ کیاتم جانتے ہومفلس کون ہے؟قالوا الادرھم له ولا متاع جس کے پاس پیسہ اور سامان نہ ہو۔صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا:

آپ نے فرمایا:

ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وصیام و زکوٰة ویاتی قدشتم ھذا وقدف ھذا واکل مال ھذا وسفك دم ھذا و ضرب ھذا فیعطیٰ ھذا من حسناته وھذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ماعلیه اخذمن خطایا ھم فطرحت علیه ثم طرح فی النار (رواہ مسلم،مشکوٰۃ ص 435)

میری امت میں مفلس وہ شخص ہوگا کہ جو قیامت کے دن نمازیں (نفلی)، روزے، زکوٰۃ (اور دیگر نیکیاں) لے کر حاضر ہوگا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پہ تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، چنانچہ اس کی نیکیوں کو ان (مظلومین ومتاثرین) کے درمیان بانٹ دیا جائے گا اور جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حقوق لینے والے ابھی باقی ہوں گے تو پھر ان حقداروں کے گناہ اس پہ ڈالے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (تو یہ ہے مفلس وکنگال جو نیکیوں کے انبار لے کر آیا اور گناہوں کے پہاڑ تلے دب گیا) تین پیسوں کے قرضے کے بدلے مقروض کی سات سو نمازیں قرض خواہ کو دی جائیں گی۔ (فتاویٰ شامی) علماء فرماتے ہیں اس وقت الصوم لی کا جلوہ ظاہر ہوگا اور اس کے (فرضی) روزے کسی کو نہ دیئے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ تو خاص میرے لیے ہے۔

روزے دار جب جنت کے خاص دروازے (ریان) سے داخل ہو رہے ہوں گے اور لوگ ان کی شان دیکھ کر تمنا کریں گے کہ ہمیں اس دروازے سے کیوں نہیں گزارا جاتا تو حکم ہوگا ان کا مقابلہ مت کرو کیونکہ یہ وہ عبادت لے کر آئے ہیں جو خاص میرے ہی لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دے رہا ہوں۔ بخاری ومسلم کی روایت جو حضرت سہل بن سعد ؓ

سے مروی ہے اس میں یہ بھی ہے فاذا دخلوا غلق علیھم فلم یدخل منه احد ۔کہ جب روزے دار اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی بھی اس دروازے سے داخل نہ ہو سکے گا۔

نسائی کتاب الصیام میں ہے کہ جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ ایسا مشروب پئے گا لم یظما ابدا کہ پھر کبھی بھی اسے پیاس نہیں لگے گی۔

○ حدیث میں ہے کہ جو ایک روزہ رکھے گا وہ سو سال کی مسافت دوزخ سے دور کر دیا جائے گا اور اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق کھود دی جائے گی۔ یہ شان صرف روزے دار کو ملے گی اور ان کا رب عطا کرے گا کیوں؟ الصوم لی وانا اجزی به باعدالله منه جھنم مسیرة مائة عام (النسائی)

○ تاریخ انسانیت بتاتی ہے کہ روزے کے علاوہ ہر عبادت غیر اللہ کے لیے کی جاتی رہی اور روزہ اگر کسی کافر نے بھی رکھا ہے تو بت کے لیے نہیں بلکہ صفائی نفس کے لیے، اس لیے فرمایا الصوم لی۔ روزہ ہر دور میں میرے ہی لیے رہا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ غیب الغیب ہے اور روزہ بھی ایک طرح غائبانہ عبادت کا نام ہے اس لیے اس خاص تعلق کی بنا پر فرمایا گیا الصوم لی ۔

○ بروز قیامت عرش معلیٰ کے سائے میں ایک دستر خوان بچھایا جائے گا جس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جائیں گے اور کچھ لوگ وہ کھانے کھا رہے ہوں گے جبکہ باقی سارے لوگ حساب وکتاب میں مصروف ہوں گے اور جب سوال کیا جائے گا کہ یہ کون خوش نصیب ہیں؟ تو جواب ملے گا کہ دنیا میں تم کھاتے تھے اور یہ روزے رکھتے تھے اور آج اس بھوک و پیاس کی ان کو جزا دی جا رہی ہے۔انہوں نے میرے لیے روزہ رکھا (الصوم لی) اور میں خود ان کو جزا دے رہا ہوں (وانا اجزی به)

○ شہید اگر سر کٹا کر دیدار الٰہی کی نعمت پاتا ہے تو روزے دار بھوکا پیاسا رہ کر اس نعمت کو حاصل کر لیتا ہے (وفرحة عند لقاء ربه) کیوں؟ الصوم لی وانا اجزی به۔

○ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص روزہ دار کے سامنے کچھ کھاتا ہے جو جتنی دیر تک

Scanned with CamScanner

وہ کھاتا رہتا ہے اتنی دیر تک اللہ کے فرشتے روزہ دار پر درود بھیجتے رہتے ہیں (عن ام عمارة رضی اللہ تعالیٰ عنها لم تزل يصلی عليه الملائكة حتی يفرغ من طعامه (مسند احمد ج ۶ ص ۳۶۵) یہ مرتبہ بلند اس کو کیسے مل گیا؟

الصوم لی وانا اجزی به (واللہ يختص برحمته من يشاء . ان اللہ علی كل شئی قدير وهو فعال لما يريد)

روزے دار کیلئے صیام وقرآن کی شفاعت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الصيام والقرآن يشفعان للعبد يقول الصيام ای رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فيه ويقول القرآن منعته النوم بالليل فشفعنی فيه فيشفعان (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

روزے اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے، روزے عرض کریں گے یا اللہ میں نے تیرے اس بندے کو سارا دن کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا اے اللہ! میں نے اس کو رات میں سونے سے روکے رکھا لہٰذا میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول ہوگی

؎ دو کریموں میں گناہ گار کی بن آتی ہے

اگر بندہ گناہ گار ہوگا تو اس کی بخشش ہو جائے گی اور نیکو کار ہوا تو اس کے درجات بلند ہوجائیں گے اور رمضان وقرآن سے سارے اہل ایمان ہی فائدہ اٹھائیں گے۔

ایک روایت میں ہے:

من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه . ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

جو اخلاص وایمان سے رمضان کے روزے رکھے اور قیام کرے اس کے پہلے تمام

گناہ بخش دیئے گئے۔

رمضان وقرآن کا تعلق خاص

قرآن پاک کا رمضان پاک سے بڑا خاص تعلق ہے ایک تو اس لیے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا (انا انزلنه فی ليلة القدر . شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن) اور صرف قرآن ہی نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفے بھی رمضان (کی یکم تا تین تاریخ) میں نازل ہوئے۔ داؤد علیہ السلام کو زبور 12 یا 18 رمضان کو ملی۔ موسیٰ علیہ السلام کو تورات 6 رمضان کو عطا ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل 12 یا 13 رمضان کو ملی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کو کلام الٰہی کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور قرآن چونکہ تمام آسمانی کتابوں سے افضل ہے اس لیے اس بابرکت مہینے میں کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس لیے جبریل علیہ السلام بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان میں آکر قرآن پاک کا دور کرتے اور جب رب کی رضا کے لیے رمضان میں بھوکا پیاسا رہ کر روزے کی حالت میں بندہ قرآن پڑھتا ہے تو ایک ایک لفظ کی تلاوت پر اس کو صفات خداوندی کے جلوے کیوں نہ نظر آئیں۔ دنیوی باتیں کم کرنا' بھوکا پیاسا رہنا' کم سونا یہی تو اہل عشق کی علامات ہیں۔

عاشقاں راشش علامت اے پسر — آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پرسند نہ دیگر کدام — کم خوردن کم گفتن خفتن حرام

علمی نکات

☆ بعض کتب میں رمضان شریف کی فضیلت میں یہ روایات ملتی ہیں قال علی رضی اللہ عنه لو اراد اللہ ان يعذب امة محمد ﷺ ما اعطاهم رمضانا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا پروگرام اپنے محبوب علیہ السلام کی اُمت کو عذاب دینے کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس اُمت کو رمضان کا مہینہ عطا نہ فرماتا۔

قال موسیٰ يا رب اكرمتنی بالتكليم هل لك من عبادك ....

Scanned with CamScanner

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو نے مجھے اپنے ساتھ ہمکلام ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے کیا تیرے بندوں میں کوئی ہے ایسا کہ اس کو یہ شرف عطا ہوا فقال نعم کلمتک بینی و بینک سبعون حجابا ۔ میں نے تیرے ساتھ کلام کیا اس حال میں کہ تیرے اور میرے درمیان ستر پردے حائل تھے اور اپنے حبیب کے امتی کے ساتھ جب وہ افطاری کرتا ہے ایسا ہمکلام ہونے کا وعدہ کیا ہے کہ جب میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا۔

☆ امام ابن جوزی بستان العارفین میں لکھتے ہیں کہ سال کے بارہ مہینے ہیں اور یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں یوسف علیہ السلام جیسا کوئی نہیں اور بارہ مہینوں میں رمضان المبارک جیسا کوئی نہیں۔ یعقوب علیہ السلام کو سب سے زیادہ پیار یوسف علیہ السلام سے تھا اور خدا کو سب سے زیادہ پیار (مہینوں میں سے) رمضان کے ساتھ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے ایک جملے (لا تثریب علیکم الیوم) سے گیارہ کی خطائیں معاف ہو گئیں۔ رمضان شریف کی آمد سے گیارہ ماہ کے گناہ بھسم ہو گئے۔

رمضان شریف رونقوں والا مہینہ ہے صرف زمین پر ہی رونقیں نہیں ہوتیں فرش سے عرش تک رونقیں ہی رونقیں ہیں۔ بازاروں میں خریداروں کی رونقیں ہیں' مسجدوں میں گناہ گاروں کی رونقیں ہیں' ہر طرف روزہ داروں کی رونقیں ہیں۔ اوپر سے برکتیں آ رہی ہیں' رحمتیں نازل ہو رہی ہیں بلکہ رمضان ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس میں سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین کے چکر لگاتے ہیں۔ (اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرئیل فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عزوجل) اور اہل ایمان روزہ داروں پر درود بھیجتے رہتے ہیں

؎ میں اپنی نوں مار کے نیویں کر کے ٹُٹ
بھرے خزانے رب دے فریدا دونیں ہتھیں لُٹ

روزے دار کا سو جانا بھی عبادت ہے:

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: روزے دار ہر وقت عبادت میں رہتا ہے۔ وان کان نائما علی فراشہ (کنزالعمال نمبر

۲۳۸۶۲) اگرچہ وہ اپنے بستر پر سویا ہوا ہو۔

آپ ہی سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ جسے روزے نے کھانے پینے سے روکے رکھا اطعمه الله من ثمار الجنة وسقاه الله من شرابها (اتحاف اہل الاسلام: ۶۳) اسے اللہ تعالیٰ جنت کے پھل کھلائے گا اور جنت کا پانی پلائے گا۔

کعبہ ورمضان کی سخاوت میں فرق

کعبہ معظمہ کی سخاوت اور رمضان کی سخاوت میں فرق یہ ہے کہ کعبہ بلا کے فیض دیتا ہے اور رمضان ہر گھر میں آ کے فیض عطا کرتا ہے۔ ہیں دونوں سخی مگر کعبہ کی سخاوت دریا کی طرح ہے کہ اس کے پاس چل کے جانا پڑتا ہے اور رمضان کی مثال موسلا دھار رحمت کی بارش کی سی ہے کہ ہر ایک کو خود آ کر نوازتا ہے۔

ہر گھڑی عبادت

ہر مہینے کی خاص خاص تاریخوں میں خاص خاص عبادت کی جاتی ہے اور پھر ان تاریخوں کے بھی خاص اوقات میں عبادت ہوتی ہے جیسا کہ پندرھویں شعبان' لیلۃ القدر' معراج کی رات۔ مگر رمضان ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کی ہر گھڑی میں عبادت ہو رہی ہے۔ روزہ سے رہنا عبادت' روزے دار کا سوئے رہنا عبادت' سحری عبادت' افطاری عبادت' گویا رمضان کی ہر آن میں خدا کی شان نظر آتی ہے (کل یوم ھو فی شان o فبای الاء ربکما تکذبن)

رمضان' سارے مہینوں کا امام:

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ انسانوں کے سردار حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اہل عرب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' ایرانیوں کے سردار حضرت سلمان فارسی ہیں' اہل روم کے سردار حضرت صہیب ہیں۔ حبشہ والوں کے سردار حضرت بلال ہیں (رضی اللہ عنہم) بستیوں کا سردار مکہ مکرمہ' وادیوں کی سردار وادئ بیت المقدس' دنوں کا سردار یوم جمعہ' راتوں کی

سردار لیلۃ القدر، کتابوں کا سردار قرآن پاک، سورۂ بقرہ کی سردار آیۃ الکرسی، پتھروں کا سردار حجر اسود، کنوؤں کا سردار زمزم، لاٹھیوں کا سردار موسیٰ علیہ السلام کا عصاء ہے۔ مچھلیوں کی سردار وہ مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے۔ اونٹنیوں کی سردار حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، سواریوں کی سردار براق، انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔

لفظ رمضان پانچ حروف پر مشتمل ہے۔ حرف راء اللہ تعالیٰ کی رضا سے، میم اللہ تعالیٰ کی محبت سے، ضاد اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے، الف، اللہ تعالیٰ کی الفت سے اور نون اللہ تعالیٰ کے نور سے لیا گیا۔ پس یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور نیک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا، محبت، ضمانت، الفت، نور، بخشش اور بزرگی کا مہینہ ہے۔

(اس مہینے میں خصوصی عبادات بھی پانچ ہیں۔ روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، اعتکاف اور لیلۃ القدر کی عبادت جو اس مہینے میں صدق دل سے یہ پانچ عبادات کرے گا وہ مذکورہ انعامات کا حق دار ہو جائے گا)

کہا گیا ہے کہ باقی مہینوں میں رمضان ایسے ہے جیسے سینے میں دل۔ عام لوگوں میں انبیاء کرام اور شہروں میں حرم شریف ہے۔ حرم سے دجال لعین کو روکا گیا اور رمضان شریف میں شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام مجرموں کی سفارش کرنے والے ہیں اور رمضان المبارک روزہ داروں کا شفیع ہے۔ دل معرفت اور ایمان کے نور سے مزین ہے اور ماہ رمضان تلاوت قرآن کے نور سے مزین ومنور ہے۔ رمضان کے مہینے میں جس کی بخشش نہ ہوئی وہ کس مہینے میں بخشا جائے گا؟ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے توبہ کرے اور اس سے پہلے توبہ کرے کہ وقت توبہ ختم ہو جائے اور اس سے پہلے روئے کہ رونے اور رحمت کا وقت ختم ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت جب تک رمضان کی عظمت برقرار رکھے گی ذلیل نہ ہوگی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! امت کی ذلت کیا ہے؟ فرمایا کسی شخص نے رمضان میں حرام کا ارتکاب کیا یا برا عمل کیا، شراب پی یا زنا کا ارتکاب کیا اس سے رمضان المبارک (کا عمل) قبول نہ ہوگا اور آئندہ

رمضان تک پورا سال فرشتے اور آسمان والے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اگر وہ آئندہ رمضان سے پہلے مر جائے تو اللہ کے ہاں اس کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین)

فصلی نمازیوں کی توجہ کے لئے

یہ کہ رمضان شریف ایسا ہادی ہے کہ جس کے آنے سے لوگوں کے دل بدل جاتے ہیں۔ مسجدوں میں مبلغین گیارہ مہینے وعظ وتبلیغ کرتے رہتے ہیں کسی کے کان میں جوں تک نہیں رینگتی اور رمضان شریف کے آتے ہی لوگ گھروں سے نکل کر مسجدوں میں ایسے داخل ہوتے ہیں کہ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ کاش کہ لوگوں کا یہ جذبہ دائمی ہو جائے اور فصلی نمازی بننے کی بجائے لوگ اصلی نمازی بن جائیں کیونکہ صرف رمضان میں ہی نماز پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ پورا سال نماز کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے بلکہ ساری عمر حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی اور کامیاب ان ایمان والوں کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

والذین ہم علی صلواتہم یحافظون (المومنون)

والذین ہم علی صلاتہم یحافظون (المعارج)

اولٓئک فی جنت مکرمون (یہی جنت میں عزت دے جائیں گے اور قد

افلح المؤمنون ......یہی کامیاب اہل ایمان ہیں (المومنون)

بھریا اس کا جانیے جس کا توڑ چڑھے

کاش کہ مسلمان نماز کے ساتھ یہ ''مذاق'' کرنا چھوڑ دیں اور اس کی اہمیت وفرضیت کو سمجھیں اور اپنی مرضی سے عبادت کرنے کی بجائے رب اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی سے عبادت کرنے والے ہو جائیں۔ یہ سطور رمضان کے مہینے میں ہی لکھی جا رہی ہیں اور آج کل مساجد میں خوب رش ہے اور مسلمانوں کا نماز کے ساتھ یہ رویہ جس کو اگر ''مذاق'' یا ''ڈرامہ'' بھی کہوں تو کیا حرج ہے۔ خدا جانے کب ختم ہوگا اور ''غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے'' کا نعرہ لگانے والے نام نہاد ''عاشقان رسول ﷺ'' کب پنجگانہ نماز با جماعت کے رمضان کے علاوہ بھی پابند ہونگے۔ جب ہم اپنے رب کی نعمتیں رمضان کے علاوہ بھی

کھاتے ہیں تو پھر رمضان شریف کے بعد نماز پڑھ کران نعمتوں کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔ جس نے رمضان میں اپنی اصلاح نہ کی وہ کب کرے گا؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

رمضان شریف خصوصی طور پر بہت بڑی رحمت ہے اس اُمت کے حفاظ وقرأ کے لیے کہ جن کی منزل اس مہینے میں بالکل تروتازہ ہو جاتی ہے۔ اگر رمضان نہ ہوتا تو خدا جانے حفاظ وقرأ بے چاروں کا کیا حال ہوتا۔ بعض ''رمضانی حافظ قاری'' تو مجال ہے پورا سال قرآن پاک کو ہاتھ بھی لگائیں۔ ان لوگوں کو بھی کچھ خیال کرنا چاہیے کہ اپنے سینے میں قرآن کی دولت کو لے کر اس کی حفاظت سے بے خبر ہیں اور جن حافظوں کو رمضان میں قرآن سنانے کا موقع نہیں ملتا وہ قرآن کو ہی بھلا بیٹھتے ہیں اور قرآن پاک کی کوئی آیت حفظ کر کے اس کو بھلا دینا اللہ کے نبی علیہ السلام کے فیصلے کے مطابق سب سے بڑا گنا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ! میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

روزہ اور روزے دار کی قسمیں:

نمبر 1 - صوم العموم یعنی عام بندوں کا روزہ۔ کف البطن و الفرج عن قضاء الشهوة پیٹ اور شرمگاہ کو چاہتوں کو پورا کرنے سے روکنا۔

نمبر 2 - صوم الخصوص یعنی خاص لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ کف النظر واللسان والید والرجل والسمع و سائر الجوارح عن الاثام۔

نگاہ کو، زبان کو، ہاتھ پاؤں کو، کانوں کو اور تمام اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنا۔

نمبر 3 - صوم خصوص الخواص یعنی خاصوں میں پھر جو خاص اور بارگاہ خداوندی کے مقرب ترین لوگ ہیں ان کا روزہ یہ ہے کہ

صوم القلب عن الهمم الدنيئة والافكار المبعدة عن الله تعالیٰ وكف ماسوى الله باالكلية

دل کو بھی برے خیالات اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی سوچوں سے بچائے رکھنا اور

ماسوی اللہ سے مکمل طور پر کنارہ کش ہو جانا (الله بس ماسوى الله هوس)

(مختصر منہاج القاصدین ص ۳۶ از احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن قدامہ المقدسی المتوفی ۷۴۲ء)

روزے کے اسرار و رموز:

☆ روح عالم اجسام میں آنے سے پہلے کھانے پینے سے پاک تھی نتیجتاً گناہوں سے بھی دور تھی لیکن جب جسم میں آئی تو کھانے پینے اور شہوات کی وجہ سے گناہوں میں بھی مبتلا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ماہ نفس و جسم کی خواہشات کو چھڑایا تا کہ روح کو اس کا اصلی وطن یاد رہے اور انسان گناہوں کی آلودگیوں سے بچا رہے۔

اسی طرح یاد رکھو! کہ نفس دن میں کھانے پینے اور رات کو سونے کی طرف راغب ہوتا ہے شریعت نے رمضان کے روزوں کے ذریعے دن کو کھانا پینا بند کرا دیا اور رات کو تہجد و تراویح کے ذریعے نیند کی طرف رغبت کو کم کر دیا تا کہ نفس کا زور ٹوٹے اور روح کو طاقت حاصل ہو کیونکہ نفس کھانے سے طاقتور ہوتا ہے اور روح بھوکا رہنے سے، نفس زیادہ سونے پر خوش رہتا ہے اور روح بیدار رہنے سے۔

نفس اور روح آپس میں دو دشمن ہیں جن کا مقام جسم انسانی ہے ان میں سے ایک طاقتور ہو تو دوسرا خود ہی کمزور ہو جاتا ہے۔ نفس جسمانی غذاؤں اور لذتوں سے قوی ہوتا ہے اور روح ان چیزوں سے کمزور ہوتی ہے جبکہ روح نیک اعمال سے قوی ہوتی ہے تو نفس ان سے کمزور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کر کے اپنے بندوں کو موقع دیا کہ اے گیارہ ماہ نفس کی فکر میں رہنے والو! ایک مہینہ روح کو بھی سنوار لیا کرو۔

☆ انسان کو سارا سال رزق عطا کرنے والا پروردگار پتہ ہونے کے باوجود دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کون ہے جو گیارہ ماہ میری نعمتیں کھا کھا کر میرے لیے صرف ایک مہینہ دن کے وقت ان سے کنارہ کش ہوتا ہے اور پھر اس امتحان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے ظاہری و باطنی انعامات سے اپنے بندے کو نوازتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ غذا کی کیا قدر ہے، مشروب کی کیا اہمیت ہے اس سے انسان میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ایک جذبہ پیدا

Scanned with CamScanner

کانو یدعون اللہ تعالیٰ ستة اشهر ان يبلغهم رمضان ثم يدعونه ستة اشهر
(لطائف المعارف ۲۸۰)

چھ چھ مہینے رمضان کی آمد سے پہلے ہی دعائیں شروع کر دیتے کہ اے اللہ ہمیں رمضان دیکھنا نصیب فرما اور جب رمضان نصیب ہو جاتا تو چھ چھ مہینے بعد دعا کرتے رہتے کہ اے اللہ جو کچھ رمضان میں ہم نے محنت کی اس کو قبول فرما۔ حضور ﷺ کا ماہ شعبان کے اکثر روزے رکھنا بھی اسی مقصد کے لیے تھا۔ **کان اکثر صیام رسول اللہ ﷺ فی شعبان**

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۹۲)

ليسهل التأهب لتلقى رمضان و ترتاص الفوس بذلك على طاعة الرحمن (لطائف المعارف ص ۲۵۸)

تا کہ رمضان شریف کی برکات کو حاصل کرنے کی تیاری ہو اور نفس طاعت رحمان پر خوش ہو اور دلی اطمینان حاصل ہو۔

یاد رہے کہ رمضان شریف کے روزے ۲ ہجری بروز پیر کو فرض ہوئے اور حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات میں کل نو مرتبہ رمضان شریف کے فرض روزے رکھے **صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة رمضانات** (اتحاف اہل الاسلام ص ۹۳)

نکتۂ محبت

میلاد بھی پیر کو، ہجرت کر کے مدینہ پہنچنا بھی پیر کو، روزے بھی فرض ہوں تو پیر کو، امام الانبیاء ﷺ پر وحی کا آغاز ہو تو پیر کو، واہ رے پیر تیری عظمت کے قربان کہ نبیوں و رسولوں کا پیر تیری مقدس ساعتوں میں پیدا ہو کر اس کائنات کو رمضان و قرآن جیسی عظیم نعمتیں عطا کر گیا۔

؎ پیر دے دن جہاناں دا پیر آ گیا

☆ جس طرح وضو اور غسل جسم کو ظاہری غلاظت سے پاک کر کے اس کو عبادت و تلاوت کے قابل بناتے ہیں ایسے ہی روزہ روح کو پاکیزہ بنا کر بارگاہ خداوندی میں حاضری

کے قابل بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام تورات لینے طور پر جاتے ہیں تو چالیس روزے رکھتے ہیں (**ووعدنا موسیٰ ثلثين ليلة واتممنها بعشر فتم ميقات ربه اربعين ليلة**)

☆ روزے سے شہوت ٹوٹتی اور غفلت دور ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے شادی کی طاقت نہ رکھنے والوں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی لہٰذا روزہ جسمانی، قلبی اور روحانی ہونا چاہیے۔ اہل طریقت فرماتے ہیں کہ شرعی روزہ تجلیٔ آفتاب سے شروع ہو کر تاریکی رات تک ہے مگر اہل مشاہدہ کا روزہ جمال خدا دیکھ کر شروع ہوتا ہے اور مشاہدۂ حق پہ افطار ہوتا ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظاہری روزہ رمضان کا چاند دیکھ کر شروع ہوتا ہے اور عید کے چاند پر ختم ہوتا ہے (**صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته**) مگر باطنی روزہ جمال خداوندی کو دیکھ کر شروع ہوتا ہے اور دیدار جمال پر ہی ختم ہوتا ہے۔

☆ اہل معرفت ہی کہتے ہیں کہ جس طرح ہر شے کی زکوٰۃ ہے جو شے کو پاک کرتی ہے روزہ جسم کی زکوٰۃ اور روح کی غذا ہے۔ (وزکوٰۃ الجسد الصوم۔ المعجم الکبیر ج ۶ ص ۲۳۸ مشکوٰۃ ص ۱۸۰، ابن ماجہ) اس سے ایمان مجلی ہوتا ہے لیکن سونے چاندی کی زکوٰۃ اگر اڑھائی فیصد ہے تو نصاب بھی تو ساڑھے سات تولے سونا اور باون تولے چاندی ہے تو کیا اتنے بڑے جسم کی کوئی زکوٰۃ نہیں؟ بس وہ روزہ ہے جو تیرے جسم و روح کو پاک و صاف کر کے مدارج علیا نصیب کرتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ معرفت کی جتنی بھی منزلیں ہیں آدھی تمام عبادات سے طے ہوتی ہیں اور باقی آدھی صرف روزے سے طے ہوتی ہیں۔

؎ ایہہ رمضان بزرگ مہینہ رب سچے فرمایا — باقی سب مہینیاں وچوں عالی رتبہ پایا
ذکر دعا عبادت جو کوئی ایس مہینے کردا — ستر حصے اجر ہے دیندا مالک بحر و بردا

روزے کے طبی فوائد:

۔ روزہ رکھنے سے جہاں انسان کو بے شمار فضائل و برکات نصیب ہوتی ہیں وہاں پر اس کی صحت پر بھی بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور روزہ نہ رکھنے سے جہاں بندہ ان

تمام برکات سے محروم ہو جاتا ہے وہاں اللہ، رسول ﷺ کی ناراضگی بھی اس کا مقدر ہو جاتی ہے اور علاوہ ازیں ایسا شخص اپنے گھر میں بھی اجنبی سا بن کر رہ جاتا ہے۔ یہاں پر روزے کے چند طبی فوائد بیان کرنا مقصود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اغزوا تغنموا وصوموا اتصحوا و سافروا تستغنوا

(الترتیب والترہیب للمنذری ص ۸۳ ج ۲)

جہاد کرو مال غنیمت ملے گا، روزہ رکھو صحت مند رہو گے اور سفر کرو مالدار بن جاؤ گے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صوموا تصحوا (مجمع الزوائد ص ۳۲۴ ج ۵)

صحت مند رہنے کے لیے روزے رکھا کرو۔

☆ روزہ رکھنے سے قوت ارادی بڑھتی ہے۔ انسان کو ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ کوئی شخص اگر سگریٹ نوشی یا منشیات کا عادی ہے اس کے لیے رمضان کے روزے بہت ہی مفید ہیں کہ جب پورے ایک مہینہ کے تمام دن اس عادت بد سے بچا رہے گا تو اگر ارادے کو مضبوط کر لے تو بڑی آسانی کے ساتھ اس لعنت سے اس کی جان چھوٹ سکتی ہے۔

☆ موٹاپا بہت سارے امراض پیدا کرتا ہے۔ اطباء حضرات کہتے ہیں کہ شوگر جیسا موذی مرض بھی موٹاپے سے پیدا ہوتا ہے اور موٹاپا عموماً کھانے میں بد پرہیزی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے پھر معدے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں پھر گیس اور قبض جیسے امراض جنم لیتے ہیں۔ رمضان شریف کا مہینہ چونکہ خوراک کے معاملے میں انسان کے اندر ایک باقاعدگی پیدا کرتا ہے اس لیے معدے کی خرابی اور انتڑیوں کا نظام بھی درست ہو جاتا ہے اور موٹاپے اور اس سے پیدا ہونے والے امراض سے بندہ بچ جاتا ہے۔

☆ ایک فرانسیسی ڈاکٹر کہتا ہے کہ میں نے پچاس ہزار مریضوں کا علاج صرف روزے کے ذریعے کیا ہے۔

تقریباً ایک صدی قبل ایک طبی میگزین ''بورڈ آف ریلوز'' میں عجیب عجیب انکشاف

ہوئے اور روزے کے ذریعے کتنی ہی بیماریوں کے علاج کا انکشاف بھی اس میں شامل تھا۔

ایک ہندو ڈاکٹر نے لکھا کہ ایک گورے کے پاؤں میں ورم آ گیا، سوزش کے ساتھ درد بھی تھی اس نے کوئی علاج نہ کیا اور حیرت انگیز طریقے سے اس کو روزہ رکھنے سے شفا حاصل ہو گئی۔

سوال:

روزوں کے لیے راتوں کی بجائے دنوں کو کیوں منتخب کیا گیا؟

جواب:

رات کو تو انسان عادتاً بھی کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے اگر روزہ رات کو فرض ہوتا تو طبیعت و شریعت، عادت و عبادت میں کوئی فرق نہ ہو سکتا، دن کو انسان لوگوں کو کھاتا پیتا دیکھتا ہے، کئی ناجائز مناظر پر نظر پڑتی ہے ان ساری باتوں کو دیکھ کر صبر کرنا، اپنے آپ کو کھانے پینے اور لذت نفسانی سے بچا کر رکھنا اور صبر کرنا واقعی کمال کی بات ہے۔ بخلاف رات کے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی تمام خواہشات بھی ساتھ ہی سو جاتی ہیں، اس میں نہ اس کی نیت کا دخل ہے اور نہ ارادے کا تعلق اور اعمال کا مدار تو نیات پر ہے۔

سوال:

صرف ایک مہینے کے روزے کیوں فرض ہوئے کم و بیش کیوں نہ ہوئے؟

جواب:

زمانے کی مشہور تین ہی مدتیں ہیں۔ سال بڑی مدت ہے، ہفتہ چھوٹی اور مہینہ درمیانی اور اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بھی درمیانی اُمت ہے (امۃ وسطا) اور خیر الامور اوساطھا درمیانے کام کو بہترین فرمایا گیا اور اُمت مصطفیٰ ﷺ کے بہترین امت ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے (کنتم خیر امة اخرجت للناس) تو بہترین اُمت کو بہترین کام بہترین مدت میں سونپ دیا گیا۔

اور اس لیے بھی کہ کم از کم ایک نیکی کا ثواب دس کے برابر ہے (من جاء بالحسنة

فلہ عشرا مثالھا) تو ایک ماہ کے روزوں کا ثواب دس مہینوں کے روزوں کے برابر ہو گیا اور شوال کے چھ روزوں کا ثواب دو مہینوں کے برابر ہے لہٰذا پورے سال کے روزوں کا ثواب مل گیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : من صام ستة ایام بعد الفطر کان تمام السنة' من جآء بالحسنة فلہ عشر امثالھا ۔(ابن ماجہ ص ۱۲۳ ج ۱)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اس کے پورے سال کے روزے ہو گئے ۔ کہ ایک نیکی کے عوض دس کا ثواب ملتا ہے۔

روزہ کیسے گزاریں؟

کھانا پینا اور وظیفہ زوجیت کی ادائیگی جائز بلکہ بعض اوقات مستحب کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب روزے کی حالت میں یہ کام حرام ہو گئے تو جو کام (جھوٹ' غیبت' نظر بازی) پہلے ہی ناجائز و حرام ہیں وہ روزے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی حرمت میں تو مزید شدت آئے گی۔

بعض لوگ روزہ نبھانے اور اس کو توڑ چڑھانے کے لیے سینما چلے جاتے ہیں یا کسی جگہ مل بیٹھ کر تاش کھیلنا شروع کر دیتے ہیں تا کہ وقت گزر جائے اور روزہ نبھ جائے وقت تو گزر جائے گا مگر روزے کا ثواب بھی ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ ہمارے دین نے جب روزے دار کی نیند کو بھی عبادت قرار دیا ہے کہ بندہ خراٹے مار رہا ہے اور فرشتے اس کو عبادت و ثواب لکھ رہے ہیں تو پھر ہمیں غلط راستے اپنا کر رمضان میں قید کیے ہوئے شیطان کی نمائندگی کرنے کی کیا ضرورت ہے وقت گزارنا ہے تو آؤ اس کے لئے کتنا خوبصورت طریقہ ہمیں ہمارے آقا علیہ السلام نے دیا ہے۔

من حضر مجلسا من مجالس الذکر فی رمضان فلہ لکل خطوة عبادة سنة (او کما قال علیہ السلام) ۔

جو رمضان شریف کے مہینے میں کسی مجلس ذکر میں حاضر ہوا اس کو ہر قدم پہ ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

اہتمام رمضان اور حضور علیہ السلام:

رمضان شریف کا دارومدار چونکہ چاند نظر آنے پر ہے تو حضور علیہ السلام رمضان شریف کے چاند کو دیکھنے اور اس سے پہلے شعبان المعظم کے دنوں کی گنتی پر خصوصی توجہ رکھتے اور اگر شعبان کی انتیس تاریخ کو بادل وغیرہ ہو تو اس صورت میں بھی آپ نے خصوصی ہدایات دیں کہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کیے جائیں اور شک کے دن رمضان کا روزہ نہ رکھا جائے۔ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ ان تمام گوشوں پر بتمام وکمال روشنی ڈال رہی ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن ابی قیس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ (ابوداؤد: باب اذا اغمی الشھر)

نبی اکرم علیہ السلام جس قدر شعبان کا اہتمام و خیال فرماتے اتنا کسی دوسرے مہینے کا خیال نہ فرماتے (ظاہر ہے: رمضان شریف کے پانے کے شوق میں)

☆ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شعبان کا چاند دیکھنے اور ماہ شعبان کے دنوں کو گن گن کر گزارنے کی تلقین فرمائی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا:

احصوا ھلال شعبان لرمضان ولا تخلطو برمضان الا ان یوافق ذلک صیام کان یصومہ احدکم (ترمذی)

رمضان شریف کے لیے شعبان کے چاند کو شمار کرو اور اس کو رمضان کے ساتھ خلط ملط نہ کرو (یعنی ایک دن پہلے سے روزہ نہ رکھو) ہاں مگر وہ شخص جو اس دن کا روزہ رکھا کرتا ہے (یعنی مثلاً کوئی ہر پیر کا روزہ رکھتا ہے اور اس دن پیر شریف آ گیا تو اس کو شعبان کے آخری دن کا روزہ رکھنے کی اجازت دے دی)

Scanned with CamScanner

☆ اس بنا پر آپ (ﷺ) نے شک کے دن روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا اور خود بھی آپ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ:

یصوم لرؤیۃ رمضان فان غم علیه عدثلاثین یوماثم صام (ابوداؤد)

حضور علیہ السلام رمضان شریف کا چاند نظر آنے پر رمضان کا روزہ رکھتے اور بادل کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزوں کا آغاز فرماتے۔

آپ نے فرمایا:

فلا تصوموا حتی تروہ ولا تفطر وا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہٗ ثلثین (ابوداؤد ص 317 عن ابن عمر)

ان اللہ قد قد امدہ لرؤیتہ فان اغمی علیکم فاکملوا العدۃ

(مسلم شریف: کتاب الصیام عن ابن عباس)

ان احادیث کے اندر بھی یہی (مذکورہ) مسئلہ بیان فرمایا گیا۔

☆ رمضان شریف کا چاند نظر آنے کی کوئی ایک شخص بھی گواہی دے دیتا تو آپ ﷺ رمضان کے آغاز کا اعلان کروا دیتے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا کہ میں نے آج رات رمضان کا چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے اس کے مسلمان ہونے کی تسلی کر کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

اذن فی الناس فلیصوموا غدا (ابوداؤد ص ۲۳۰)

لوگوں کو بتا دو (اعلان کرو) کہ کل (رمضان) کا روزہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے علاوہ کسی کو چاند نظر نہ آیا اور میں نے حاضر ہو کر عرض کیا **انی رایتہ یا رسول اللہ** ﷺ میں نے رمضان کا چاند دیکھ لیا ہے۔ **فصام وامر الناس بصیامہ**۔ آپ (ﷺ) نے خود بھی روزہ رکھ لیا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

☆ رمضان شریف کا چاند دیکھ کر مخصوص دعا کرنا پھر رمضان کے شروع ہونے پر

خصوصی دعا فرمانا' اپنے صحابہ کو مبارک باد دینا رمضان پاک کو خوش آمدید کہنا اور آمد رمضان پر خطبہ ارشاد فرمانا یہ تمام امور بھی رمضان شریف کے اہتمام کے سلسلہ کی حسین کڑیاں ہیں اس بارے میں احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضور علیہ السلام رمضان شریف کا چاند دیکھ کر یوں دعا کرتے۔

ھلال رشد و خیر۔ ھلال رشد و خیر امنت بالذی خلقك (نسائی شریف)

یہ چاند ہدایت و برکت کا ہے' یہ چاند ہدایت و برکت کا ہے (اے چاند) جس نے تجھے پیدا کیا ہے میں اس پر ایمان لایا۔

یہ خصوصی دعا تھی جو آپ ﷺ رمضان شریف کا چاند دیکھ کر کرتے۔ حالانکہ دوسرے مہینوں کا چاند دیکھ کر جو دعا کرتے اس کے الفاظ اور ہیں (**اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلام والاسلام ربی وربك اللہ**)

اس طرح رمضان شریف شروع ہوتا تو بھی آپ ﷺ خصوصی دعا کرتے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اللھم سلمنی من رمضان وسلم رمضان لی وسلمہ منی۔

اے اللہ! رمضان کو میرے لیے اور مجھے رمضان کے لیے سلامت رکھ اور مجھے اس میں اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا تو آپ (ﷺ) اپنے صحابہ کرام کو مبارک دیتے' رمضان کے فضائل بیان فرماتے اور خصوصی خطبہ بھی دیتے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبشرا صحابہ (نسائی)

لما حضر رمضان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جاء کم رمضان شھر مبارك۔ (مسند احمد ص ۱۵۸ ج ۳)

مجمع الزوائد اور کنز العمال میں ہے کہ رمضان کی آمد پر آپ ﷺ فرماتے **اتاکم رمضان سید الشھور فمر حبابہ واھلا** (مجمع ج ۳ ص ۱۴۰)

تمہارے پاس تمام مہینوں کا سردار آ گیا اس کا آنا مبارک ہو۔

Scanned with CamScanner

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان شریف آتا تو آپ (ﷺ) اپنے صحابہ سے فرماتے جانتے ہو تم کس کی آمد پر آنکھیں فرش راہ کیے ہوئے ہو (ماذا تستقبلون دومرتبہ فرماتے) حضرت عمر نے عرض کیا حضور ﷺ! کوئی وحی نازل ہونا ہوگی یا کسی دشمن کا سامنا کرنا ہوگا۔ فرمایا! نہیں بلکہ:

شهر رمضان يغفر الله تعالىٰ فى اول ليلة لكل اهل هذه القبلة

(فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۶۶)

تم رمضان شریف کے بابرکت مہینے کو پانے والے ہو جس کی پہلی ہی رات تمام اہل اسلام (اہل قبلہ) کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

سوال:

رمضان شریف کی آمد پر حضور علیہ السلام کا رنگ فق ہو جاتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی حدیث میں ہے **اذا دخل رمضان تغير لونه**۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:

امام مناوی علیہ الرحمۃ نے اس کا یہ جواب دیا ہے: **خشية من ان يعرض له فيه مايقصر عن الوفاء بحق العبودية فيه** (فیض القدیر 132:5)

اس خوف سے کہ کہیں کوئی ایسا عارضہ لاحق ہو جائے جس سے حق عبودیت میں کمی واقع ہو جائے۔

رمضان قرآن اور صاحب قرآن علیہ السلام:

نبی مکرم شفیع معظم ﷺ اگرچہ رمضان کے علاوہ بھی کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے لیکن رمضان شریف میں چونکہ قرآن کا نزول ہوا اس تعلق کی بنا پر (آپ ﷺ) تلاوت قرآن میں مزید اضافہ فرما دیتے' حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کی راتوں میں سے ایک رات مجھے حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ پڑھی پھر آل عمران پھر نساء اور **لا يمر باية تخويف**

الاوقف وسال فما صلى الركعتين حتى جاء بلال فاذن بالصلوة۔

جس آیت میں بھی خوف کا تذکرہ آتا وہاں آپ ﷺ رک جاتے اور اپنے رب سے سوال کرتے یہ تمام سورتیں آپ ﷺ نے دو رکعتوں میں پڑھیں اور ابھی دو رکعتوں کو مکمل نہ کیا کہ حضرت بلال ؓ نے آکر فجر کی اذان پڑھ دی۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

كان يطيل القران فى قيام رمضان ليلاً اكثره من غيره (اتحاف اہل الاسلام)

حضور علیہ السلام رمضان شریف کی راتوں میں دیگر راتوں کی بہ نسبت زیادہ تلاوت فرماتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو ہر سال رمضان میں پورا قرآن پاک سناتے اور جس سال آپ ﷺ کا وصال مبارک ہونا تھا اس سال کے رمضان میں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو دو مرتبہ قرآن پاک سنایا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ سے قرأت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کونسی قرأت سب سے بہتر ہے تو آپ ؓ نے فرمایا کہ ابن مسعود کی قرأت اور دلیل میں یہی بیان کیا جو اوپر مذکور ہوا۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرض عليه القرآن فى كل رمضان مرة الا العام الذى قبض فيه فانه عرض عليه مرتين (طبقات ابن سعد ۲ ص ۲۴۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو حضور علیہ السلام سے قرآن سننے کا ہی شرف حاصل نہیں بلکہ سنانے کی سعادت بھی نصیب ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک بار ان کو فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ انہوں نے عرض کیا! حضور: آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے (پھر مجھ سے سننے کی کیوں خواہش ہوئی) فرمایا

انی احب ان اسمعه من غیری

میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن سنوں۔

حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی اور

جب اس آیت پر پہنچا۔

فکیف اذا جئنامن کل امة بشهید وجئنابك علی هولآء شهیدا

(کیا منظر ہوگا جب ہر امت میں سے ایک گواہ لایا جائے گا اور آپ کو (اے میرے حبیب) ان سب پر گواہ بنایا جائے گا)

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا بس کافی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا

فاذا عیناه تذرفان آپ ﷺ کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

☆ حضرت جبریل امین علیہ السلام ہر سال رمضان شریف میں حاضر ہوتے اور جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا حضور علیہ السلام سے اس کا دور کرتے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے

وکان یلقاه جبریل فی کل لیلة من رمضان فیدا رسه القران

(کتاب الصوم: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

لیکن وصال نبوی ﷺ کے سال جو رمضان آیا اس سال دو مرتبہ دور ہوا۔

جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (ابن سعد: ج ۲ ص ۱۹۵)

رمضان شریف کا ایک ایمان افروز واقعہ:

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک ایک بندہ آیا اور اس نے عرض کیا **یا رسول اللہ هلکت** ...... اے اللہ کے رسول ﷺ میں برباد ہو گیا۔

قال مالك؟ ...... آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟

قال وقعت امراتی وانا صائم ...... عرض کیا! حضور روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس جا پہنچا ہوں۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تجد رقبة تعتقها؟ ...... آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟

قال لا ...... عرض کیا نہیں

قال فهل تستطیع ان تصوم ...... فرمایا کیا تو دو مہینوں کے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟

قال لا ...... عرض کیا نہیں۔

قال هل تجد اطعام ستین مسکینا؟ ...... فرمایا: کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے؟

قال لا ...... عرض کیا نہیں۔

قال اجلس ...... حضور علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا

ومکث النبی ﷺ فبینا نحن علی ذلك اتی النبی ﷺ بعرق فیه تمر (والعرق المکتل الضخم)

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک بڑا زنبیل (ٹوکرا) لایا گیا جو کھجوروں سے بھرا ہوا تھا۔

(عرق وہ ٹوکرا جس میں تیں صاع یعنی ایک سو ساڑھے ستائیس سیر یعنی سوا تین من تقریباً کھجوریں آجائیں)

قال این السائل؟ ...... حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا وہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟

قال انا ...... اس نے عرض کیا حضور! میں حاضر ہوں۔

قال خذ هذا فتصدق به ...... فرمایا: یہ (ٹوکرا) پکڑ لے اور لوگوں میں بانٹ دے۔

فقال الرجل علی افقرمنی یا رسول اللہ ﷺ؟ ...... اس نے عرض کیا: کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں اے اللہ کے رسول ﷺ"

فواللہ مابین لابتیها یرید الحرتین اهل بیت افقرمن اهل بیتی ۔

اللہ کی قسم! مدینہ کے دو گوشوں یعنی دو سنگلاخوں (مراد ہے پورے مدینہ) کے درمیان کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو میرے گھر والوں سے زیادہ حاجت مند ہو۔

Scanned with CamScanner

فضحك النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجدہ ثم قال اطعمه اهلك .

حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور اتنا کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک چمک اٹھے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دے۔ (متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۱۷۶)

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

واقعہ کی وضاحت:

- یہ سائل حضرت سلمہ بن صخر انصاری بیاضی رضی اللہ عنہ تھے اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں کس قدر خوف خدا تھا کہ غلطی کر کے دبا نہیں جاتے تھے بلکہ جب تک معاف نہیں کروا لیتے تھے ان کو سکون نہیں آتا تھا۔
- ان کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ وہ ہے کہ جہاں پہ خطائیں معاف ہوتی ہیں، توبہ قبول ہوتی ہے اور ساتھ انعام و رحمت بھی نصیب ہوتا ہے۔

کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجد واالله توابا رحيما ۔(النساء)

- یہ واقعہ حضور علیہ السلام کے خصوصی اختیارات کا ہے، دنیا کا کوئی مفتی ایسا فتویٰ نہیں دے سکتا کہ کفارے کا حکم لگانے کی بجائے انعام سے نواز دیا جائے۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

رمضان میں حضور علیہ السلام کی سخاوت:

رمضان شریف کے علاوہ بھی آپ ﷺ اس قدر سخاوت فرماتے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **ماسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا فقال لا** (بخاری کتاب الادب) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضور علیہ السلام سے کوئی شے مانگی گئی ہو اور (ہونے کے باوجود

بھی) آپ ﷺ نے لا فرمایا ہو اور چیز نہ دی ہو۔ بلکہ اگر پاس نہ ہوتی تو قرض اُٹھا کر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرما دیتے یا فرماتے بازار جا کر میرا نام لیکر جو لینا ہے لے لو میں ادائیگی کر دوں گا۔

غزوۂ حنین سے واپسی پر جب دیہاتی لوگ آپ ﷺ سے چمٹ کر سوال کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لو كان لي عدد هذا العضاة نعما قسمته بينكم ثم لا تجدوني بخيلا ولا كذوبا ولا جبانا (بخاری: کتاب الجہاد)

اگر ان درختوں کے برابر بھی میرے پاس مال ہوتا تو میں سارا کا سارا تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے اس معاملے میں کبھی بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔

حضرت صفوان بن امیہ فرماتے ہیں کہ (اسلام لانے سے پہلے) آپ ﷺ مجھے سخت ناپسند تھے لیکن اپنے اوپر حضور ﷺ کی سخاوت دیکھ کر میری یہ حالت ہوگئی کہ آپ (ﷺ) مجھے تمام کائنات سے بڑھ کر محبوب ہوگئے (مسلم شریف: کتاب الفضائل)

امام ابن شہاب زہری کے مطابق حضرت صفوان کو حضور علیہ السلام نے غزوۂ حنین کے موقع پر تین مرتبہ سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

جب غیر رمضان میں آپ (ﷺ) کی سخاوت کا عالم یہ تھا تو رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کی رمضان شریف میں سخاوت کو بیان کرنے کے لیے کتنے خوبصورت الفاظ ارشاد فرمائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وكان اجود مايكون في شهر رمضان

رمضان شریف میں آپ ﷺ کی سخاوت اور بڑھ جاتی۔

اور پھر فرمایا:

فاذ القيه جبريل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير

من الريح المرسلة (بخاری کتاب الصیام)

جب جبریل امین علیہ السلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ کی سخاوت تیز ہواؤں سے بھی بڑھ جاتی۔

کسی کی سخاوت کو بیان کرنے کے لیے اس سے زیادہ خوبصورت الفاظ کہاں سے لائے جائیں اور اس سے اچھی کوئی ہمارے آقا ﷺ کی کیا نعت پڑھے گا۔

مست رہتا ہوں میں ہر دم ان فضاؤں میں امیر
بھیگتا رہتا ہوں ہر دم نعت کی برسات میں

یہ مدحتوں کا فیض ثنا کے ثواب تھے
نعتوں کے سارے شعر مہکتے گلاب تھے

رمضان میں سخاوت کرنے کا ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان کی خیرات کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

افضل الصدقة في رمضان (کنز العمال ۱۶۳۳۹)

رمضان میں خرچ کرنا سب سے افضل صدقہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک جنتی محل کی تعریف یوں فرمائی۔

کہ جس کے باہر سے اس کا اندر دکھائی دیتا ہے اور اندر سے باہر دکھائی دیتا ہے۔ (اس قدر صاف وشفاف)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا **لمن هي يا رسول الله**، حضور! وہ کس کو ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا **لمن طيب الكلام واطعم الطعام واداء الصيام وصلى بالليل والناس نيام** (ترمذی)۔

اچھا کلام کرنے والے کو، کھانا کھلانے والے کو، روزہ دار، عبادت گزار کو جو لوگوں کے

سوتے وقت عبادت کرے یعنی روزہ دار ہو کر یہ کام کرے گا تو اس محل کا حق دار ہوگا۔

رمضان شریف کے خصوصی فضائل:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ رمضان پاک کے خصوصی فضائل کے ضمن میں چند احادیث مبارکہ لکھتے ہیں جن کا ترجمہ اس طرح ہے کہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازے اور آسمان کے دروازے رمضان مبارک کی پہلی رات کو ہی کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ آخری رات تک بند نہیں ہوتے کوئی مومن مرد وعورت ایسا نہیں جو اس کی راتوں میں نماز پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدے کے بدلے اس کے لیے ایک ہزار سات سو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت کا مکان بناتا ہے جس میں ستر ہزار دروازے ہیں۔ ان میں ہر دروازے کے سونے سے بنے ہوئے دو تختے ہیں جو سرخ یاقوت سے مرصع ہیں۔ جب بندہ (مرد ہو یا عورت) رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ یہ رمضان کے آخر تک ہوتا ہے اور یہ دوسرے رمضان تک کفارہ بن جاتا ہے اور ہر روزے کے بدلے اس کے لیے جنت میں ایک محل ہوگا جس کے ایک ہزار دروازے سونے سے بنے ہوں گے اور ستر ہزار فرشتے صبح سے لے کر آفتاب کے چھپ جانے تک اس کے لیے بخشش مانگتے ہیں وہ دن اور رات میں جو سجدے کرتا ہے ہر سجدے کے بدلے اس کے لیے جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے سائے میں سوار سو سال تک چلے گا پھر بھی ختم نہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب وہ کسی بندے کی طرف نظر فرماتا ہے تو اسے کبھی بھی عذاب نہیں دے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہزاروں لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں۔

حضرت نافع بن بردہ، حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان کا ایک روزہ رکھتا ہے اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ اسے قیامت کے دن حورعین میں سے زوجہ عطا فرمائے گا جو ایسے موتی سے بنے ہوئے خیمہ میں ہوگی جو اندر سے خالی ہے اور جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے ''حور مقصورات فی الخیام'' خیمہ میں پوشیدہ حوریں ہیں ان میں سے ہر عورت پر ستر قیمتی لباس ہوں گے ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا اور ستر قسم کی خوشبو میں بسے ہوں گے ہر ایک خوشبو دوسری خوشبو سے الگ ہوگی اور اسے سرخ یاقوت کے ستر تخت دیئے جائیں گے جن پر موتی جڑے ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر بچھونے ہوں گے ہر بستر پر ایک مسند ہوگی ہر عورت کی ضروریات کے لیے ستر ہزار خدمت گار ہوں گے اس کے خاوند کے لیے بھی ستر ہزار خدام ہوں گے۔ ہر خادم کے پاس سونے کا ایک پیالہ ہوگا جس میں ایک قسم کا کھانا ہوگا دوسرے لقمہ کی جو لذت ہوگی وہ پہلے میں نہیں پائے گا اس کی زوجہ کو بھی سرخ یاقوت سے بنا ہوا اسی قسم کا تخت دیا جائے گا۔ یہ رمضان المبارک کے ہر روزے کے بدلے میں ہوگا دیگر نیکیوں کا حساب الگ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا رمضان المبارک کے استقبال کے لیے جنت کو ایک سال سے دوسرے سال تک آراستہ کیا جاتا ہے۔ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے جس کو مثیرہ کہا جاتا ہے اس سے جنت کے پتے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور دروازوں کی کنڈیاں کھڑکتی ہیں اور ایک ایسی اچھی سریلی آواز پیدا ہوتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔ حوریں آراستہ ہو کر جنت کے بالا خانوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور آواز دیتی ہیں کیا کوئی ایسا شخص ہے جو (ہمیں) نکاح کا پیغام دے تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح (ہم سے) کر دے پھر رضوان فرشتے سے پوچھتی ہیں یہ رات کیسی ہے؟ وہ ان کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے اے نیک سیرت خوبصورت حورو! یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے روزے داروں کے لیے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دے، اے مالک (جہنم کے داروغے کا نام) حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے روزے داروں

پہ جہنم کے دروازے بند کر دو، اے جبرئیل علیہ السلام! زمین پہ اتر جا اور سرکش شیطانوں کو بیڑیوں سے جکڑ دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال دے پھر ان کو دریاؤں کے گردابوں میں ڈال دے تاکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی اُمت کو فساد میں مبتلا نہ کریں کیونکہ ان کے روزے مجھے محبوب ہیں۔ رمضان المبارک کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین بار اعلان ہوتا ہے کیا کوئی مانگنے والا ہے جس کا میں سوال پورا کروں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے اس کی توبہ قبول کروں؟ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں، کون شخص ہے جو ایسے غنی کو قرض دیتا ہے جو ضائع نہیں کرتا اور ظلم و زیادتی کے بغیر پورا ادا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ افطار کے وقت لاکھوں گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے حالانکہ وہ سب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ جب جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ساعت میں لاکھوں گنہگاروں کو جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے آزاد کرتا ہے۔ جب ماہ رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو اول سے آخر تک آزاد کیے گئے لوگوں کے برابر آزاد کرتا ہے۔

جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں ان کے پاس ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑھ دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پَر ہیں جنہیں وہ لیلۃ القدر میں کھولتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اس رات اپنے پروں کو کھولتے ہیں تو پَر مشرق و مغرب سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو اس امت کے درمیان داخل ہونے کا حکم دیتے ہیں چنانچہ وہ داخل ہو کر ہر اس شخص کو سلام کرتے ہیں جو نماز کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے یا ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ فرشتے ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے دوستو! چل پڑو۔ وہ پوچھتے ہیں اے جبرائیل علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حاجات کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرماتا، ان کو معاف کرتا اور بخش دیتا ہے۔ البتہ چار آدمی مستثنیٰ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ چار آدمی یہ ہیں۔ عادی شرابی، والدین کا

نافرمان، رشتہ داری ختم کرنے والا اور مشاحن، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشاحن کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (مسلمان بھائی سے) قطع تعلق کرنے والا اور جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو اس رات کا نام لیلۃ الجائزہ رکھا گیا ہے۔ عیدالفطر کی صبح اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں پھیلا دیتا ہے وہ زمین کی طرف اُترتے ہیں، گلیوں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز کے ساتھ پکارتے ہیں جسے جنوں اور انسانوں کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے وہ کہتے ہیں اے اُمت محمد ﷺ! اپنے کریم رب کی طرف نکلو وہ تمام بزرگی عطا فرمائے گا اور بڑے بڑے گناہ بھی بخش دے گا۔ جب وہ عیدگاہ میں پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے جب مزدور کام کرلے تو اس کی مزدوری کیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود اور سردار! اسے پوری اُجرت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رمضان میں ان کے روزوں اور قیام کا ثواب اپنی رضا اور مغفرت رکھی ہے پھر فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے سوال کرو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج اس جماعت میں تم اپنی آخرت کے لیے جو کچھ مانگو گے عطا کروں گا اور دنیا کے لیے جو دعا مانگو گے وہ بھی عطا کروں گا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے میں تمہارے گناہ پر پردہ ڈالوں گا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تمہیں سزا پانے والوں کے درمیان ذلیل ورسوا نہیں کروں گا اس حالت میں گھروں کو واپس جاؤ کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے تم نے مجھے راضی کیا تو میں نے تمہیں خوش کیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس پر فرشتے خوش ہوتے ہیں اور اس اعزاز کی اہل ایمان کو بشارت دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کو اختتام رمضان پر حاصل ہوتا ہے۔

(الترغیب، کتاب الثواب للشیخ ابن حبان۔ البیہقی)

حضرت ضحاک بن مزاحم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ سے یہی مفہوم نقل کرتے ہیں دونوں حدیثوں کے الفاظ قریب قریب ہیں۔

رمضان کی عبادت کا بے مثال اجر وثواب

حضرت قتادہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو نہایت بزرگ وبرتر ہے جنتیوں کے خازن رضوان کو آواز دیتا ہے وہ کہتا ہے میں حاضر ہوں اور تیرا حکم بجالاتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی اُمت کے لیے جنت کو آراستہ کرو۔ پھر مہینے کے اختتام تک اسے بند نہ کرو پھر جہنم کے خازن مالک کو پکارتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے رب! میں حاضر ہوں اور حکم بجالانے والا ہوں...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُمت احمد مجتبیٰ ﷺ کے روزے داروں پر جہنم کے دروازے بند کردو اور مہینہ ختم ہونے تک نہ کھولو۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پکارتا ہے وہ عرض کرتا ہے یا اللہ! حاضر ومطیع ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین میں اُتر جاؤ اور شیطانوں کو قید کردو تاکہ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی اُمت کے روزوں اور افطار کو خراب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن سورج کے طلوع وغروب کے وقت مردوں اور عورتوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے ہر آسمان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ہے۔ ان کے درمیان ایک فرشتہ ہے جس کی چوٹی عرش الٰہی کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔

اس کا ایک پَر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے جو مرجان، موتیوں اور جواہرات سے مرصع ہیں اعلان کرتا ہے کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ قبول کی جائے، کوئی دعا مانگنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے؟ کوئی مظلوم ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے؟ ہے کوئی بخشش مانگنے والا جسے اللہ تعالیٰ بخش دے؟ ہے کوئی سوال کرنے والا اللہ تعالیٰ اس کو سوال کے مطابق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا مہینہ ندا جاری رہتی ہے۔ اے میرے بندو! اور کنیزو خوش ہو جاؤ، صبر کرو اور ہمیشہ عبادت کرو عنقریب میں تم سے رنج و تکلیف دور کردوں گا اور تمہیں اپنی رحمت وکرامت تک پہنچاؤں گا اور جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے رحمت کی دعا مانگتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بولنے کی اجازت فرمائے تو وہ روزہ دار کو جنت کی خوشخبری دیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے مروی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا روزے دار کی نیند عبادت ہے۔ اس کی خاموشی تسبیح ہے اس کی دعا مستجاب ہے اور اس کا عمل دو چند ہوتا ہے۔ حضرت اعمش، حضرت ابوخیثمہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا صحابہ کرام ؓ فرمایا کرتے تھے۔ رمضان، دوسرے رمضان تک، حج دوسرے حج تک، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور نماز دوسری نماز تک درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ حضرت عمر ابن خطاب ؓ سے مروی ہے۔ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے ایسے مہینے کا آنا مبارک ہو جو مکمل طور پر بھلائی ہے اس کے دن میں روزہ اور رات میں قیام ہوتا ہے۔ اس میں خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔

ہمیں ابوالبرکات سقطی نے خبر دی انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یزید بن ہارون سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں ہمارے سامنے مسعودی نے بیان فرمایا کہ جو شخص رمضان کی کسی رات نفلوں میں ''انا فتحنالك فتحا مبینا'' پڑھے وہ اس سال محفوظ و مامون رہے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

روزے کا کوئی ثانی نہیں:

حضرت ابوامامہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کسی (نیک) عمل کی نصیحت فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا علیك بالصوم فانه لاعدل له۔

روزوں کو اپنے اوپر لازم کرلو روزے جیسا کوئی نیک عمل نہیں۔ میں نے دوبارہ عرض کیا مرنی بعمل حضور! مجھے کوئی عمل بتایئے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: روزے کو لازم کرلو فانه لامثیل له اس کا کوئی مثل نہیں۔

میں نے تیسری بار یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے پھر جواب میں فرمایا روزے رکھا کرو فانه لا مثل له۔ روزے کی کوئی مثل نہیں۔

روای کہتے ہیں ازاں بعد حضرت ابوامامہ کے گھر کی حالت یہ ہوگئی کہ مہمان آتا تو

چولہا جلتا ورنہ مسلسل روزہ ہی چلتا (صحیح ابن حبان: غایۃ الاحسان ص ۵۳)

احترام رمضان:

صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۳ پر ہے کہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے ایک شخص کو رمضان کا احترام نہ کرنے پر ستر کوڑے مارے ثم سیرہ الی الشام پھر اس کو مدینہ سے نکالا اور شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

مدینہ شریف کے دیہات میں لوگ اپنے نابالغ بچوں کو بھی روزہ رکھواتے اور جب وہ کھانا پینا مانگتے تو روئی کے گولے بنا کر ان کا دل بہلاتے۔ اس لیے حضرت عمر ؓ نے رمضان کا احترام نہ کرنے والے نشئی کو فرمایا:

ویلك و صبیاننا صیام

تو برباد ہو ہمارے تو بچے بھی روزہ رکھتے ہیں۔

مشہور واقعہ ہے ایک مجوسی نے بخارا شہر کے بھرے بازار میں اپنے بیٹے کو تھپڑ مارا کیونکہ وہ سرعام رمضان کے مہینے میں دن کے وقت کچھ کھا رہا تھا۔ صرف اس لیے مارا کہ مسلمانوں کا عظمت والا مہینہ ہے۔ بیٹے نے کہا! تو بھی تو کھاتا ہے تو اس نے کہا! میں تو چھپ کر کھاتا ہوں۔ اللہ نے احترام رمضان کی وجہ سے مرتے وقت اس کو ایمان عطا فرمادیا اور کسی نے خواب میں اس کو اس احترام کی وجہ سے جنت کی سیر کرتے ہوئے دیکھا۔

لطیفہ:

حضرت علی المرتضی ؓ گرمی کے روزے کو بہت پسند کرتے تھے اس پر ایک بزرگ نے تبصرہ کیا کہ سردی کا روزہ ہو تو چھ سال کے بچے کی اخبار میں تصویر آجاتی ہے کہ اس نے پورے روزے رکھے ہیں اور گرمی کے روزے ہوں تو خبر آتی ہے اچھے بھلے صحت مند نوجوان اسٹیشن پر کھاتے ہوئے پکڑے گئے۔

اور گرمی کے روزے آنے سے پہلے ہی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں کہ اس بار تو کوئی قسمت والا ہی روزے رکھے گا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اور کوئی رکھے یا نہ رکھے میرا تو پکا پروگرام نہ رکھنے کا ہے۔

Scanned with CamScanner

سحری کا بیان احادیث کی روشنی میں:

☆ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تسحروا فان فی السحور برکة (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ١٧٥)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

صبح صادق سے پہلے کے وقت کو سحر کہتے ہیں اور اس وقت کھانے پینے کو سحری کہا جاتا ہے (عموماً روزہ رکھنے کے ارادے سے کھانا پینا سحری کہلاتا ہے یہاں یہی مراد ہے) یعنی آخری رات کی غذا، سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے مگر سنت یہ ہے کہ رات کے آخری چھٹے حصے میں سحری کھائی جائے۔ روزہ رکھنے کے لیے سحری کھانا مستحب ہے فرض واجب نہیں اور حضور علیہ السلام کا یہ حکم (تسحروا) استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔

''سحری کھانے میں برکت ہے'' فرمایا گیا کیونکہ اس سے روزے میں مدد ملتی ہے۔ نیز اس سے اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں امتیاز و فرق پیدا ہوتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں جو حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا گیا۔

فصل مابین صیامنا و صیام اهل الکتاب اکلة السحر (رواہ مسلم)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کے چند لقموں کا ہی فرق ہے۔

نکتہ:

روزے کی حالت میں سونا، سحری و افطاری کرنا یہ تمام کام عبادت اور بابرکت اسی لیے ہیں کہ ان کا تعلق ایک عبادت سے ہے ورنہ فی نفسہ ان کاموں میں کیسے ثواب ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ کام تو انسان کی عادت ہیں تو جب عبادت سے تعلق کی بنا پر عادت بھی عبادت ہو جاتی ہے اور دنیا بھی دین بن جاتی ہے تو وہ لوگ جو اللہ کے محبوب ہیں ان سے جن چیزوں کو نسبت ہو جائے وہ بابرکت کیوں نہ ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے جسم کے ساتھ لگنے والی قمیص یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی گئی تو **فارتد بصرا** ۔ آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کے ساتھ لگنے والے جبے سے بیماروں کو شفا ملتی (کما فی الحدیث)

شب قدر اور رمضان مبارک کیوں ہے انہی عبادات کی وجہ سے اور اللہ کے محبوب بندے تو کسی کی وجہ سے مبارک نہیں ہوتے بلکہ بذات خود مبارک ہوتے ہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **وجعلنی مبارکا** ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبارک بنایا ہے اور ان کے ساتھ لگنے والی اشیاء بھی ان کے وجود باجود کی وجہ سے بابرکت ہو جاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں اُکلۃ کا لفظ ہمزہ کا ضمہ اور کاف کے جزم سے ہے اس کا معنی چند نوالے اور ہمزہ کے زبر سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے سحری کے نوالے یا سحری کا کھانا، اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سحری میں اتنا نہ کھایا جائے کہ عصر تک کھٹے ڈکار ہی آتے رہیں اور افطاری کو پھر ''ٹینکی'' فُل کر لی جائے۔

یاد رہے کہ جس طرح بے تحاشا کھانا شریعت میں پسند نہیں اسی طرح بالکل ہی نہ کھانا نہ سحری کے وقت نہ افطاری کے وقت جس کو صوم وصال کہا جاتا ہے (بغیر افطاری کیے اگلے روزے کی نیت کر لینا اگرچہ سحری کھالی اس کو صوم وصال کہتے ہیں اور یہ امت کے حق میں مکروہ تحریمی ہے) اس سے بھی منع فرمایا گیا یہ صرف حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے اُمت کے لیے جائز نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کے لیے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں۔

صوم وصال کی ممانعت

☆ **عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عن الوصال، قالوا: انك تواصل؟ یا رسول اللہ! قال: قال: انی لست مثلکم، انی اطعم واسقی۔**

(بخاری ج ١ ص ٢٦٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں۔ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : لا تواصلو، فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر، قالوا : فانک تواصل یا رسول اللہ! قال : انی لست کھیئتکم، انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی (ایضا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صوم وصال نہ رکھو، ہاں تم میں سے کوئی صوم وصال رکھنا چاہے تو صرف سحری تک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ فرمایا: میں تمہاری مثال نہیں، میں رات گزارتا ہوں اور کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے، اور پلانے والا پلاتا ہے۔

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال : ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصل فی رمضان فواصل الناس، فنہاھم، قیل لہ : انت تواصل؟ قال : انی لست مثلکم، انی اطعم واسقی (مسلم ص ۳۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں صوم وصال رکھنا شروع کیے تو صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا، حضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا، عرض کیا گیا: آپ ﷺ بھی تو رکھتے ہیں؟ فرمایا : میں تمہاری طرح نہیں، مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الوصال : فقال رجل من المسلمین : فانک یا رسول اللہ تواصل، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : وایکم مثلی، انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (ایضا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے

منع فرمایا۔ ایک صحابی بولے: یارسول اللہ ﷺ! آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا: تم میں میری طرح کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں، مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

باقی رہا یہ کہ اس کھلانے پلانے سے کیا مراد ہے تو علماء نے اس کی بہت توجیہیں کی ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے قوت برداشت مراد ہے، بعض نے فرمایا کہ اس سے روحانی غذائیں مراد ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس سے معنوی فیضان اور مناجات کی لذتیں مراد ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس سے بھوک پیاس کا نہ ہونا مراد ہے وغیرہ، مگر حضرت عشق کا فتویٰ یہ ہے کہ حدیث اپنے بالکل ظاہری معنے پر ہے، اور اس میں حضور انور ﷺ نے رب تعالیٰ کی تین نعمتوں کا ذکر فرمایا، ایک یہ کہ تم سب اپنے بیوی بچوں کے پاس رات گزارتے ہو اور میں اپنے رب کے پاس: شعر

فرشی و براوج عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل
امی و دقیقہ دان عالم — بے سایہ و سائبان عالم

دوسرے یہ کہ میں رب تعالیٰ کے پاس رہ کر خود نہیں کھاتا پیتا بلکہ مجھے رب تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے، کھلانے والا اس کا دست کرم، کھانے والا میں تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ مجھے وہ روزی کھلاتا پلاتا ہے جس سے نہ روزہ ٹوٹے، نہ روزوں کا تسلسل جائے یعنی جنت کے میوے اور سلسبیل وتسنیم وغیرہ کے شربت، اس جملہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے (۱) ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر بھی حضور انور ﷺ کی مثل نہیں ہوسکتا، جب انسان کو ناطق کی قید نے تمام حیوانات سے ذاتی امتیاز دے دیا، تو نبوت اور وحی کی صفتوں نے بھی حضور انور ﷺ کو تمام انسانوں سے ذاتی ممتاز کردیا (۲) دوسرے یہ کہ اگر حضور انور ﷺ بہ نیت عبادت کھانا پینا چھوڑیں تو خواہ ہفتوں نہ کھائیں، ضعف وکمزوری بالکل طاری نہ ہوگی اور اگر بطور عادت کھانا ملاحظہ نہ کریں تو ضعف بھی نمودار ہوگا اور شکم پاک پر پتھر بھی باندھے جائیں، کیونکہ حضور انور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی، عبادت میں نورانیت کا ظہور ہے اور عادت میں بشریت کی

Scanned with CamScanner

جلوہ گری' لہٰذا یہ حدیث حضرت جابر کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور انور ﷺ نے دو وقت کھانا نہ کھانے پر دو پتھر پیٹ پہ باندھے (۳) تیسرے یہ کہ جنتی میوے کھانے اور وہاں کا پانی پینے سے روزہ نہیں جاتا' جیسے رب تعالیٰ سے کلام کرنے اور حضور انور ﷺ کو سلام کرنے سے نماز نہیں جاتی' بعض اولیاء خواب میں کھا پی لیتے ہیں' اور کھانے کی خوشبو بیداری کے بعد ان کے منہ میں پائی جاتی ہے' مگر ان کا روزہ قائم رہتا ہے' دیکھو احتلام سے ہمارا روزہ نہیں جاتا (۴) چوتھے یہ کہ بعض بندوں کو اسی زندگی میں جنتی میوے ملتے ہیں' حضرت مریم علیہا السلام کا جنتی میوے کھانا قرآن پاک سے ثابت ہے (۵) پانچویں یہ کہ حضور انور ﷺ کا ہر کام ہمارے لیے سنت نہیں' بلکہ وہ کام سنت ہے جو ہمارے لیے لائق عمل ہو' خصوصیات مصطفوی ہمارے لیے سنت نہیں روزۂ وصال' ۹ بیویاں نکاح میں جمع فرمانا' ہمارے لیے نہ سنت ہیں نہ لائق عمل' سنت وحدیث میں یہی فرق ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

نفل روزے میں بھی وصال ممنوع ہے

پھر جس طرح فرض روزہ میں سحری وافطاری نہ کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح نفل روزے بھی مسلسل رکھنا شرعاً محمود نہیں ہیں کہ حدیث شریف میں ہے۔

☆ **عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان احب الصیام الی اللہ تعالیٰ صیام داؤد' فانہ کان یصوم یوما ویفطر یوما' واحب الصلوٰۃ الی اللہ تعالیٰ صلوٰۃ داؤد' کان ینام نصف اللیل ویصلی ثلثہ وینام سدسہ۔**

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک سب روزوں میں پیارے روزے اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے اور سب نمازوں میں پیاری نماز حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے کہ آدھی رات تک آرام فرماتے' تہائی رات نماز میں گزارتے اور پھر چھٹا حصہ آرام

میں بسر فرماتے۔ (بخاری ج ۱ص ۱۵۲)

ایک شبہ کا ازالہ

ایک حدیث شریف میں ہے

عن زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلنا لحذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ای ساعۃ تسحرت مع رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم' قال: ہو النہار الا ان الشمس لم تطلع (نسائی ج ۱ص ۱۳۴)

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تھی؟ کہا: دن ہی تھا' مگر سورج نہ چمکا تھا (اس سے کیا مراد ہے)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: رائے فقیر میں اس روایت کا عمدہ محمل یہ ہی ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کے مطابق حقیقی منتہائے لیل پر سحری تناول فرمائی۔ کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح' اور واقعی جو شخص سحری کا پچھلا نوالہ کھا کر آسمان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے' وہ سوا اس کے کیا گمان کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ۴/۳۶۰)

سحری کی برکات:

نبی اکرم ﷺ نے خود سحری تناول فرمائی اور اس کھانے کو بابرکت قرار دیا۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے سحری کے کھانے میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

هلم الی الغذاء المبارك بابرکت کھانے کی طرف آؤ (مسند احمد ج ۴ص ۱۲۶)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بوقت سحر حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ سحری تناول فرما رہے تھے مجھے آپ ﷺ نے فرمایا:

انہا برکۃ اعطاکم اللہ ایاہا فلا تدعوہ (نسائی: فضل السحور)

Scanned with CamScanner

یہ بابرکت طعام ہے اسے نہ چھوڑنا یہ صرف اللہ نے تمہیں ہی عطا فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام نے ایک موقع پر سحری لانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

قربی الینا الغذاء المبارک (نسائی: کتاب الصیام)

ہمارے پاس (سحری کا) بابرکت کھانا لاؤ۔

حضرت معدی کرب ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ہمیں سحری کھانے کا حکم دیا اور فرمایا:

فانہ هو الغذاء المبارک بے شک یہ مبارک کھانا ہے۔

سحری میں دوسروں کو اپنے ساتھ شریک کرنا

حضرت انس ؓ (خادم خاص) اس سلسلہ میں ایک بڑا ہی پیارا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

کہ حضور علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ سحری کے لیے کچھ لاؤ۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور پانی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **انظر رجلا یاکل معی** دیکھو کوئی بندۂ خدا ایسا ہے جو میرے ساتھ سحری میں شریک ہو جائے؟

میں نے حضرت زید ؓ کو بلایا تو انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ! میں تو سحری کھا چکا ہوں اور روزے کی نیت بھی کر لی ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہم نے بھی تو روزہ رکھنا ہے۔ چنانچہ حضرت زید ؓ حضور علیہ السلام کے ساتھ سحری کھانے میں شریک ہو گئے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ سحری کے لیے انواع و اقسام کے کھانوں کا اہتمام ضروری نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے صرف دو کھجوروں سے بھی سحری فرمائی ہے (مع الرسول فی رمضان ص ۲۲) اور کھجور کے ساتھ سحری کو بہترین سحری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

نعم سحور المؤمن ایمان والے کے لئے یہ بہترین (کھانا) سحری ہے

(ابوداؤد ۲۳۴۵)

ایک حدیث میں فرمایا **نعم السحور التمر** (المعجم الکبیر ۷: ۱۸۹)

مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

من اراد ان یصوم فلیتسحر بشیئ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۷)

جس کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہو وہ سحری کرے خواہ کسی بھی (حلال و طیب) شے سے۔

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے مروی ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

تسحروا ولو بشربة من ماء (الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۶۷۶)

سحری کرو چاہے ایک گھونٹ پانی سے۔

سحری کھانے والوں کیلئے دعائیں:

☆ امام طبرانی نے حضرت ابوسعید ؓ سے سحری کھانے والوں کے لیے حضور علیہ السلام کی دعا کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

اللهم صل علی المتسحرین (اتحاف ص ۱۶۶)

اے اللہ سحری کرنے والوں کو اپنی رحمت میں لے لے۔

حضرت ابو امامہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اللهم بارک لامتی فی سحورها (ایضاً)

اے اللہ میرے امت کے لیے سحری میں برکت نازل فرما۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار وبقیلولة النهار قیام اللیل (ابن ماجہ۔ المستدرک ج ۱ ص ۴۲۵)

سحری کھا کر روزے پر اور قیلولہ کر کے رات کے قیام پر مدد حاصل کرو۔

فرشتوں کی دعا:

عن ابن عمر ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وملئکته

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر

Scanned with CamScanner

یصلون علی المتسحرین ۔ رحمت نازل فرماتے ہیں۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب)

الغرض! کس قدر اللہ جل جلالہ کا انعام واحسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس سے پہلے کھانے (سحری) کو امت کے لیے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔ علامہ عینی ؒ نے سترہ صحابہ ؓ سے اس کی فضیلت کی احادیث نقل کی ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے جیسا کہ قاموس نے لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ) صاحب کشاف ؒ نے اخیر کے چھٹے حصہ کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے اخیر کا حصہ مثلاً اگر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر اولیٰ ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔ سحری کی فضیلت بہت سی احادیث میں آئی ہے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ صوفیاء کو سحور کے مسئلہ میں جو کلام ہے کہ وہ مقصد روزہ کے خلاف ہے اس لیے کہ مقصد روزہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا ہے اور سحری کھانا اس مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کھانا کہ یہ مصلحت بالکلیہ فوت ہو جائے یہ تو بہتر نہیں۔ اس کے علاوہ حسب حیثیت وضرورت مختلف ہوتا رہتا ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں اس بارے میں قول فیصل بھی یہی ہے کہ اصل سحور وافطار میں تقلیل ہے مگر حسب ضرورت اس میں تغیر ہو جاتا ہے۔ مثلاً طلباء کی جماعت کہ ان کے لیے تقلیل طعام منافع صوم کے حاصل ہونے کے ساتھ تحصیل علم کی مضرت کو شامل ہے اس لیے ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ تقلیل نہ کریں کہ علم دین کی اہمیت شریعت میں بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ذاکرین کی جماعت علیٰ ہذا دوسری جماعتیں جو تقلیل طعام کی وجہ سے کسی دینی کام میں اہمیت کیساتھ

مشغول نہ ہو سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد کو تشریف لے جاتے ہوئے اعلان فرما دیا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں حالانکہ رمضان المبارک کا روزہ تھا مگر اس جگہ جہاد کا تقابل آ پڑا تھا۔ البتہ جس جگہ کسی ایسے دینی کام میں جو روزے سے زیادہ اہم ہو ضعف اور کسل پیدا نہ ہو وہاں تقلیل طعام ہی مناسب ہے۔ شرح اقناع میں علامہ شعرانی ؒ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے اس پر عہد لیے گئے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں بالخصوص رمضان المبارک کی راتوں میں۔ بہتر یہ ہے کہ رمضان المبارک کے کھانے میں غیر رمضان سے کچھ تقلیل کرے اس لیے کہ افطار وسحر میں جو شخص پیٹ بھر کر کھائے اس کا روزہ ہی کیا ہے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ جو شخص رمضان میں بھوکا رہے آئندہ رمضان تک تمام سال شیطان کے زور سے محفوظ رہتا ہے اور بھی بہت سے مشائخ سے اس باب میں شدت منقول ہے۔

شرح احیاء میں عوارف سے نقل کیا گیا ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ایک لقمہ البتہ روزانہ اتباع سنت کی وجہ سے محض پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ حضرت جنید ؒ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن (اللہ والے) دوستوں میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ (ایسے) دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت کچھ روزہ کی فضیلت سے کم نہیں اور بھی سلف کے ہزاروں واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کھانے کی کمی کے ساتھ نفس کی تادیب فرماتے اس میں بھی شرط یہی ہے کہ اس کی وجہ سے فرائض اور اہم دینی کاموں کا نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ (فضائل رمضان)

سحری میں تاخیر کرنا باعث برکت ہے:

حضرت سیدنا ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری اُمت بھلائی پر رہے گی۔

مااخروا السحور وعجلوا الافطار (مسند احمد)

جب تک کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرتی رہے گی۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

بکروا بالا فطار واخروا السحور (الکامل لابن عدی)

افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرو۔

ایک موقع پر فرمایا: تسحروا من اخر اللیل

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۵۱ عن عقبہ بن عامر وابی الدرداء رضی اللہ عنہما)

رات کے آخری حصہ میں سحری کیا کرو۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ ہم نبیوں کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے ان نؤخر سحورنا (السنن الکبریٰ۔ کتاب الصیام) کہ ہم سحری میں تاخیر کریں۔

ایک واقعہ اور اس کی توجیہ:

ایک مرتبہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سحری کے وقت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ سحری تناول فرمارہے تھے۔ (غالباً اذان کی اجازت طلب کرنے) اور عرض کیا حضور ﷺ! نماز۔ حضور علیہ السلام نے سحری جاری رکھی اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تھوڑی دیر بعد پھر حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام پھر اسی حالت میں تھے۔ پھر واپس گئے اور جب تیسری بار حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام کو سحری کرتے ہوئے پایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا قد واللہ اصبحت اللہ کی قسم صبح ہوگئی۔

اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا لولا بلال لرجونا ان یرخص لنا حتی تطلع الشمس (مصنف عبدالرزاق عن جابر رضی اللہ عنہ)

اگر بلال نہ ہوتا تو ہو سکتا ہے ہمیں طلوع آفتاب تک سحری کرنے کی اجازت مل جاتی۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ طلوع فجر کے بالکل قریب سحری فرماتے۔ جیسا کہ اس قسم کی احادیث کے بارے میں فتاوٰی رضویہ کے حوالے سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی توجیہ گزر چکی۔

سحری اور نماز فجر میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر سے سحری کر کے حضور علیہ

السلام کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لیے جلدی حاضر ہونے کی کوشش کرتا۔

(بخاری کتاب الصوم وکتاب مواقیت الصلوٰۃ)

مسند احمد میں ہے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نماز فجر کی اطلاع کے لیے حاضر ہوا فدعا بقدح فشرب وسقانی ثم خرج الی المسجد للصلوٰۃ (مسند احمد) آپ ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اس سے خود پیا اور مجھے بھی پلایا اور پھر مسجد کی طرف ادائیگی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سحری اور نماز کے درمیان حضور علیہ السلام کتنا فاصلہ فرماتے؟

تو انہوں نے جواب دیا:

قدر ما یقرأ الانسان خمسین اٰیۃ (بخاری باب وقت الفجر)

تقریباً اتنا کہ انسان (صحت کیساتھ) قرآن پاک کی پچاس آیات کی تلاوت کرلے۔

اس کا مطلب یہ ہوا جیسا کہ معمول ہے عام حالات میں اگرچہ نماز فجر خوب روشنی (اسفار) میں پڑھنا مستحب سہی مگر خاص رمضان میں کچھ جلدی (تغلیس میں) پڑھنا بلاوجہ نہیں ہے۔ اسفار کی حکمت بھی یہی بتائی گئی ہے کہ اس طرح لوگ جماعت میں زیادہ شامل ہوں گے تو ثواب میں اضافہ ہوگا اور اگر یہی حکمت رمضان شریف میں اول وقت کے اندر حاصل ہو جائے اور اسفار کرنے میں لوگ غلبۂ نوم کے بعد زیادہ انتظار نہ کرسکنے کی وجہ سے باجماعت نماز پڑھنے سے محروم ہوتے ہوں تو اول وقت میں پڑھ لینے میں حرج نہیں تاہم پچاس آیات صحت کے ساتھ پڑھنے کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔ (تقریباً ۲۰ یا ۲۵ منٹ)

سحری میں تاخیر کرنے کی حکمت بھی علماء نے یہی بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اُمت پر شفقت کی وجہ سے ایسا کیا نیز اس بنا پر بھی کہ غلبۂ نیند کی وجہ سے لوگوں کی کہیں نماز فجر نہ رہ جائے۔ اسی وجہ سے نہایت محبوب ہونے کے باوجود مسواک کو واجب قرار نہ دیا' نماز تراویح میں تین دن مسجد میں ادا کرنا اور اس کے بعد گھر میں پڑھنے کی حکمت بھی یہی بیان کی

کہ کہیں میری اُمت کا نماز تراویح کے شوق میں زیادہ تعداد میں جمع ہونا دیکھ کر اس کو فرض ہی نہ کر دیا جائے اور نماز عشاء کو رات کے آخری حصہ میں پڑھنا بھی اس لیے ضروری قرار نہ دیا۔ اس کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ حضور علیہ السلام چاہتے ہیں کہ لوگوں کو مشقت میں نہ ڈالا جائے اور الدین یسر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا)

افطاری کا بیان (احادیث)

☆ چونکہ افطار کا تعلق اور اس کا دارومدار غروب آفتاب پر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ثم اتموا الصیام الی الیل (البقرہ) پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہٰذا حضور علیہ السلام سورج غروب ہونے کو دیکھنے کا اہتمام فرماتے تھے اور اس سلسلے میں باقاعدہ ایک شخص کی ڈیوٹی ہوتی کہ وہ اونچی جگہ پہ کھڑا ہو کر سورج کا غروب ہونا دیکھے۔

فاذا قال قد وجبت الشمس افطر (مجمع الزوائد طبرانی)

جب وہ شخص سورج کے غروب ہونے کی اطلاع دیتا تب آپ ﷺ افطاری فرماتے۔

کیونکہ حضور علیہ السلام کے دورِ اقدس میں بادلوں کی وجہ سے ایک دن روزہ صحیح وقت پہ افطار نہ ہو سکا جس کی بعد میں قضا کرنا پڑی (ابوداؤد باب الفطر قبل غروب الشمس)

بلکہ آپ ﷺ نے جس طرح روزہ نہ رکھنے کی سزا بیان فرمائی اسی طرح وقت سے پہلے افطار کرنے پر وعید بھی سنائی چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں یہ دونوں امور بیان فرمائے گئے ہیں۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول : بینما انا نائم اتانی رجلان فاخذا بضبعی فاتیا بی جبلا وعرا، فقالا : اصعد، فقلت : انی لا اطیقہ، فقالا : انا سنسھلہ لک، فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا باصوات شدیدۃ، قلت : ما ھذہ

الاصوات؟ قالوا : ھذا عواء اھل النار، ثم انطلق بی فاذا انا بقوم معلقین بعراقیھم، مشققۃ اشداقھم تسیل اشداقھم دما، قال : قلت : من ھولاء؟ قال : ھولاء الذین یفطرون قبل تحلۃ صومھم، فقال : خابت الیھود والنصاریٰ، فقال سلیمان : مادری، اسمعہ ابوامامۃ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ام شئی من رأیہ، ثم انطلق بی فاذا بقوم اشد شیء انتفاخا، وانتنہ ریحا، واسوأہ منظرا فقلت من ھؤلاء فقال ھؤلاء قتلی الکفار ثم انطلق بی فاذا بقوم اشد شیء انتفاخا کان ریحھم المرا حیض، قلت : من ھولاء؟ قال : ھولاء الزانون والزوانی، ثم انطلق بی فاذا انا بنساء تنھش تدیھن الحیات، قلت : مابال ھولاء؟ قال : ھولاء یمنعن اولادھن البانھن، ثم انطلق بی فاذا انا بالغلمان یلعبون بین نھرین، قلت : من ھولاء؟ قال : ھولاء ذراری المومنین، ثم شرف شرفا فاذا انا بنفر ثلاثۃ یشربون من خمر لھم، قلت : من ھولاء ؟ قال : ھولاء جعفر وزید وابن رواحۃ، ثم شرفنی شرفا آخر فاذا انا بنفر ثلاثۃ، قلت : من ھولاء؟ قال : ھذا ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ وھم ینظرونی (الصحیح لابن خزیمۃ ج ۳ ص ۲۳۷)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص آئے۔ میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک سخت پہاڑ کے پاس لائے اور بولے: آپ اس پہاڑ پر چڑھیے۔ میں نے کہا: میرے اندر اتنی طاقت نہیں، بولے: ہم آپ کیلئے آسان کردینگے۔ میں چڑھا اور جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں۔ میں نے کہا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ بولے: یہ دوزخیوں کی چیخ وپکار ہے۔ پھر مجھے لیکر چلے تو میں نے ایک ایسی قوم دیکھی کہ اُلٹے لٹکے ہیں اور ان

Scanned with CamScanner

کے جبڑوں سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ بولے: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کے وقت سے پہلے افطار کر لیا کرتے تھے۔ فرمایا: یہود ونصاریٰ گھاٹے میں ہیں۔ راوی حدیث حضرت سلیمان بن عامر کہتے ہیں: یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہود ونصاریٰ کے متعلق یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے یا حضرت ابوامامہ نے اپنی رائے سے خود فرمایا: حضور فرماتے ہیں: پھر میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو پھولے ہوئے۔ بدبودار اور بدصورت تھے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ بولے: یہ مقتول کفار پھر کچھ روتے لوگ نظر آئے کہ وہ بھی پھولے۔ بدبودار کہ ان کی بدبو پاخانوں کے مثل تھی۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ بولے: زانی مرد وعورتیں ہیں۔ پھر مجھے ایسے مقام پر لے جایا گیا جہاں عورتوں کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ میں نے کہا: ان کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ بولے: یہ عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلا کر پریشان رکھتی تھیں۔ پھر میں کچھ بچوں کے پاس سے گزرا کہ وہ دو نہروں کے درمیان کھیل رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ بچے کون ہیں؟ بولے: یہ مسلمان بچے ہیں۔ پھر مجھے ایسے تین لوگوں سے ملایا گیا جو پاکیزہ شراب پی رہے تھے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ بولے: یہ جعفر طیار' زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ ہیں۔ پھر مجھے مزید کچھ لوگوں سے شرف لقا حاصل ہوا اور یہ بھی تین حضرات تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ بولے: یہ حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ حضرات مجھے دیکھ رہے تھے۔

☆ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا اقبل الليل من ههنا' وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم ۔

جب ادھر سے رات آئے اور اُدھر سے دن پیٹھ دکھائے اور سورج پورا ڈوب جائے تو

روزہ دار کا روزہ پورا ہوا۔

افطار میں جلدی مستحب ہے

☆ **عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ان الله تعالىٰ وتقدس يقول : ان احب عبادی الی اعجلهم فطرا** (ترمذی ج ۱ ص ۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے۔ بندوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو افطار میں جلدی کرے۔

☆ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رمضان شریف میں ہم سفر پر تھے' جب سورج غروب ہوا تو حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

انزل فاجدح لنا نیچے اتر کر ہمیں ستو بنا کر دو۔

انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ! ابھی تو روشنی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: سواری سے اترو اور ستو تیار کرو' چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد کی اور حضور علیہ السلام نے افطاری فرمائی اور فرمایا: جب ادھر سورج ڈوب جائے اور ادھر سے رات آ جائے تو (روشنی کے باوجود) روزہ افطار کرو۔ (مسلم شریف' کتاب الصیام)

☆ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نبیوں کے گروہ کو حکم دیا گیا ہے کہ:

ان نعجل افطارنا ونؤخر سحورها ونضع ایماننا علی شمائلنا فی الصلوٰة (المعجم الکبیر)

افطاری جلدی کریں اور سحری میں تاخیر کریں اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لن تزال امتی علی سنتی مالم ینتظر وابفطر هم طلوع النجم

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۵۴)

میری اُمت اس وقت تک میری سنت پر رہے گی جب تک کہ وہ افطار کے لیے ستاروں کا انتظار نہیں کرے گی (عن ابی درداء رضی اللہ عنہا)

انہی سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کبھی بھی نماز مغرب کے بعد افطاری کرتے نہیں دیکھا۔ ولو کان علی شربة ماء (المستدرک) چاہے ایک گھونٹ سے افطاری فرماتے لیکن نماز مغرب سے پہلے فرماتے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا اور عرض کرنے والے حضرت مالک بن عامر اور حضرت مسروق ؓ تھے کہ دو شخص ہیں اور دونوں صحابی ہیں ایک افطاری میں جلدی کرتے ہیں دوسرے تاخیر۔ انہوں نے پوچھا جلدی کون کرتے ہیں؟ عرض کیا گیا عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا:

ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع

(مسلم: مشکوٰۃ ص ۱۷۶، النسائی)

حضور علیہ السلام بھی ایسا ہی (جلد افطاری) کرتے تھے۔

یاد رہے کہ افطاری جلدی کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

نمبر 1- افطاری نماز مغرب سے پہلے کر لی جائے۔

نمبر 2- سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تو دیر نہ کی جائے۔

افطار کے تین اوقات ہیں۔ مستحب، مباح، مکروہ

مستحب تو یہ ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی افطاری کر لی جائے۔

مباح یہ ہے کہ تارے گھٹنے سے کچھ پہلے افطاری کرنا۔

اور مکروہ یہ ہے کہ تارے گھٹنے تک تاخیر کرنا۔ یہ مکروہ اس لیے ہے کہ یہودیوں سے مشابہت ہے کیونکہ وہ ایسے وقت میں افطاری کرتے ہیں اور افطاری جلد کرنا اس لیے مستحب ہے کہ اس میں اپنی بندگی کے عجز کا اظہار اور اللہ کی طرف سے ملنے والی اجازت جلدی قبول کرنا ہے جو شکر کے ضمن میں آتا ہے (مرقاۃ)

لہٰذا تادیب نفس کے لیے دیر کرنا اور مغرب و عشاء کو ملانے کے لیے افطاری میں تاخیر

کرنا درست نہیں ہے کیونکہ تربیت نفس کا وہی راستہ ہے جس پر حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام چلتے رہے۔ نفس کشی کے لیے سنت کی مخالفت ہرگز جائز نہیں ہے۔ یہ تو رہبانیت ہے اور **لا رھبانیة فی الاسلام**۔ ہماری نفس کشی سنت رسول ﷺ میں ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

☆ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا یزال الدین ظاھرا ما عجل الناس الفطر لان الیھود والنصاریٰ یؤخرون (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۱۷۶)

دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطاری جلدی کرتے رہیں گے (کہ غلبہ اسلام سنت پر عمل کرنے میں ہی ہے) کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر سے افطاری کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا سمع النداء احدکم والاناء فی یدہ فلا یضعه حتی یقضی حاجته منه (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

جب تم میں سے کوئی (فجر یا مغرب کی) اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس سے اپنی حاجت پوری کر لو (یعنی گمان غالب ہے کہ ابھی وقت موجود ہے یا معمولی کمی بیشی اس معاملہ میں معاف ہے یا مؤذن نے غلطی سے پہلے اذان پڑھ دی ہو) (اشعۃ اللمعات)

حضور علیہ السلام کی افطاری کے مناظر:

☆ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ افطاری کے لیے حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے اور روٹی و زیتون کے ساتھ روزہ افطار کیا اور ان کو دعا دی: **افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکة** (ابوداؤد، باب الدعاء لرب الطعام)

روزہ داروں نے تمہارے ہاں افطاری کی اور نیکوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تم پر دعائے رحمت کی۔

Scanned with CamScanner

بالکل یہی دعا ایک ایسے ہی موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کو بھی دی (ابن ماجہ ص ۱۲۶)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ روزہ افطار کیا' آپ ﷺ کی خدمت میں زیتون پیش کیا گیا جو آپ ﷺ نے بھی کھایا اور ہم نے بھی اور جب افطاری سے فارغ ہوئے تو گھر والوں کو دعا سے نوازا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۴۳)

☆ افطاری میں حضور علیہ السلام کا عمل مبارک یہ بھی تھا کہ مساکین کو بھی اپنے ساتھ شامل فرماتے بلکہ ان کے بغیر افطاری فرماتے ہی نہ تھے اور اس دوران گر کوئی سائل آ جاتا تو اپنا حصہ اٹھا کر اس کو دے دیتے اور خود رات اس طرح ہی گزار لیتے۔

(لطائف المعارف ص ۳۱۴)

☆ موسم اگر گرم ہوتا تو تازہ کھجور اور پانی سے اور اگر ٹھنڈا ہوتا تو خشک کھجور اور پانی سے افطاری فرماتے (اتحاف اہل الاسلام ص ۱۵۰)

ایک حدیث میں ہے:

☆ **عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات' فان لم یكن رطبات فتمرات' وان لم تكن تمرات فحسا حسوات من ماء .**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز مغرب سے پہلے تر کھجوروں سے افطاری کرتے۔ وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے ورنہ پانی سے (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۱)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ہر اس شے سے افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہو

(كان یحب یفطر علی ثلث تمرات او شیء لم یصبه النار ۔ الجامع الصغیر ۶۹۷۹)

افطاری کرانے کا ثواب:

عن سلمان الفارسی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی

الله علیه وسلم: من فطر صائماً فی رمضان من كسب حلال صلت علیه الملائكة لیالی رمضان كلها وصافحه جبرئیل علیه السلام لیلة القدر . ومن صافحه جبرئیل علیه الصلوة والسلام یرق قلبه وتكثر دموعه' قال: فقلت: یارسول الله! افرأیت ان لم یكن عنده؟ قال: فقبضة من طعام' قلت: افرأیت ان لم یكن عنده لقمة خبز؟ قال: فمذقة من لبن' قال: افرأیت ان لم تكن عنده؟ قال: فشربة من ماء (كنز العمال للمتقی: ص ۴۵۲ ج ۸: ۲۳۶۵۸)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ماہ رمضان میں حلال کمائی سے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو رمضان کی راتوں میں فرشتے اس کے لئے دعائے استغفار کرتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس سے مصافحہ فرماتے ہیں اور جس سے آپ مصافحہ فرمالیں اس کا دل رقیق ہو جاتا ہے اور آنسو بہنے لگتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کے بارے میں فرمائیں کہ جس کے پاس افطار کی چیزیں نہ ہوں؟ فرمایا ایک مٹھی کھانا دے دے۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا دودھ کا گھونٹ پلا دے۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا تو پانی ہی سے افطار کرا دے۔

افطاری یا نعمت رب کے لئے بے قراری:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ **رایت رسول الله ﷺ وهو صائم یترصد غروب الشمس بتمرة فلما توارت القاها فی فیه**

(كشف الغمه عن جمیع الامه للشعرانی' كشف الخفا للجعلانی: كتاب الصوم)

میں نے حضور ﷺ کو روزے کی حالت میں کھجور پکڑ کر غروب آفتاب کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا جونہی سورج غروب ہوا آپ ﷺ نے کھجور منہ میں ڈال لی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ (اس قدر شدت سے غروب آفتاب کی انتظار کرنے کے باوجود حضور علیہ السلام) یشرب مرتین او ثلاثا پانی ایک سانس میں نہیں بلکہ دو یا تین سانسوں میں پیتے۔ (الجامع الصغیر: ٦٩٥٦)

رزق حلال اور پاکیزہ مال سے افطاری:

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کو حلال کمائی سے مشروب پیش کرے گا۔

صلت علیه الملائکة فی ساعات شهر رمضان وصلی علیه جبریل لیلة القدر (وفی روایة) صافحه جبریل لیلة القدر من صافحه جبریل تکثر دموعه ویرق قلبه.

رمضان کا پورا مہینہ اس پر اللہ کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لیلۃ القدر کی رات اس سے مصافحہ فرماتے ہیں اور اس کیلئے دعا فرماتے ہیں۔ علامت یہ ہے کہ جبرائیل امین جس کے ساتھ مصافحہ کریں گے اسے رقت قلب اور آنکھوں کا آنسوؤں سے بہنا نصیب ہوگا۔

افطاری کی دعائیں:

☆عن معاذ بن زهرة رضی الله تعالیٰ عنه انه بلغه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا افطر قال: اللهم! لک صمت وعلی رزقک افطرت (ابوداؤد: ص۳۲۲ ج۱)

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے **اللهم! لک صمت وعلی رزقک افطرت۔**

☆عن معاذ بن زهرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افطر قال: الحمد لله الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت (کنز العمال: ج۷ ص۸۱)

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب روزہ

افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے **الحمد لله الذی اعاننی فصمت، ورزقنی فافطرت۔**

☆عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افطر، قال: اللهم! لک صمنا وعلی رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم

(دار قطنی: ص۱۴۰ ج۱)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطاری فرماتے تو یہ دعا پڑھتے **اللهم! لک صمنا وعلی رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم۔**

☆عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افطر قال: ذهب الظمأ، وابتلت العروق، وثبت الاجر ان شاء الله تعالیٰ (ابوداؤد: ص۳۲۲ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب افطاری فرماتے تو یہ دعا پڑھتے **ذهب الظمأ، وابتلت العروق، وثبت الاجر انشاء الله تعالیٰ۔**

☆عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قرب الی احدکم طعامه وهو صائم فلیقل: بسم الله والحمد لله، اللهم! لک صمت وعلی رزقک افطرت، وعلیک توکلت، سبحانک وبحمدک تقبل منی، انک انت السمیع العلیم (کنز العمال: ص۵۰۹ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب روزہ افطار کے وقت تم میں سے کسی کے پاس کھانا حاضر ہو تو یہ دعا پڑھو: **بسم الله والحمد لله، اللهم! لک صمت وعلی رزقک افطرت، وعلیک**

توکلت سبحانك وبحمدك تقبل منی' انك انت السمیع العلیم۔

☆عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال: بسم اللہ' اللھم! لك صمت وعلی رزقك افطرت (الجامع الصغیر للسیوطی: ص۱۴۰ ج۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے

بسم اللہ اللھم! لك صمت وعلی رزقك افطرت۔

افطاری کی دعا کب کی جائے افطاری سے پہلے یا بعد

دعا اگرچہ افطاری سے پہلے کرنے میں بھی حرج نہیں ہے مگر حضور ﷺ کا معمول مبارک افطاری کے بعد دعا کرنے کا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصوم)

اس سلسلہ میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں لفظ افطر اور افطرت کا حقیقی معنی یہی ہے کہ افطار کے بعد حضور ﷺ دعا فرماتے اور کسی ضرورت کے بغیر لفظ کو حقیقی معنی سے ہٹانا جائز نہیں ہے (ج۱۰ ص۶۳۰)

دیگر دعاؤں کے الفاظ بھی اسی معنی کی تائید کررہے ہیں مثلاً ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ۔

پیاس ختم ہوگئی خشک رگیں تر ہوگئیں اور اجر پکا ہوگیا (ان شاء اللہ) ظاہر بات ہے کہ کچھ پینے کے بعد ہی پیاس ختم اور رگیں تر ہوں گی۔

لہٰذا مقتضائے دلیل یہ ہے کہ دعا کا محل افطار کے بعد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: ج۱۰ ص۶۲۹ و ص۶۳۴)

مزید فرمایا: یہ احادیث جن میں افطار سے پہلے دعا کا ذکر ہے بسبب شدت ضعف قابل احتجاج نہیں کیونکہ اس کی سند میں داؤد بن الزبرقان متروک ہے۔ (قال فی التقریب متروك وكذبه الازدی وكذا الجوز جانی' كما فی المیزان)

(فتاویٰ رضویہ ج۴ ص۶۵۷)

ماثورہ دعا میں اضافی الفاظ کا جواز:

بعض لوگ افطار کی دعا میں وبك آمنت کا اضافہ کرتے ہیں اگرچہ اس کلمہ کی کوئی اصل نہیں مگر جائز ہے جیسے التحیات میں درود ابراہیمی کے اندر لفظ محمد سے پہلے لفظ سیدنا کے اضافے کو جائز قرار دیا گیا ہے اور بعض حجاج کرام تلبیہ میں یہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں ان عبدك وابن عبدك واقف بین یدیك لایخفی علیك۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ اوراد و وظائف کے الفاظ نہ بدلے جائیں کیونکہ وہ خاص اثر کے لئے ہوتے ہیں اور یہ اثر منقولہ الفاظ سے ہی وابستہ ہے جبکہ دعائیں محض ثواب کے لئے ہوتی ہیں اور جتنے الفاظ زیادہ ہوں گے اتنا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اس لئے بعض لوگ بوقت افطار اس طرح دعا پڑھتے ہیں۔

اللھم انی لك صمت وبك امنت وعلیك توکلت وعلی رزقك افطرت فاغفرلی ماقدمت وما اخرت وما اعلنت وما اسررت (مرقاۃ ومراۃ شرح مشکوۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افطاری کے وقت یہ دعا بھی منقول ہے:

الحمد للہ اللھم انی اسئلك برحمتك التی وسعت كل شئی ان تغفرلی

(اتحاف اھل الاسلام ص۱۷۵)

جبکہ عمل الیوم واللیلۃ کے صفحہ ۳۷۴ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دعا کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی ثابت ہیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرو۔

بسم اللہ والحمد للہ اللھم لك صمت وعلی رزقك وعلیك توکلت سبحانك وبحمدك تقبل منی انك انت السمیع العلیم۔

اس طرح ایک دعا کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

یا واسع المغفرۃ اغفرلی اے وسیع بخشش والے مجھے معاف کردے۔

روزے دار کی دعا مقبول ہے:

☆ حدیث شریف میں تین قسم کے لوگوں کے بارے میں آیا ہے کہ ان کی دعا مقبول ہے۔ ایک سلطانِ عادل دوسرا مظلوم اور تیسرا الصائم حتی یفطر۔ یعنی روزے دار کی دعا

بوقت افطار (ترمذی)

پوری حدیث بمعہ ترجمہ اس طرح ہے:

☆عن ابی هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لاترد دعوتهم الصائم حتى يفطر والامام العادل ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام ويفتح لها ابواب السماء ويقول الرب وعزتی لانصرنك ولوبعد حين .

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی، ان کی دعا کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

روزے دار کی دعا بوقت افطار رد نہیں ہوتی

☆عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك و تعالىٰ عتقاء فی کل یوم ولیلة یعنی فی رمضان وان لکل مسلم فی کل یوم ولیلة دعوة مستجابة

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

(رواہ البزار کذا فی الترغیب)

ے چشمہ فیض سے گر ایک اشارہ ہو جائے
لطف تیرا ہو تو بس کام ہمارا ہو جائے

ابن ماجہ شریف حدیث نمبر۸۷۵۳ میں ارشاد ہے: ان للصائم عند فطرہ دعوة لاترد یعنی روزے دار کی دعا بوقت افطار رد نہیں کی جاتی۔

کچھ دعا کے بارے میں:

درمنثور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ جب رمضان آتا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بے تردد بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچے رسول ﷺ کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لئے دعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالیٰ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی یا اس کے بدلے میں کوئی برائی یا مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بندے کو بلا کر ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو۔ تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر و ثواب تیرے لئے متعین کیا۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر ہر دعا یاد کرائی جائے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا

عوض بتلایا جائے گا۔ اس اجر وثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ بندہ اس بات کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی تاکہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبولیت کے آثار نہ دیکھیں تو بددل نہ ہونا چاہئے۔

ہم پر یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم لوگ بسا اوقات اپنی نافہمی سے ایسی چیز مانگتے ہیں جو ہمارے لیے مناسب نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ دوسری ضروری اور اہم بات قابل لحاظ یہ ہے کہ بہت سے مرد اور عورتیں تو خاص طور سے اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصے اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بددعا دیتے ہیں۔ یادرکھیں کہ اللہ جل شانہ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے۔ یہ احمق غصہ میں اول تو اولاد کو کوستی ہیں اور جب وہ مرجاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو۔ مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے اس میں بڑے اہتمام سے ایسی حماقتوں سے بچنے کی کوشش اشد ضروری ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں ہے۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ منجملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یا رب یا رب کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہوسکتی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعاء لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی

حاکم ان پر مسلط ہوتا تو یہ اس کے لئے بددعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی۔ اس کیساتھ ہمارے زمانہ کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوششیں جاری ہوں۔ ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو بہتر سمجھتے ہوں (فضائل رمضان)

حالت جنابت میں روزہ:

☆عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضى الله عنها وعن ام المؤمنين ام سلمة رضى الله تعالىٰ عنها قالتا: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدركه الفجر وهو جنب من أهله ثم يغتسل ويصوم (بخاری: ص ۲۵۸ ج ۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے قرابت فرماتے اور صبح ہو جاتی اس وقت تک نہ نہاتے۔ اس کے بعد غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

☆عن ام المومنين عائشة الصديقة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: ان رجلا قال لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهو واقف على الباب وانا اسمع' يا رسول الله! انى اصبح جنباً و انا اريد الصيام' فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: وأنا اصبح جنباً وأنا اريد الصيام فاغتسل وأصوم' فقال الرجل: يارسول الله! انك لست مثلنا' قد غفر الله لك ماتقدم وماتاخر' فغضب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: انى ارجو ان اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى (ابوداؤد: ص ۳۲۴ ج ۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ اپنے

دروازۂ اقدس کے پاس کھڑے تھے۔ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی اور میں سن رہی تھی یارسول اللہ! میں صبح کو بحالتِ جنابت اٹھتا ہوں اور نیت روزے کی ہوتی ہے۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں خود ایسا کرتا ہوں۔اس نے عرض کی حضور ﷺ کے ساتھ ہماری کیا برابری۔حضور کو تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے معافی عطا فرمادی ہے۔اس پر حضور ﷺ غضب ناک ہوئے اور فرمایا بیشک میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف ہے اور میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ جن جن باتوں سے مجھے بچنا چاہئے۔

اس حدیث کے تحت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ خامہ فرسا ہیں۔

(اس حدیث نے خوب واضح فرما دیا کہ (جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے) روزہ میں کوئی نقص نہیں آتا۔ ورنہ وہ صاحب سائل تھے۔محل بیان میں سکوت نہ فرمایا جاتا اور سکوت کیسا۔اخیر کے ارشاد میں اور بھی روشن فرمادیا کہ اس میں کوئی بات خوف کی نہیں۔نہ اس میں داخل جس سے بچنا چاہئے اور پر ظاہر کہ روزہ غیر متجزی ہے جو چیز اس میں نقص پیدا کرے گی اگر سارے روزہ میں ہوئی تو موجب نقص ہوگی اور اس کے اول یا آخر کسی لطیف حصہ میں ہوئی تو ضرر دے گی۔لہٰذا ہمارے علماء کرام نے انہیں احادیث سے ثابت فرمایا کہ اگر تمام دن جب رہا جب بھی روزہ کو کچھ مضر نہیں) (فتاویٰ رضویہ ۴/۶۱۹)

نفلی روزوں کا بیان:

صیام التطوع یعنی نفلی روزوں کے متعلق باقاعدہ کتب احادیث میں ابواب ہیں اور ان کے فضائل، فوائد ومسائل بھی تفصیل طلب ہیں۔یہاں صرف چند نفلی روزوں کے بارے میں احادیث لکھنا مقصود ہے۔

محرم کے روزے:

عن ابی هريرة (رضی الله تعالیٰ عنه) قال قال رسول الله ﷺ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وأفضل الصلاة بعد الفريضة

صلاة الليل رواه مسلم ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

دس محرم کا روزہ:

☆عن ابی سعيد الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله تعالیٰ عليه وسلم: من صام يوم عرفة غفر له سنة امامه وسنة خلفه، ومن صام عاشوراء غفر له سنة (ابن ماجہ ص ۱۲۴ ج ۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ماہِ محرم کے کسی بھی دن کا روزہ رکھنا

☆عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: من صام يوما من المحرم فله بكل يوم ثلثون حسنة (کنز العمال ۲۴۲۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے محرم کا روزہ رکھا تو اس کو ہر دن (کے روزے پر) تیس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

یوم عاشورہ کے ساتھ نویں محرم کا روزہ:

☆عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: لئن بقيت الى قابل لاصومن اليوم

التاسع (ابن ماجہ ص ۱۲۴ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال دنیا میں رہا تو ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔

☆عن عبدالله بن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما يقول حين صام رسول الله ﷺ يوم عاشوراء وأمر بصيامه قالوا يارسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى فقال رسول الله ﷺ فاذا كان العام المقبل ان شاء الله صمنا اليوم التاسع قال فلم يأت العام المقبل حتى توفى رسول الله ﷺ رواه مسلم .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عاشورا (دس محرم) کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! دس محرم تو یہود و نصاریٰ کے نزدیک بڑی عظمت کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا آئندہ سال ہم انشاء اللہ (دس محرم کے ساتھ) نو محرم کا روزہ بھی رکھیں گے لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت:

یوم عاشورا (دس محرم) کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا لہٰذا ہم شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہودیوں کی نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب تر ہیں'' اور مسلمانوں کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا مگر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تب آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے دس محرم کا روزہ رکھے جو نہ چاہے نہ رکھے (بحوالہ مسلم شریف)

ستائیس رجب کا روزہ:

☆عن سلمان الفارسى رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: فى رجب يوم وليلة، من صام ذلك اليوم، وقام تلك الليلة كان كمن صام وقام الدهر مأة سنة وهو لثلث بقين من رجب وفيه بعث الله تعالىٰ محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (کنز العمال ۳۵۱۶۹)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رجب میں ایک ایسا دن اور رات ہے جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے تو سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو اور وہ ۲۷ رجب ہے۔ اسی تاریخ میں اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ھذا منکر۔

☆ عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيه اثنتى عشرة ركعة، يقرا فى ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن، ويتشهد فى كل ركعة ويسلم فى آخرهن، ثم يقول: سبحان الله، والحمد لله، ولا اله الا الله، والله اكبر، مائة مرة، ويستغفر مائة مرة، ويصلى على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه بماشاء من دنياه اواخرته، ويصبح صائما، فان الله تعالىٰ يستجيب دعائه كله الا ان يدعو فى معصية

(الدر المنثور للسیوطی، ۳۳۶ ص ج ۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رجب میں ایک رات ایسی ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کو سو برس کی

نیکیوں کا ثواب ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے جو اس میں بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ اور ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں سلام پھر بعد سلام سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر سو بار، استغفار سو بار، درود سو بار اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔ ھو اضعف من الذی قبلہ ۔

☆ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بعثت نبیا فی السابع والعشرین من رجب من صام ذلک الیوم ودعا عند الافطار کانت کفارۃ عشرۃ سنین

(تبیین العجب لابن حجر ص ٦٠ - اسنادہ منکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٢٧ رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے اس کے دس برس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: من صام یوم سبع عشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شھرا، وھو الیوم الذی ھبط فیہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اتحاف السادۃ للزبیدی: ص ٢٠٧ ج ٥)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے ٢٧ رجب کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ مہینے تک روزوں کا ثواب لکھتا ہے اور یہ وہ دن ہے جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے لئے وحی لے کر نازل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت ان احادیث کے تحت لکھتے ہیں:

تنزیہ الشریعۃ سے ماثبت بالسنۃ میں ہے وھذا امثل ماورد فی ھذا المعنی بیان

سب حدیثوں سے بہتر ہے جو اس باب میں آئیں۔ بالجملہ اس کے لئے اصل ہے اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف باجماع ائمہ مقبول ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: ٤/٦٥٨)

نیز ایسی جگہ حدیث موقوف مثل مرفوع ہے کہ تعیین مقدار اجر کی طرف رائے کو اصلا راہ نہیں اور حدیث ضعیف اعمال میں باجماع ائمہ مقبول ہے (فتاویٰ رضویہ: ٤/٦٦٠)

شعبان کے روزے:

☆ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: افضل الصوم بعد رمضان شعبان لتعظیم رمضان (فتح الباری للعسقلانی: ص ١٢٩ ج ٤)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں تعظیم رمضان کیلئے۔

یومِ عرفہ اور عشرۂ ذوالحجہ کے روزے

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ تعالیٰ من ھذہ الایام، قالوا: یارسول اللہ! ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال: ولا الجھاد فی سبیل اللہ، الا رجلا خرج بنفسہ ومالہ ثم لم یرجع من ذلک بشیء (ترمذی: ص ٩٤ ج ١)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دس دنوں سے زیادہ کسی دن کا عمل صالح اللہ عزوجل کو محبوب نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اور نہ راہ خدا میں جہاد؟ فرمایا اور نہ راہ خدا میں جہاد، مگر وہ کہ اپنی جان و مال لے کر نکلے پھر ان میں سے کچھ واپس نہ لائے۔

☆عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: مامن ايام احب الی الله تعالیٰ ان تعبد له فيها من عشر ذی الحجة، يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر (ترمذی: ص۹۲ ج۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کو عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسند نہیں۔ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر شب قیام شب قدر کے برابر ہے۔

☆عن ابی قتادة رضی الله تعالیٰ عنه قال: سئل رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عن صوم يوم عرفة، قال: يكفر السنة الماضية والباقية (مسلم: ص۳۶۷ ج۱)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا۔ فرمایا وہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆عن سهل بن سعد رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم من صام يوم عرفة غفر له ذنب سنتين متتابعين (الترغيب والترهيب للمنذری: ص۱۱۲ ج۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پورے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

☆عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: كان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: صيام يوم عرفة كصيام الف يوم (الدر المنثور للسيوطی: ص۲۳۱ ج۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے عرفہ کا روزہ ایک ہزار روزوں کے برابر ہے۔

یوم شک کا روزہ

☆عن صلة بن زفر رضی الله تعالیٰ عنه قال: كنا عند عمار بن ياسر رضی الله تعالیٰ عنهما، فاتی بشاة مصلية فقال: كلوا فتنحی بعض القوم، فقال: انی صائم، فقال عمار: من صام اليوم الذی شك فيه فقد عصی اباالقاسم (ترمذی: ص۸۷ ج۱)

حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان کے پاس بکری کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا۔ فرمایا کھاؤ۔ ایک صاحب علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے اور بولے میں روزہ دار ہوں۔ حضرت عمار نے فرمایا جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے حضور سید عالم ﷺ کے فرمان پر عمل نہ کیا۔

عام طور پر جس دن لوگ افطار کریں تم بھی افطار کرو

☆عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: الفطر يوم يفطر الناس، والاضحی يوم يضحی الناس (ترمذی: ص۸۸ ج۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دن افطار کرو جس دن لوگ عام طور پر افطار کریں اور اس دن قربانی کرو جس دن لوگ قربانی کریں۔

☆عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: فطركم يوم يفطرون، واضحاكم يوم يضحون (ابوداود: ص۳۱۸ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں اس دن افطار کرنا چاہیے جس دن لوگ افطار کریں اور اس دن قربانی کرو جس دن لوگ قربانی کریں۔

☆عن ابی هريرة رضی الله تعالٰى عنه عن النبیصلی الله عليه وسلم قال لاتختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالی ولاتخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الاان يكون فی صوم يصومه احدكم رواه مسلم .

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (صرف) جمعہ کی رات (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) کو قیام اللیل کے لئے مقرر نہ کرو اور جمعہ کا دن روزے کے لیے متعین نہ کرو الا یہ کہ کوئی شخص روزے رکھنے کا عادی ہو اور اس میں جمعہ آ جائے تو پھر جائز ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆عن ابی هريرة رضی الله تعالٰى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يصوم احدكم يوم الجمعة الا ان يصوم يوما قبله اويوما بعده رواه البخاری .

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”کوئی آدمی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے اگر رکھنا چاہے تو ایک دن پہلا یا پچھلا ساتھ ملا کے رکھے (یعنی جمعرات اور جمعہ کا یا جمعہ اور ہفتہ کا) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ہر ماہ ایام بیض کے روزے

☆عن ابی ذر الغفاری رضی الله تعالٰى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صام ثلثة ايام من كل شهر فذلك صوم

الدهر، فانزل الله عزوجل تصديق ذلك فی كتابه، من جاء بالحسنة فله عشر امثالها، فاليوم بعشر ايام (ابن ماجہ: ص۱۲۲ ج۱)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ایام بیض (ہر ماہ ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخوں) کے روزے رکھے اسے ہمیشہ روزہ دار رہنے کا ثواب ملے گا۔ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں اس کی تصدیق اس طرح نازل فرمائی جس نے ایک نیکی کی اس کو دس کا ثواب ملتا ہے تو ایک روزے کے عوض دس کا ثواب ملا۔

دوشنبہ، چہارشنبہ، پنج شنبہ اور جمعہ کے روزے

☆عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: من صام الاربعآء والخميس كتبت له براءة من النار (السنن الکبریٰ للبیہقی: ص۲۹۵ ج۴)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بدھ اور جمعرات کے روزے رکھے اس کے لئے جہنم سے آزادی ہے۔

☆عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالٰى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: من صام يوم الاربعآء والخميس والجمعة بنى الله له بيتافی الجنة، يرى ظاهره من باطنه، وباطنه من ظاهره (مجمع الزوائد: ص۱۹۹ ج۳)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روزے رکھے اس کے لئے جنت میں ایک محل ہے، جس کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا باہر سے نظر آئے گا۔

☆عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰى عنهما قال: قال رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من صام یوم الاربعآء ویوم الخمیس ویوم الجمعة، ثم تصدق یوم الجمعة بماقل من ماله غفرله کل ذنب عمله یصیر کیوم ولدته امه من الخطایا
(الترغیب والترہیب: ص ۱۲۶ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روزے رکھے پھر جمعہ کے دن اپنے قلیل مال سے صدقہ دیا تو اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے اور وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

☆عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من صام الاربعآء والخمیس والجمعة بنی اللہ له قصرا فی الجنة من لولو ء ویاقوت وزبرجد، وکتب له برأة من النار (الجامع الاوسط للطبرانی: ص ۸۷ ج ۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روزے رکھے اس کے لئے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زبرجد کا ایک محل ہے اور دوزخ سے آزادی۔

☆عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من صام یوم الجمعة کتب اللہ له عشرة ایام، عددهن من ایام الاخرة لاتشاکلهن ایام الدنیا (کنزالعمال: ص ۵۶۱ ج ۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس دن کے روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ان دس ایام کا شمار آخرت کے ایام کے اعتبار سے ہوگی جو دنیا کے دنوں کی طرح نہیں۔

☆عن مسلم القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنه عن ابیه قال: سألت

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عن صیام الدهر، فقال: ان لاهلك علیك حقا، صم رمضان والذی یلیه، وکل اربعآء وخمیس، فاذن انت قدصمت الدهر وأفطرت (ابوداؤد: ص ۳۳۰ ج ۱)

حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے ہمیشہ روزہ دار رہنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا نہیں کیونکہ تمہارے اہل خانہ کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا تم رمضان المبارک اور اس سے متصل عید کے بعد روزے رکھو اور بدھ و جمعرات کے روزے رکھ لو تو گویا تم ہمیشہ روزہ دار ہی رہے اور افطار بھی کرتے رہے۔

ہفتہ کا روزہ

☆عن عبداللہ بن بسر عن اخته رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: لاتصوموا یوم السبت الافیما افترض علیکم فان لم یجد کم الالحاء عنبة اوعود شحرة فلیمضغه (ترمذی: ص ۹۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ اپنی بہن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صرف ہفتہ کا روزہ نہ رکھو مگر جب تم پر کسی وجہ سے فرض ہو اور اگر تم سے کسی کو انگور کے چھلکے یا درخت کی لکڑی کے سوا کچھ نہ ملے تو اسی کو چوس لو۔

چونکہ ہفتہ اہل کتاب کی عید کا دن تھا اس لیے حضور علیہ السلام نے ان کی مخالفت کے لیے ہفتہ کے ساتھ جمعہ یا اتوار کو ملا کر روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

پیر اور دیگر دنوں کے روزے:

☆عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی

Scanned with CamScanner

وانا صائم رواه الترمذی ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ کے ہاں پیش کیے جائیں تو میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆عن عائشة (رضی الله تعالٰی عنها) قالت كان رسول الله ﷺ يصوم من الشهر السبت والاحد والاثنين ومن الشهر الاخر الثلاثاء والاربعاء والخميس رواه الترمذی ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کسی مہینے اتوار اور سوموار کو روزے رکھتے اور کسی مہینے منگل، بدھ اور جمعرات کو رکھتے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆عن ابی قتادة رضی الله عنه قال سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم الاثنين فقال فيه ولدت وفيه انزل علی ۔ رواه مسلم ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا کیا گیا اور اس دن مجھ پر قرآن کا نزول شروع ہوا۔

سفر میں روزہ:

دوران سفر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول رمضان کے روزوں کے بارے میں کچھ اس طرح رہا ہے کہ روزہ رکھنا، نہ رکھنا اور چھوڑنا اور پھر اس کی قضا کرنا بھی ثابت ہے۔ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو الاسلمی نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا اصوم فی السفر (وکان کثیر الصیام) فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ (یہ صحابی بہت روزے رکھنے والے تھے) حضور ﷺ نے فرمایا چاہے رکھ لے یا نہ رکھ۔

معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ مسافر کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ عام حالات میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے تاکہ عام مسلمانوں کی موافقت بھی ہو جائے اور رمضان شریف کے بعد قضا کا بوجھ بھی سر سے اتر جائے۔

ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ جن لوگوں کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے (مسافر، بیمار، بوڑھے وغیرہ) ان کو بھی رمضان شریف کی بے حرمتی کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے کہ اعلانیہ کھائیں یا سگریٹ پئیں یہی حکم حبلی، (حاملہ عورت) مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) اور حیض ونفاس والی عورت کا ہے۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ ہو کر رمضان کے سولہ دن گزر جانے کے بعد جہاد کیا۔

فمنا من صام ومنا من افطر فلم يعب الصائم على المفطر ولا المفطر على الصائم (مسلم، مشکوٰۃ)

ہم میں سے بعض روزے دار تھے اور بعض نے روزہ نہ رکھا ہوا تھا لیکن نہ تو روزے داروں نے بے روزوں کو کوئی عیب لگایا اور نہ ہی بے روزوں نے روزے داروں پر کوئی الزام دھرا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک سفر کے دوران لوگوں کا رش دیکھا کہ لوگ ایک روزے دار پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لیس من البر الصوم فی السفر (متفق علیہ) سفر میں (ایسے شخص کا) روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے (سفر کی وجہ سے) نہیں رکھا ہوا تھا۔ شدید گرمی بھی تھی۔ ہم ایک جگہ اترے تو روزے دار تو (نڈھال ہو کر) آرام کرنے کے لئے گر گئے اور جن کا روزہ نہ تھا وہ قائم رہے۔ انہوں نے ہی خیمے نصب کیے، اونٹوں کو پانی پلایا اس

Scanned with CamScanner

پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذهب المفطرون اليوم بالاجر (متفق علیہ)

آج روزہ نہ رکھنے والا اجر لے گیا

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور راستے میں روزے رکھتے گئے لیکن جب مقام عسفان پر پہنچے تو آپ نے پانی منگوایا اور ہاتھ میں لے کر لوگوں کو دکھانے کے لئے بلند کیا۔ پس اس طرح آپ مکہ پہنچنے تک روزہ نہ رکھتے رہے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا۔ پس جو چاہے رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کے بارے میں روایت ہے انه شرب بعد العصر ۔ یہ واقعہ عصر کے بعد کا ہے۔ مطلب اس حدیث کا یہ نہیں کہ حضور ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا اور عصر کے بعد سب کے سامنے توڑ دیا بلکہ آپ ﷺ نے اس دن سے روزہ نہ رکھنا شروع کیا۔ اور اس کا اظہار بعد نماز عصر اس طرح فرمایا جو بیان ہوا اور اس طرح آپ کا پانی پینا شرعی مسئلہ کی تبلیغ کے لئے تھا نہ کہ رمضان شریف کی بے حرمتی کے لئے۔

اس حدیث کے تحت مرقات میں ہے کہ جنگ بدر اور فتح مکہ کے لئے سفر کے علاوہ رمضان شریف میں حضور ﷺ کا سفر کرنا ثابت نہیں ہے (مراۃ ص ۱۷۱ ج ۳)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ان الله وضع عن المسافر شطر الصلوٰة والصوم عن المسافر وعن المرضع والحبلى (ترمذی، مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کر دی اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ معاف فرما دیا۔

☆ حضرت ابن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا من كان له حمولة تاوى الى شبع فليصم رمضان حيث ادركه (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

جس کے پاس سواری ہو اور وہ بسہولت منزل پر پہنچ سکتا ہو تو وہ رمضان شریف کے روزے رکھے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اور روزے رکھتے رہے اور مقام کراع پر پہنچے تو بعض لوگوں نے روزہ رکھ لیا پھر حضور ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور لوگوں کو دکھا کر نوش فرمایا اور اس کے بعد عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے (پھر) روزہ رکھ لیا ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اولئك العصاة اولئك العصاة ۔ وہ گناہ گار ہیں، وہ گناہ گار ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

صحابہ کرام کا یہ عمل اجتہاد کی بناء پر تھا جو اس موقع پر جائز نہ تھا کہ حضور ﷺ سامنے موجود تھے دوسرا وہ یہ سمجھے کہ اس سے پہلے تو حضور ﷺ کی طرف سے سفر میں روزہ کی اجازت تھی اور آج بھی آپ نے منع تو نہیں فرمایا اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ گناہ گار ہیں اس وجہ سے تھا کہ آج روزہ نہ رکھنا سنت تھا لہٰذا ان کی گناہ کی نیت تھی اور نہ اس پر وہ قائم رہے تھے اور فسق کے لئے یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں اور ان کو گناہ گار فرمانا سرکار کی موجودگی میں اجتہاد کرنے کی بناء پر تھا۔

☆ حضرت حمزہ بن عمر الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ میں سفر میں روزہ رکھنے کی اپنے اندر طاقت پاتا ہوں تو کیا مجھ پر گناہ تو نہ ہوگا اگر میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟

قال هي رخصة من الله عزوجل فمن اخذبها فحسن ومن احب ان يصوم فلا جناح عليه (مسلم، مشکوٰۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اللہ کی طرف سے رخصت ہے جو قبول کرے تو اچھا ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دفعہ سخت گرمی میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلے ہر آدمی نے اپنے سر کو (گرمی سے بچانے کیلئے ڈھانپا ہوا تھا)

Scanned with CamScanner

وما فینا صائم الاما کان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابن رواحۃ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کا روزہ نہ تھا۔

یاد رہے! سفر میں روزہ نہ رکھنے کی تو اجازت ہے لیکن روزہ رکھ کر توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ دوران سفر جس روزہ دار پر لوگ سایہ کئے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش تھے ان کے بارے میں حضور ﷺ نے یہ تو فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے لیکن ان کو روزہ توڑنے کا حکم نہ دیا۔ باقی رہا نیکی نہیں ہے تو اس لئے کہ ایسا شخص اپنے رفقاء کے لئے بوجھ بن جاتا ہے لیکن سفر اگر آسان ہو تو روزہ رکھ لینے میں کیوں نیکی نہیں ہے جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

اور (اے مریضو اور مسافرو! رخصت کے باوجود) اگر تم روزہ رکھ لو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ہاں دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہو تو حکم ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ کی طرف سفر کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ اترے تو حضور ﷺ نے فرمایا **انکم قد دنوتم من عدوکم والفطر اقوی لکم** تم دشمن کے قریب آ گئے ہو۔ روزہ نہ رکھنا تمہاری طاقت کے لئے بہتر ہے اور جس دن دشمن کے مقابلہ میں جانا تھا آپ نے فرمایا **انکم مصبحوا عدوکم بالفطر اقوی فافطروا** (مسلم)

تم کل صبح دشمن کا مقابلہ کرنے والے ہو، روزہ نہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ قوت کا سبب بنے گا۔

ورنہ تو حدیث شریف میں ہے **کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر و لاسفر** (نسائی، مشکوۃ ص۱۸۰)

حضور علیہ السلام سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

بھول کر کھا پی لیا تو……:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے روزے کی حالت میں بھولے سے کچھ کھا پی لیا اس کا روزہ قائم ہے اور جو کھایا پیا ہے۔ **فانما اطعمہ اللہ وسقاہ** (بخاری و مسلم) وہ تو اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

فانما ھو رزق ساق اللہ الیہ (دار قطنی)

اس کو یہ رزق اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے۔

فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ نہ اس پر قضا ہے نہ کفارہ (ایضاً) **واسنادہ صحیح۔**

☆ ایک صحابیہ حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں او حضرت ذوالیدین (صحابی رسول ﷺ) نے حضور ﷺ کے ساتھ کھانا تناول کرنا شروع کر دیا اور روزہ یاد نہ رہا۔ جب روزہ یاد آیا تو میرا ہاتھ وہیں رک گیا اور میں نے عرض کیا میں تو روزے سے تھی لیکن بھول کر کھا لیا۔ اس پر حضرت ذوالیدین نے کہا **الان بعد ماشبعت** ؟ اب سیر ہونے کے بعد روزہ یاد آیا؟

حضور ﷺ نے فرمایا **اتمی صومک فانما ھو رزق ساقہ اللہ الیک**
(مجمع الزوائد، مسند احمد)

اپنا روزہ مکمل کر لینا یہ رزق تو تجھے اللہ نے دیا ہے۔

روزے کی قضا:

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا **من ادرک رمضان وعلیہ من رمضان شئی لم یقضہ فانہ لایقبل منہ حتی یصومہ** (مجمع الزوائد: ص۳۹ ج۳)

جو اگلا رمضان آنے سے پہلے پہلے پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کرے اس کی کوئی شئی (عبادت) قبول نہیں جب تک کہ قضا نہ کرے۔

اور اگر اگلے رمضان تک قضا نہ کر سکا تو ساری زندگی میں جب بھی موقع ملے جتنا جلدی ہو سکے قضا کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نسوانی عارضے کی وجہ سے جو میرے روزے رہ

جاتے میں ان کو شعبان میں قضا کر لیتی (بخاری)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سفر وغیرہ کی وجہ سے اگر حضور ﷺ کا روزہ رہ جاتا تو قضا فی عشر ذی الحجة (الطبرانی) آپ ﷺ اس کی قضا ذی الحجہ کے عشرے میں فرماتے۔

☆ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کے اولیاء فدیہ ادا کر کے اس کے روزوں کی قضا کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں اور جن احادیث میں یہ ہے کہ مرحوم کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے ان سے بھی یہی مراد ہے یعنی فدیہ کو قائم مقام روزہ رکھنے کے قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لاتصوموا موتاکم واطعموا عنهم اپنے مرحومین کی طرف سے روزہ رکھنے کی بجائے ان کی طرف سے (مساکین کو) کھانا کھلاؤ۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لایصل احد عن احد ولا یصم احد عن احد نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے (امام نسائی نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے) اور اس پر اجماع ہے کہ عبادات بدنیہ (نماز، روزہ) کوئی کسی کی طرف سے نہیں کر سکتا۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے لو جاز ان یصوم احد عن احد فی الصوم لجار ان یصلی الناس من الناس (ج ۱۱ ص ۶۰)

اگر ایک دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہوتا تو نماز پڑھنا بھی جائز ہوتی (حالانکہ نماز کا قائل تو کوئی نہیں)

اخلاقی تربیت میں روزے کا حصہ (ایک مقالہ):

قدرت نے انسان کو گوناگوں صلاحیتوں سے نوازا ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے تاہم آسانی کے لئے ہم ان کو تین طاقتوں میں تقسیم کرتے ہیں

(۱) قوت عقلیہ (۲) قوت شہویہ (۳) قوت غضبیہ۔

ان تینوں قوتوں کے کرشمے ہلاکتیں اور علاج ملاحظہ ہوں۔

☆ آج کے مادی دور میں ہمیں جو نت نئی ایجادات نظر آ رہی ہیں یہ قوت عقلیہ کے کرشمے ہیں۔ موٹر گاڑی، جہاز، ٹیلی فون، ریڈیو، بجلی کے استعمالات، تعمیرات، طب، مشینری، سٹیشنری، لباس، رہن سہن، تعلیم، رسل و رسائل، صنعت، تجارت اور سامان ضرب و حرب وغیرہ میں جو ترقی اس صدی میں ہوئی اور ہر شعبہ زندگی جس تیز رفتاری سے آگے بڑھا اس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایک صدی پیچھے چلے جائیں تو یہ امور خواب و خیال میں بھی نہ آ سکیں گے لیکن آج یہی حقائق ہیں جن سے صرف نظر ممکن نہیں۔ بلاشبہ جدید علوم و فنون نے دنیا کی کایا پلٹ دی ہے۔

☆ اور ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے لیکن اس ترقی نے جہاں دنیا کو ہر میدان میں بے شمار سہولتیں میسر کیں وہاں اسی ترقی نے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، نیپام بم، زہریلی مہلک گیسیں بھی دیں اور ایسے مہلک ہتھیار دیئے کہ دو چار چل جائیں تو دنیا کی تمام چہل پہل ختم ہو جائے۔ انسانی تمدن نے صدیوں کی محنت سے جو مقام حاصل کیا وہ لمحوں میں تباہ ہو جائے۔ طب، صنعت اور مواصلات و توانائی کے تمام ذخیرے چند ثانیوں میں نیست و نابود ہو جائیں۔ تیر و تلوار کی جنگوں نے صدیوں میں انسانوں کا اتنا خون نہیں بہایا جتنا عقل انسانی کی جدید دریافت ایٹم بم نے، حالانکہ ایٹمی طاقت قدرت کا عظیم عطیہ ہے۔ اس کو صنعت، طب، حرفت، تعمیرات، زراعت اور دوسرے شعبوں میں استعمال کر کے مخلوق خدا کی بہبود کی ہزاروں صورتیں نکالی جا سکتی ہیں مگر افسوس شیطانی ہاتھوں نے اس کو تباہی کا ہتھیار بنا دیا۔

اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ انسانوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے۔ جن کے ہاتھوں میں یہ جدید ترین طاقت ہو ان کے سینوں میں پتھروں سے سخت دلوں کو انسانی جذبہ محبت سے سرشار کیا جائے تاکہ تعصبات کے مارے ہوئے ان پتھروں کی جگہ سینوں میں مخلوق خدا کی محبت سے پگھلنے والے دل پیدا ہوں اور یہ مقصد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے سوا کہاں مل سکتا ہے؟ لہٰذا قوت عقلیہ کی تربیت صرف احکامات نبویہ سے ہو سکتی ہے۔

☆ اس کے بعد قوت شہویہ کی طرف آئیں تو پھول کے رنگ و بو سے، چشموں کی سریلی آوازوں، باغوں اور لہلاتے کھیتوں سے، قوس قزح کے رنگوں سے، اچھی صورتوں سے

Scanned with CamScanner

کس کو پیار نہیں؟ یہ بات چنداں معیوب نہیں اس کا تعلق قوت شہویہ سے ہے۔ اسی قوت سے بیوی اور بچوں سے پیار ہوتا ہے' اچھے مکانوں' اچھے لباسوں اور اچھے کھانوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں انسان محنت کرتا اور نت نئی چیزیں ایجاد کرتا رہتا ہے جس سے معاشرہ ارتقاء پذیر رہتا ہے لیکن یہی قوت شہویہ اگر بے قابو ہو جائے تو بدکاری' بے حیائی اور برائیوں کو جنم دیتی ہے۔

کسی کی ماں' بیٹی' بہن یا کسی اور عزیزہ کو کوئی بری نگاہ سے دیکھے' کسی کی عزت پر حملہ کرے' کسی کے بزرگوں کی توہین کرے' کسی کی حق تلفی کرے تو انسان کی قوت غضبیہ جوش میں آتی ہے اور انسان کو مرنے مارنے پر آمادہ کر دیتی ہے اور یہ سب کچھ عین فطرت کے مطابق اور بجا ہے۔ یہ تو ہے قوت غضبیہ کا مثبت پہلو۔ اسی سے انسان اپنی عزت نفس' اپنی آزادی اور اپنے روحانی و مادی مقاصد کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ نہ ہو تو انسان بے غیرت' کمزور اور غلام بن جائے لیکن اس قوت کا ایک منفی پہلو بھی ہے جس کے تحت انسان معمولی باتوں پر غصے میں آ جاتا ہے اور ایسے ایسے غلط یا ظالمانہ اقدامات کر بیٹھتا ہے جن پر انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔

آج کی دنیا میں قدم قدم پر اس کے آثار ملتے ہیں۔ کشمیر' افغانستان' فلسطین' بوسنیا' بھارت اور برما میں جس طرح صرف مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اور دنیا میں امن امن کی رٹ لگانے والے جس طرح ان مظالم سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں یہ قوت عقلیہ' شہویہ اور غضبیہ کے منفی پہلو ہیں۔ جس طرح قوت عقلیہ کو صحیح راستہ پر لانے کیلئے اچھی تعلیم و تربیت ضروری ہے اسی طرح قوت غضبیہ و شہویہ کو مکمل کنٹرول کرنے اور ان کو حد اعتدال پر رکھنے کے لئے روزے سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ جب انسان کا پیٹ کھانے پینے سے خالی ہو' رات کو قیام اور دن کو صیام کی صورت میں قوت غضبیہ و شہویہ کو نکیل ڈال دی جائے تو ان ہر دو قوتوں کے منفی اثرات سے معاشرے کو بچایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی عبادات سمجھ کر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

(استاذ محترم مفتی عبدالقیوم خان کی فلسفہ صوم پر ایک نایاب تحریر)

ماہِ رمضان اور معمولاتِ نبوی ﷺ:

نبی اکرم ﷺ ایسے بے شمار کام بطور عبادت رمضان پاک میں سرانجام دیا کرتے تھے جو عموماً غیر رمضان میں ہو ہی نہیں سکتے تھے (مثلاً تراویح' اعتکاف' شب قدر کی تلاش اور صدقۂ فطر کی ادائیگی) یا ہو سکنے کے باوجود (جس قدر ان کو رمضان میں اہتمام سے ادا فرماتے اتنے اہتمام سے غیر رمضان میں ادا نہ فرماتے مثلاً کثرت عبادت کے لئے بستر لپیٹ دینا' سحری وافطاری کا اہتمام' سحری میں تاخیر اور افطاری میں تعجیل' تلاوت قرآن پاک وغیرہ۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی معمولات تھے جو آپ ﷺ رمضان شریف میں اپناتے جن میں سے کئی ایک دیگر عنوانات کے ضمن میں بیان ہو چکے اور کچھ اب بیان کیے جاتے ہیں کیونکہ رمضان شریف کا آغاز چاند کے دکھائی دینے پر یا پھر شعبان کے تیس دن مکمل ہونے پر ہوتا ہے اس لئے رویت ہلال کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے اس موضوع کا آغاز کرتے ہیں اور اس میں صرف احادیث بمعہ ترجمہ لکھی جائیں گی تاکہ سلسلہ طویل نہ ہو۔

صوم وافطار اور رویت ہلال:

☆عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته (بخاری ص ۲۵۶ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

☆عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثين (ایضا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

☆عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لاتقدموا الشھر حتی تروا الھلال أوتکملوا العدة، ثم صوموا حتی تروا الھلال أوتکملوا العدة

(ابوداؤد: ص ۳۱۸ ج ۲)

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاند دیکھے بغیر کسی مہینے سے آگے نہ بڑھو یا تیس کی گنتی پوری کرلو پھر روزہ چاند دیکھ کر ہی رکھو یا گنتی پوری کرو۔

قیامت کے قریب چاند پھولے ہوئے نکلیں گے:

☆عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من اقتراب الساعة انتفاخ الاھلة

(الجامع الصغیر للسیوطی ص ۲۰۳ ج ۲)

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرب قیامت کی علامت یہ ہے کہ چاند پھولے ہوئے نکلیں گے۔

☆عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من اقتراب الساعة ان یری الھلال قبلا ویقال ھو للیلتین (ایضا)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا دو رات کا ہے۔

چاند کے لئے اندازہ بیکار ہے:

☆عن ابی البختری سعید بن فیروز رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خرجنا للعمرة، فلما نزلنا ببطن نخلة قال: ترأینا الھلال فقال بعض القوم: ھو ابن ثلاث، وقال بعض القوم: ھو ابن لیلتین، قال: فلقینا ابن عباس، فقلنا: انا رأینا الھلال، فقال بعض القوم ھو ابن

ثلاث، وقال بعض القوم: ھو ابن لیلتین، فقال: ای لیلة رأیتموہ؟ قال: قلنا: لیلة کذا وکذا، فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدہ للرؤیة، فھو للیلة رأیتموہ (مسلم: ص ۳۴۸ ج ۱)

حضرت ابوالبختری سعید بن فیروز ؓ سے روایت ہے کہ ہم عمرہ کو چلے۔ جب بطن نخلہ میں اترے تو چاند دیکھا۔ کوئی بولا تین رات کا ہے، کوئی بولا دو رات کا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے ملے ان سے عرض کی کہ ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے تین شب کا ہے کوئی دو شب کا بتاتا ہے۔ انہوں نے ہم سے پوچھا: تم نے کس رات چاند دیکھا ہے ہم نے کہا فلاں شب فرمایا حضورت نبی کریم ﷺ نے اس کا مدار رویت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔

رمضان کے لئے شعبان کے چاند کی حفاظت کرو:

☆عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: احصوا ھلال شعبان لرمضان (ترمذی: ص ۸۷ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان کے لئے شعبان کے چاند کی حفاظت کرو۔

نیا چاند دیکھ کر کیا دعا پڑھیں؟:

☆عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رأی الھلال قال: اللہ اکبر الحمد للہ ولا حول ولاقوة الا باللہ، اللھم! انی اسئلک خیر ھذا الشھر، واعوذبک من شر القدر ومن سوء الحشر (مسند احمد: ص ۳۵۰ ج ۶)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ پڑھتے۔ اللہ اکبر الحمد للہ ولاحول ولاقوة الا باللہ، اللھم! انی اسئلک خیر ھذا الشھر، واعوذبک من شر القدر ومن

Scanned with CamScanner

سوءِ الحشر۔

☆عن طلحة بن عبید الله رضی الله تعالیٰ عنه قال: ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذرأی الهلال قال: اللهم! اهله علینا بالامن والایمان، والسلامة والاسلام، ربی وربك الله (المعجم الکبیر للطبرانی: ص۳۱۷ ج۴)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اللهم! أهله علینا بألامن والایمان، والسلامة والاسلام، ربی وربك الله۔

☆عن رافع بن خدیج رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذرأی الهلال قال: هلال خیر ورشد، ثم قال: اللهم انی اسئلك من خیر هذا، ثلاثا، اللهم انی اسئلك من خیر هذا الشهر وخیر القدر و اعوذبك من شره، ثلاث مرات (ایضا: ص۲۷۶ ج۴)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے بھلائی اور ہدایت کا چاند۔ پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللهم انی اسئلك من خیر هذا تین مرتبہ پڑھتے۔ اللهم! انی اسئلك من خیر هذا الشهر و خیر القدر واعوذ بك من شره تین مرتبہ۔

☆عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا رأی الهلال قال: اللهم اهله علینا بالیمن والایمان والسلامة والاسلام، والتوفیق لما تحب وترضی، ربنا وربك الله (مجمع الزوائد: ص۱۳۹ ج۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو پڑھتے اللهم علینا بالیمن والایمان والسلامة والاسلام،

والتوفیق لما تحب وترضی، ربنا وربك الله۔

☆عن حدیر السلمی رضی الله تعالیٰ عنه مرسلاً قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا رأی الهلال قال: اللهم! ادخله علینا بالامن والایمان، والسلامة والاسلام، والسکینة والعافیة والرزق الحسن (کنز العمال: ص۷۸ ج۷)

حضرت حدیر سلمی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اللهم! ادخله علینا بالامن والایمان، والسلامة والاسلام، والسکینة والعافیة والرزق الحسن۔

☆عن عبدالله بن مطرف رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا رأی الهلال قال: هلال خیر و رشد، الحمد لله الذی ذهب بشهر کذا وجاء بشهر کذا، اسالك من خیر هذا الشهر ونوره وبرکته وهداه وطهوره ومعافاته (ایضا: ص۷۹ ج۷)

حضرت عبداللہ بن مطرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب نیا چاند دیکھتے تو مذکورہ فی الحدیث دعا پڑھتے:

☆عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا نظر الی الهلال قال: اللهم! اجعله هلال یمن ورشد، آمنت بالله الذی خلقك فعدلك، فتبارك الله احسن الخالقین (ایضا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو پڑھتے اللهم اجعله هلال یمن ورشد، آمنت بالله الذی خلقك فعدلك، فتبارك الله احسن الخالقین۔

☆عن علی رضی الله تعالیٰ عنه کان اذا رأی الهلال یقول: اللهم

ارزقنا خیرہ ونصرہ وبرکتہ وفتحہ ونورہ ونعوذ بك من شرو شر ما بعدہ (المعجم الکبیر للطبرانی)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم ارزقنا خیرہ ونصرہ وبرکتہ وفتحہ ونورہ ونعوذبك من شرو شر ما بعدہ .

چاند دیکھ کر اللہ کی پناہ چاہو:

☆عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: قال لي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ياعائشة! استعيذي بالله من شر هذا، فان هذا هو الغاسق اذا وقب (ترمذی: ص ۱۷۲ ج ۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اس کے شر سے، کہ یہ ہی ہے وہ اندھیری ڈالنے والا جب ڈوبے یا گہنائے۔

یعنی قرآن کریم میں جس غاسق کا ذکر فرمایا: ومن شر غاسق ' اور اس کے شر سے مانگنے کا حکم آیا اس سے یہ چاند ہی مراد ہے (فتاویٰ رضویہ: ۴/۵۷۴)

مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے:

☆عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: انا امة امية، لانكتب ولانحسب، الشهر هكذا، وهكذا، وعقد الابهام في الثالثة، والشهر هكذا، وهكذا، وهكذا، يعني تمام ثلثين (بخاری: ص ۲۵۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم ایسی امت ہیں، نہ لکھیں، نہ حساب کریں، مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے۔ تیسری دفعہ انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس اور مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے اور ہر بار انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس۔

رمضان اکثر انتیس دنوں کا ہوتا ہے:

☆سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صمنا مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تسعا وعشرين اكثر مماصمنا معه ثلثين (ابوداؤد: ص ۳۱۸)

ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ تیس کی نسبت انتیس روزے زیادہ تر رکھے ہیں (کیونکہ شعبان کا مہینہ تیس کا ہو اور عید انتیس روزوں کے بعد ہو تو عموماً زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خوشی کا اہتمام فرماتا ہے)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

عام طور پر لوگ اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ رویت ہلال والے ایک روزہ کھا گئے ہیں حالانکہ نہ کسی کو رمضان کا چاند دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی عید کا تو پھر یہ کہنے کا کیا جواز ہے؟ ایسا کہنے والوں کو اگر یہ کہا جائے کہ کیا تم لوگ اپنے ایک ایک روزے کو ضائع کرنے کا گناہ اپنے سر لے سکتے ہو؟ تو کہیں گے نہیں ہم تو ایسا تصور بھی نہیں کر سکتے تو جب تم صرف اپنا ایک روزہ ضائع کرنے کا گناہ اپنے سر نہیں لے سکتے تو رویت ہلال والے پورے ملک کا روزہ ضائع کرنے کا گناہ بھی اپنے ذمہ لینے سے رہے۔ ظنوا بالمومنين خيرا (الحديث) ''اہل ایمان کے بارے میں اچھا گمان رکھو'' کیونکہ ان بعض الظن اثم (القرآن) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مہینے مسلسل ۲۹ کے نہیں ہوتے:

☆عن ابي بكرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: شهر ان لاينقصان، شهر عيد رمضان وذو الحجة (مسلم: ص ۳۴۹ ج ۱)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو مہینے ناقص نہیں ہوتے۔ دونوں عید کے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کے تحت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

بعض علماء نے اس کے یہ معنی لئے ہیں کہ دونوں مہینے ایک سال میں ۲۹ کے نہیں ہوتے صحیح بخاری میں ہے۔

"قال محمد: لایجتمعان کلاھما ناقص" دونوں ۲۹ کے نہیں ہوتے۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"لاینقصان معافی سنة واحدة شھر رمضان وذوالحجة، ان نقص احدھما تم الآخر"

دونوں ایک ہی سال میں ۲۹ کے نہیں ہوتے۔ اگر ایک ۲۹ کا ہوگا تو دوسرا پورے تیس کا ہوگا۔

ان اقوال کی مؤید وہ حدیث ہے جو بطریق زید بن عقبہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

☆عن سمرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: شھرا عید لایکونان ثمانیة وخمسین یوما (فتح الباری للعسقلانی: ص۱۲۵ ج۴)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عید کے دونوں مہینے ۵۸ دن کے نہیں ہوتے۔

بایں ہمہ محققین کے نزدیک اس سے اکثری واغلبی حکم مراد ہے نہ کہ دائمی وابدی، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قدو جدنا ھما ینقصان معافی اعوام"

ہم نے برسوں دیکھا کہ یہ دونوں مہینے سال میں ۲۹ کے ہوئے۔

باوجود اس کے حدیث اول کے تو عمدہ معانی علماء نے بیان فرمائے اور تحقیق روشن یہ ہی ہے کہ اس کا ثواب نہیں گھٹتا۔ اگرچہ گنتی میں پورے نہ ہوں اور حدیث کی صحت معلوم نہیں۔ اگر صحیح ہو تو بعض رواۃ سے اپنی فہم کی بناء پر نقل بالمعنی محتمل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بالجملہ عرض یہ ہے کہ ایسے تجربات کا دائمی ہونا ضروری نہیں اور دائمی ہوں بھی تو احکام شرع کا اس پر مدار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، واللہ الھادی، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدالمرسلین محمد و آله وصحبه اجمعین (فتاویٰ رضویہ ۴/۵۸۴)

پورا رمضان عبادت میں گزارنا:

فضائل اوقات میں امام بیہقی نے اور جامع صغیر میں امام جلال الدین سیوطی علیہما الرحمۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل ہے کہ رمضان شریف کی آمد پر حضور ﷺ کا معمول یہ ہوتا کہ:

کان اذا دخل رمضان شدمئزرہ ثم لم یات فراشه حتی ینسلخ

(حدیث نمبر ۶۶۸۰، الجامع الصغیر للسیوطی)

رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتے ہی آپ ﷺ عبادت کے لئے کمر کس لیتے اور ختم ہونے تک بستر کے قریب نہ آتے۔

یہی معمول مبارک آپ ﷺ کا رمضان شریف کے آخری عشرے میں حدیث کی معتبر کتابوں میں بیان ہوا ہے۔

مثلاً صحیح مسلم باب الاجتہاد فی العشر الاواخر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

کان رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم) یجتهد فی العشر الاواخر مالایجتهد فی غیرہ۔

آپ ﷺ رمضان پاک کے آخری عشرہ میں اتنی زیادہ محنت فرماتے کہ جتنی باقی دو عشروں میں نہ فرمائی ہوتی۔

مسلم شریف ہی میں ہے وجد وشد المئزر (باب الاعتکاف)

آپ ﷺ (آخری عشرہ میں) کمر کس لیتے اور خوب محنت فرماتے۔

شد المئزر اصطلاحی الفاظ ہیں جن کا معنی خوب محنت کرنا ہے (نہ کہ کپڑے یا رسی سے کمر کو باندھنا) (شرح مسلم للنووی: ص۳۷۲ ج۱، فیض القدیر: ج۵ ص۱۳۲)

مسند احمد میں ہے کہ رمضان شریف کے پہلے دو عشرے تو آپ ﷺ نیند بھی فرماتے

اور نماز بھی ادا کرتے ۔ فاذا جاء العشر شمر وتشد المئزر جبکہ آخری عشرے میں صرف نماز وعبادت رہ جاتی اور آرام کو آرام کرنے دیتے۔ (مفہوم عبارت' مسند احمد ص ۱۴۶ ج ۶)

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ الحلیہ میں لکھتے ہیں کہ رمضان کی چوبیس تک تو آپ قیام و آرام دونوں کرتے۔

فاذا کان اربعا وعشرین لم یذق غمضا (ص ۳۰۶ ج ۶)

جب چوبیس تاریخ آتی تو نیند کو چکھنا بھی پسند نہ فرماتے۔

لطائف المعارف میں اسی منظر کو ان لفظوں میں بیان فرمایا گیا۔

احی اللیل کلہ ۔ آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے کی تمام راتوں کو زندہ رکھتے یعنی بیدار رہتے (ص ۳۳۹)

اور نہ صرف خود بلکہ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

احی لیلہ وایقظ اہلہ (مسلم' باب الاجتہاد فی العشر)

اور صرف بیوی کو ہی نہیں بلکہ کل صغیر و کبیر یطیق الصلوٰۃ

(مسند احمد: ص ۳۳۳ ج ۱' فتح الباری: ص ۲۱۸ ج ۴)

ہر چھوٹے بڑے کو جو نماز پڑھ سکتا ہوتا۔

سائل کو عطا کرنا' قیدیوں کو رہا کرنا:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ اذا دخل شہر رمضان اطلق کل اسیر واعطی کل سائل (مشکوٰۃ: ص ۱۷۴)

جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو حضور ﷺ ہر قیدی (جس کے ذمہ کوئی حق اللہ یا حق العباد ہوتا نہ کہ کفار قیدی کہ ان کا چھوڑنا فتنے کا باعث ہے) کو آزاد فرما دیتے اور ہر سوالی کو (معمول سے زیادہ) عطا فرماتے۔

امام مناوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وفیہ ندب عتق الاساری عند اقبال رمضان والتوسعة علی الفقراء

والمساکین (فیض القدیر: ص ۱۳۲ ج ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف کی آمد پر (مذکورہ نوعیت کے) قیدیوں کو رہا کر دینا اور فقراء و مساکین پر زیادہ خرچ کرنا مستحب ہے۔

مسجد قبا میں تشریف لے جانا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبا صبیحة سبع عشرة من رمضان ای یوم کان (اتحاف: ص ۲۰۳)

حضور ﷺ کا رمضان شریف میں ایک یہ بھی معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ سترہ رمضان المبارک کو مسجد قبا تشریف لے جاتے چاہے سترہ رمضان کو کوئی سا دن ہوتا۔

یاد رہے کہ ویسے تو حضور ﷺ ہر ہفتے کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے مگر آپ ﷺ کا خاص سترہ رمضان کو جانا معمولات رمضان میں سے ہے۔

صلوٰۃ التراویح' کا معمول مبارک:

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمیں قیام رمضان کی بہت ترغیب دیتے لیکن اس سلسلہ میں کوئی تاکیدی حکم نہ فرماتے تھے اور آپ فرماتے:

''من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ''

جس نے رمضان (کی راتوں) میں ایمان کی حالت میں' ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پہلے (گزشتہ) گناہ معاف کر دیئے گئے پھر حضور ﷺ کے وصال اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے زمانۂ خلافت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک تراویح کا معاملہ اسی طرح چلتا رہا (مسلم: ص ۲۵۹ ج ۱)

تمام تراویح صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں

☆ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

Scanned with CamScanner

بتایا کہ ایک مرتبہ (رمضان کی) رات میں حضور ﷺ گھر سے مسجد تشریف لائے۔ آپ نے مسجد میں نماز ادا کی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے بھی نماز ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رات کی نماز کا ذکر کیا چنانچہ دوسری رات ہوئی تو اس میں پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ صبح پھر رات کی نماز کا تذکرہ ہونے لگا چنانچہ تیسری رات کو لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ لوگوں نے نماز ادا کی۔ جب چوتھی رات آئی تو نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہو گئی لیکن اس رات حضور ﷺ نماز فجر کے وقت تشریف لائے اور فجر کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا:

فانه لم يخف علی مکانکم لکنی خشيت ان تفرض عليکم فتعجزوا عنها فتوفی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم والامر علی ذلك (بخاری: ص۲۶۹ ج۱، مسلم: ص۲۵۹ ج۱)

تمہارا یہاں جمع ہونا میرے اوپر پوشیدہ نہیں رہا لیکن مجھے ڈر لگا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے اور پھر تم اس کو ادا کرنے سے عاجز رہو۔ حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور معاملہ اسی طرح رہا۔

سیدنا عمر فاروق ؓ کا دور آیا تو اس وقت تک لوگ اس طرح مختلف ٹولیوں میں بٹ کر نماز (تراویح) ادا کرتے تھے۔ کوئی اکیلا پڑھ رہا ہوتا اور کسی کی اقتداء میں کوئی گروہ کھڑا ہو جاتا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

"انی اری لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان امثل"

میرے خیال کے مطابق اگر میں لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ بہت اچھا ہو۔

پھر آپ نے پکا ارادہ کر لیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب ؓ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔

پھر ایک رات حضرت عمر ؓ نے لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے نماز ادا کرتے ہوئے

دیکھ کر فرمایا:

نعم البدعة هذه یہ نئی چیز کتنی اچھی ہے۔

اور فرمایا وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو وہ افضل ہے اس نماز سے جو تم پڑھ رہے ہو۔ آپ کی مراد اس سے رات کے آخری حصہ میں قیام کرنا تھا اور لوگ شروع رات میں قیام کرتے تھے (بخاری: ص۲۶۹ ج۱)

☆ کنز العمال ج۱ ص۴۰۸ پہ ہے **فصلی بهم عشرين رکعة** (حضرت ابی بن کعب ؓ نے) لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

☆ حضرت حسن ؓ سے روایت ہے **ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه جمع الناس علی ابی بن کعب فکان يصلی لهم عشرين رکعة** (ابوداؤد: ص۲۰۲ ج۱)

حضرت عمر فاروق ؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب ؓ کی اقتداء میں جمع کیا اور انہوں نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں **ان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم کان يصلی فی رمضان عشرين رکعة والوتر** (بیہقی: ص۴۹۶ ج۱، معجم طبرانی کبیر: ص۳۹۳ ج۱۱)

حضور ﷺ کا معمول بھی رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھنے کا تھا۔

☆ مؤطا امام مالک میں یزید بن رومان سے ہے **کان الناس يقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرين رکعة** (مؤطا: ص۹۸ ج۱، سنن کبریٰ للبیہقی: ص۴۹۶ ج۲)

لوگ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں بیس رکعات تراویح ادا کرتے تھے۔

نماز تراویح عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے ادوار میں

☆ حضرت عثمان غنی اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے ادوار میں بھی یہی

معمول رہا۔ (سنن کبریٰ للبیہقی: ص۴۹۶ ج۲)

اور تب سے لے کر اب تک ہر جگہ بشمول حرمین شریفین بیس تراویح ہی ہر جگہ پڑھی جا رہی ہیں۔

اس وقت موضوع بیس تراویح کو ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کا رمضان شریف میں یہ معمول مبارک بتانا ہے کہ آپ ﷺ رمضان کی راتوں میں نماز تراویح ادا فرماتے اور لوگوں کو ترغیب بھی دلاتے۔

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت استقبال رمضان کے سلسلہ میں گزر چکی ہے اس میں یہ الفاظ تھے کہ رمضان ایسا مہینہ ہے:

''جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا''

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض فرمائے اور اس کا قیام (فرض نہ کیا بلکہ) نفل رہنے دیا۔

حضور ﷺ کا تین دن نماز تراویح مسجد میں ادا فرمانا اور اس کے بعد آپ ﷺ کا نماز تراویح کے لئے مسجد میں آنے کو ترک کر دینا اس کی وجہ آپ نے خود بیان فرما دی اور پوری امت کا اس عمل کو جاری رکھنا اور دور صحابہ سے لے کر آج تک نماز تراویح با جماعت ادا کرنا اور بیس رکعات ہی ادا کرنا اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل کافی ووافی ہے۔

فائدہ

علماء کرام نے تراویح کو اذان کی طرح سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔ تراویح تو پھر بھی حضور ﷺ نے تین دن مسجد میں ادا کی اذان تو ایک بار بھی نہ پڑھی یا بقول بعض زندگی میں ایک بار آپ ﷺ نے سفر میں اذان پڑھی۔

لطیفہ:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ لوگوں نے نماز تراویح کی رکعات کے سلسلہ میں بحث کی اور بضد ہوئے کہ تراویح آٹھ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آٹھ ہوں گی تو قیامت کے دن ہم اللہ سے عرض کریں گے یا اللہ! آٹھ رکھ لے اور بارہ ہمیں واپس فرما

دے لیکن اگر بیس ہوئیں تو بتاؤ تم بارہ کہاں سے لاؤ گے؟

فقہ حنفی کی برتری

عجیب بات تو یہ ہے کہ جن حضرات کو آٹھ تراویح والے حضرات ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں انہوں نے بھی تراویح کی نماز بیس رکعت ہی لکھی ہے جیسے ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ج۴ ص۲۲۴ پر لکھا امام نووی نے کتاب الاذکار میں لکھا **اعلم ان صلوٰۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ ۔**

نماز تراویح سنت ہے اور بیس رکعت ہیں۔

غنیۃ الطالبین میں حضرت غوث اعظم پیران پیر جن کو یہ حضرات پیر جیلانی کہا کرتے ہیں انہوں نے صاف لکھا **وھی عشرون رکعۃ** نماز تراویح بیس رکعات ہیں
(ص۳۹۶ مکتبہ تعمیر انسانیت)

مگر اس عبارت میں تحریف کر کے غیر مقلدین نے یوں لکھ دیا **وھی احدی عشرۃ مع الوتر رکعۃ** (وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں۔ (دیکھئے ص۵۹۱ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی)

لیکن کہتے ہیں دروغ گورا حافظہ نہ باشد' جھوٹے شخص کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ تراویح تو آٹھ لکھ دیں لیکن وتر ایک کرنا یاد نہ رہا اور وہ تین ہی رہنے دیئے۔ اس کو غوث پاک کی کرامت کہا جائے یا امام اعظم کی امامت سے ان حضرات کی مرعوبیت کا نام دیا جائے۔

خدا کی اک آیۂ شریفہ' امام اعظم ابوحنیفہ
رسول مقبول کا خلیفہ' امام اعظم ابوحنیفہ
فقیہ سارے عیال جس کے' امام مانیں کمال جس کے
وہ حجت و صدق کا صحیفہ' امام اعظم ابوحنیفہ
سلوک و عرفان کی علامت زفرق تابہ قدم کرامت
امام اعظم ابوحنیفہ' امام اعظم ابوحنیفہ
زمانہ ہر عہد ہر صدی میں کرے گا اخذ فیض جس سے
جہاں میں وہ ہستی منیفہ' امام اعظم ابوحنیفہ

Scanned with CamScanner

وہ جس سے اذہان ہیں معنبر وہ جس سے تائب بسا ہے گھر گھر
حدیث کی نکہت لطیفۂ امام اعظم ابوحنیفہ

غیر مقلدیت کیسا عجیب مذہب ہے؟

فرض نماز کے بعد نوافل یہ نہیں پڑھتے۔ شب برات میں نفل پڑھنا بدعت لکھتے ہیں (فتاوی ستاریہ ج ا ص ۵۹) تراویح کے بعد رمضان میں نماز تہجد کو اچھا نہیں سمجھتے۔ مسافر کے لئے سنتیں پڑھنے کے قائل نہیں اگرچہ فرصت و اطمینان کی حالت ہو۔ نماز کے منافی عمل پہ نماز فاسد نہیں ہوتی صرف سجدہ سہو کافی ہے۔ نماز لوٹانے کی تکلیف نہیں کرتے۔ بے وضو یا جنبی امام نماز پڑھا دے تو مقتدی نماز لوٹانے کی زحمت نہ کریں۔ جان بوجھ کر جو نمازیں رہ گئیں ان کی قضا کی ضرورت نہیں صرف توبہ ہی کافی ہے۔ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد صرف دو رکعت پڑھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین ایک دن میں آ جائیں تو عید پڑھو اور جمعہ کی چھٹی کرلو۔

تراویح بیس کی بجائے آٹھ، وتر تین کی بجائے ایک، گھر سے پیشاب کرنے نکلیں تو نماز دوگانہ فاتحہ درود ویسے ہی بدعت ہے۔ اتنی آرام پسندی بھی کیا ہوئی؟

اور اگر حضرت عمر فاروق (جن کی زبان پہ حق جاری ہوتا ہے اور جن کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے) سے اتنی ہی ''چڑھ'' ہے کہ طلاق کا مسئلہ آئے تو وہاں ان کو نعوذ باللہ مخالف سنت کہنے سے باز نہیں آتے ہو اور تراویح کا مسئلہ آئے تو کہتے ہو کہ شریعت کوئی عمر کے گھر کی ہے (حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا: **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین**۔ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے اور پھر تراویح کے بیس ہونے پر تو تمام صحابہ متفق ہوگئے۔ یہ حضرت عمر اکیلے کا مسئلہ تو نہ رہا۔ کیا حضرت عمر کے دور میں کوئی اور صحابی نہ تھا اور اگر تھا تو کسی نے اس پر اعتراض کیا؟ اگر صحابی نے اعتراض نہ کیا تو وہابی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟)

تو پھر پوری سنت پر عمل کرو کہ صرف تین دن مسجد میں پڑھ کر مسجد کو تالا لگا دیا کرو اور باقی ستائیس دن گھر میں پڑھا کرو اور پھر تراویح میں پورا قرآن پڑھنا یہ کس کی سنت ہے؟ ہر

بات پر حرمین شریفین کا حوالہ دینے والو وہاں آج بھی بیس تراویح کا پڑھا جانا یہ کس کی سنت ہے۔ یہ اس کی سنت ہے کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

روئے زمین پر جتنے بھی اولیاء اللہ ہوئے ہیں سب کا عمل بیس رکعات تراویح کا تھا کیونکہ ولی تو بنتا ہے نفل نماز کی کثرت سے ہے (**یتقرب الی بالنوافل**) تو وہ کیسا ولی ہوگا جو بیس تراویح سے جی چرائے اور آٹھ پڑھ کر گھر بیٹھ جائے۔ ان کی تو شان ہے **والذین یبیتون لربھم سجداً وقیما**۔ رات ختم ہو تو ہو اللہ سے ان کی مناجات کیوں ختم ہو۔

خدارا امام ابوحنیفہ کی دشمنی میں اتنا آگے نہ نکل جاؤ کہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو کیونکہ **من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب**۔ جب ولی سے اللہ کا اعلان جنگ ہے تو ولیوں کے امام (ابوحنیفہ) کی دشمنی بھی تمہیں جہنم کا ایندھن بنا کے چھوڑے گی۔

نگہبان شریعت، حضرت نعمان بن ثابت
حدی خوانِ طریقت، حضرت نعمان بن ثابت
سراج امت و مشکوٰۃ ملت، مشعل قدرت
مہِ چرخ فقاہت، حضرت نعمان بن ثابت
علم بردار سنت، حجۃ اللہ، آیۂ رحمت
قطیع رفض و بدعت، حضرت نعمان بن ثابت
تفقہ میں بھی لافانی، تدبر میں بھی لاثانی
اما م اہل سنت، حضرت نعمان بن ثابت
رسول دوسرا نے جن کی آمد کی بشارت دی
وہی آقائے نعمت، حضرت نعمان بن ثابت
ہوئی تدوین علم شرع تائب جن کے ہاتھوں سے
وہ فرزندِ رسالت، حضرت نعمان بن ثابت

Scanned with CamScanner

سنت اعتکاف:

نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کے رمضان شریف کے معمولات عالیہ میں سے اعتکاف ایک اہم سنت مبارکہ ہے۔ پیارے آقا ﷺ کی اس پیاری سنت کے بارے میں پہلے چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ عن ابی سعید نِ الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکف العشر الاوّل التمس هذه اللیة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے دس دن اعتکاف فرمایا پھر درمیان والے دس دن، ایک ترکی خیمہ میں اعتکاف کیا پھر (خیمے سے) سرانور باہر نکال کر فرمایا میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلے دس دن اعتکاف کیا پھر دوسرے دن اعتکاف بیٹھا پھر میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا یہ (لیلۃ القدر) آخری عشرہ میں ہے لہٰذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۲)

☆ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجه بعده

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

(صحیح مسلم، ص۳۷۱ ج۱)

☆ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت کان رسول اللہ صلی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب اعتکاف

اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل معتکفه وانه امر بخباء ہ فضرب لما اراد الاعتکاف فی العشر الاواخر من رمضان فامرت زینب بخباء فضرب وامر غیرها من ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بخبائها فضرب فلما صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الفجر نظر فاذا الاخبیة فقال البریرون فامر بخبائه فقوض وترک الاعتکاف فی شهر رمضان حتّٰی اعتکف فی العشر الاول من شوال (ایضاً)

کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر جائے اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیا اور خیمہ لگا دیا گیا اور آپ ﷺ نے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیا تو لگا دیا گیا۔ اس کے بعد دیگر ازواج مطہرات نے بھی اپنے خیمے لگانے کا حکم دیا تو خیمے لگا دیئے گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو خیموں کو دیکھ کر فرمایا کیا انہوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے چنانچہ آپ نے اپنا خیمہ کھولنے کا حکم دے دیا اور اسے کھول دیا گیا اور آپ نے رمضان شریف میں اعتکاف کو ترک کر دیا اور شوال کے پہلے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات کے خیموں کو دیکھ کر حضور ﷺ نے جو اپنا خیمہ کھولنے کا حکم دیا گویا آپ ﷺ نے تمام خیموں کا یوں لگایا جانا ناپسند فرمایا۔ اس کی دو وجہ تھیں۔

1- ازواج میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور ﷺ مجھ سے دور ہیں اور اس سے قریب ہیں۔ سبحان اللہ اگرچہ یہ بھی نیکی کے زمرے میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے قرب کی تمنا ہے لیکن یہاں چونکہ عبادت میں مخلصین لہ الدین کا رنگ مقصود تھا اس لیے حضور ﷺ نے یہ حکم ارشاد فرمایا:

2- مسجد میں چونکہ ہر طرح کے لوگ آتے ہیں جن میں دیہاتی اور منافقین بھی ہوتے

Scanned with CamScanner

تھے اور ازواج مطہرات کو باہر بھی نکلنا ہوتا اس لئے حضور ﷺ نے مناسب نہ سمجھا۔ علاوہ ازیں یہ وجہ بھی بڑی معقول ہے کہ اعتکاف کا مقصد تو تنہائی میں رہنا ہے اور ازواج کے ساتھ یہ مقصد کما حقہ حاصل نہ ہو سکتا تھا یا مسجد میں اتنے خیموں کی گنجائش نہ ہوگی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ان عمر سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاھلیة ان اعتکف لیلة فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۳)

رات بمعہ دن مراد ہے کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے جو دن کو ہی ہو سکتا ہے۔
(اشعۃ اللمعات: ص ۱۲۰ ج ۲)

☆ **عن عائشة قالت وان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیدخل علی راسه وھو فی المسجد فارجله وکان لایدخل البیت الالحاجة اذا کان معتکفا**
(بخاری: ص ۲۷۲ ج ۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے تو اپنا سر مبارک میرے قریب کرتے اور خود مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور میں آپ کے سر انور میں کنگھی کرتی تھی۔ آپ گھر میں صرف انسانی حاجت کے لئے تشریف لاتے۔

☆ **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سریره وراء اسطوانة توبة** (ابن ماجہ: ص ۱۲۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب اعتکاف بیٹھتے تو آپ کے لیے اسطوانہ توبہ (توبہ کے ستون) کے پیچھے بچھونا بچھایا جاتا یا چارپائی رکھی جاتی۔

اسطوانہ توبہ مسجد نبوی کا ایک ستون ہے جس کے ساتھ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا اور فرمایا میری توبہ کا اعلان ہوگا اور حضور ﷺ مجھے اپنے ہاتھوں سے کھولیں گے تب ہی یہاں سے جاؤں گا۔ (تفصیلی واقعہ دیکھئے تفسیر صاوی: ص ۱۰۶ ج ۲)

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے شاگردوں کو نبی اکرم ﷺ کے جائے اعتکاف کی زیارت کرواتے تھے چنانچہ ان کے شاگرد حضرت امام نافع علیہ الرحمۃ کا بیان ہے **قد ارانی عبداللہ بن عمر المکان الذی یعتکف فیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد**
(مسلم شریف: کتاب الاعتکاف)

مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کی اعتکاف گاہ کی زیارت کرائی۔

تیرا سنگ در جو نہ مل سکا تیری راہ گذر کی زمیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

☆ **عن عائشة قالت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعود المریض وھو معتکف فیمر کما ھو فلا یعرج یسأل عنه**
(سنن ابی داؤد: ص ۳۳۵)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ دوران اعتکاف بیمار کی مزاج پرسی فرماتے (اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ) آپ اپنے انداز میں گزرتے ہوئے پوچھتے ٹھہرتے نہیں تھے۔

عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان یعرض علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القرآن کل عام مرة فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض وکان یعتکف کل عام عشرا فاعتکف عشرین فی العام الذی قبض

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ پر ہر سال قرآن پاک ایک بار پیش کیا جاتا لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا دو بار قرآن پاک پیش کیا گیا اور آپ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۳)

Scanned with CamScanner

خلاصۂ احادیث:

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے حضور ﷺ کے رمضان شریف میں اعتکاف مبارک کے عمل سے ہمیں مندرجہ ذیل امور حاصل ہوئے۔

- آپ نے رمضان المبارک کا پہلا عشرہ بھی اعتکاف میں گزارا، دوسرا عشرہ بھی اعتکاف بیٹھے اور تیسرا عشرہ بھی اعتکاف میں بسر فرمایا اور آخر میں امت کو تیسرے عشرہ میں اعتکاف کی ترغیب دی۔
- رسول کریم ﷺ نے شوال میں بھی اعتکاف فرمایا۔
- ہادیٔ دو جہاں ﷺ نے اعتکاف کی نذر نہیں مانی لیکن اعتکاف کی نذر کو پورا کرنے کی اجازت دی۔
- محبوب خدا کا اعتکاف حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب مسجد میں ہوتا تھا۔
- اعتکاف کے موقع پر آپ کے لئے مسجد میں بچھونا یا چارپائی بچھائی جاتی تھی اور یہ اسطوانہ توبہ (اسطوانہ ابولبابہ) کے پیچھے ہوتی تھی۔
- نبی اکرم ﷺ کسی انسانی حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جاتے تھے۔
- آپ اعتکاف کے دوران کبھی حاجت طبعی کے لئے باہر جاتے تو چلتے چلتے بیمار کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔
- ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ لگانے کا بھی حکم دیا اور خیمہ لگایا گیا۔
- آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے۔
- آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے لیکن جس سال وصال ہوا آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (تجلیات اعتکاف)

فلسفۂ اعتکاف:

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان باہم مل جل کر رہیں۔ ایک معاشرہ قائم کریں اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بنیں۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوں اور محنت و مشقت کے ذریعے حصولِ رزق کی راہ

اپناتے ہوئے خود بھی ضروریات زندگی حاصل کریں اور معاشرے کے مجبور و معذور افراد کو بھی زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کریں۔

بنابریں اسلام میں اس بات کی قطعاً گنجائش نہیں کہ کوئی شخص معاشرے سے بالکل الگ تھلگ کسی کونے میں بیٹھ جائے اور اپنے لئے رزق، لباس اور دیگر ضروری اشیاء کی خاطر دوسروں کا دستِ نگر اور محتاج بن کر رہ جائے حتیٰ کہ خود سرکارِ دو عالم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُمتِ مسلمہ کے تمام اکابر اسلاف تجارت یا کسی پیشہ سے متعلق رہے ہیں۔

لیکن دوسری طرف نفس و شیطان، حرص و آز، ہوس و نفس پرستی اور معاشرے پر ہنگامہ خیزیوں کا ڈسا ہوا انسان، پریشانیوں سے نجات چاہتا ہے۔ امن و سکون کی دولت سے مالا مال ہونا چاہتا ہے، سکون قلبی کی بیش قیمت نعمت سے سعادت مندی کی منزلیں طے کرنا چاہتا ہے۔ بازار کے شور و شغب اور میدان کے لہو و لعب سے کچھ دیر کے لئے اپنے کانوں اور آنکھوں کو محفوظ کرنا چاہتا ہے، وہ کچھ وقت اپنے خالق و مالک کے ساتھ تخلیہ کا خواہش مند ہے، وہ قال کی دنیا سے حال کی زندگی میں جانے کا آرزومند ہے۔

تو کیا اسلام اس کی اس تمنا کو پورا نہیں کرتا، کیا اسلام نے اس کی گوشہ نشینی پر پابندی لگا رکھی ہے، کیا دین حق اسے دنیا کے بکھیڑوں سے کچھ وقت باہر نکلنے کی کوئی سبیل نہیں بتاتا؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں اسلام کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ دین حق کے داعی امت کے خیرخواہ اور کائنات انسانیت ہی نہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔

خیر الامور اوسطھا — بہترین کام وہ ہے جو اعتدال پر مبنی ہو۔
(سنن بیہقی، ص ۲۷۳، ج ۳)

لہٰذا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہ تو کسب معاش سے روکا اور نہ خلوت گزینی سے، نہ تو ان پر معاشرتی زندگی سے باہر جانے پر پابندی لگائی اور نہ گوشہ نشینی کو زندگی کا جزو لازم قرار دیا بلکہ ایک درمیانہ راستہ بتایا۔ وہ یہ کہ معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ مل کر رہو۔ اپنے لئے بھی اسبابِ معیشت تلاش کرو اور دوسروں کے کام بھی آؤ اور جب ادھر سے

Scanned with CamScanner

تھک جاؤ اور اپنے دل کو دنیوی محبت سے زنگ آلود دیکھو تو خدا کے گھر میں داخل ہو جاؤ۔ دکان و مکان، آل و اولاد، دولت و سامان، دوست و رشتہ دار سب سے منہ موڑ کر صرف خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور کچھ دنوں تک اپنے دل کی میل اور زنگ کو تلاوتِ قرآن، تسبیح و تہلیل، درود و سلام اور نوافل کے ریگ مال سے دور کر دو۔ اسی گوشہ نشینی اور حاضری کا نام اعتکاف ہے گویا اسلام میں اعتکاف وہ اہم عبادت ہے جو قلب و نظر کی طہارت و نظافت کا ضامن ہے چونکہ اعتکاف ایک قسم کی گوشہ نشینی ہے اس لئے وہ تمام فوائد جو گوشہ نشینی سے حاصل ہوتے ہیں معتکف بھی ان سے متمتع اور لطف اندوز ہوتا ہے۔

اعتکاف کے معنی و مفہوم کی مزید وضاحت:

اعتکاف باب افتعال سے مصدر ہے اور اس کا مادہ عکف ہے (متعدی سے عکف اور لازم سے عکوف آئے گا) معنی اس کا ہے روکنا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے **والھدی معکوفا** (الفتح) قربانی کا روکا ہوا جانور (یہ عکف سے ہے)

اور کسی شئے کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا عکوف کے مادے سے ہے جیسے کہ فرمایا گیا **یعکفون علی اصنام لھم** (الاعراف: ۱۳۸) وہ اپنے بتوں کے سامنے آسن مارے تھے یعنی پوری توجہ سے بیٹھے ہوئے تھے۔

لفظ اعتکاف چونکہ متعدی ہے لہٰذا اس کا معنی ہوگا روکنا۔ معتکف چونکہ اپنے آپ کو مسجد میں روک رکھتا ہے یا اپنے نفس کو گناہوں سے روکے رکھتا ہے لہٰذا اس کے اس عمل کو اعتکاف کا نام دیا گیا۔

اور اس کا شرعی معنی ہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا۔

(بنایہ شرح ہدایہ: ص ۱۳۷۷ ج ۲)

امام فخر الدین زیلعی کے مطابق نیت اور روزے کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی جگہ اعتکاف کا ذکر ہوا جن میں سے ایک مقام سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۵ میں ہے جہاں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم ہوا کہ

ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔

میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور سجدہ و رکوع کرنے والوں کے لئے پاک کر دو۔

اعتکاف بیٹھنے کا ثواب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

المعتکف ھو یعتکف الذنوب ویجزی لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا (ابن ماجہ: ص ۱۲۸، مشکوٰۃ ص ۱۸۳)

اعتکاف کرنے والا گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو نیکوں کا ثواب اس طرح ملتا ہے جیسے وہ تمام نیکیاں کرنے والا ہو (یعنی مسجد میں رہنے کی وجہ سے) جن نیکوں کا تعلق مسجد سے باہر ہے جیسے عیادت مریض، نماز جنازہ وغیرہ اس کو اعتکاف گاہ میں بیٹھے بیٹھے ہی ان تمام نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

☆ سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمروں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(شعب الایمان: ص ۴۲۵ ج ۳)

اس لئے امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے ان لوگوں پر جو (اس قدر ثواب والے اور بابرکت کام) اعتکاف کو چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ جب کسی (نفلی) کام کو کرتے تو کبھی اسے چھوڑ بھی دیتے تھے لیکن مدینہ طیبہ میں آپ نے پابندی کے ساتھ ہر سال اعتکاف کیا ہے (ایک سال رہ گیا تو اس کی قضا فرمائی) (بدائع الصنائع: ص ۱۰۸ ج ۲)

اسی میں ہے کہ معتکف تو اس شخص کی طرح ہے جو اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے ڈال دیتا ہے اور عرض کرتا ہے یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک تو مجھے بخشے گا نہیں (سبحان اللہ) کسی نے کسی کے بارے کیا خوب کہا ہے کہ

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے   یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اور یقیناً جب اتباع سنت کے جذبہ سے کوئی اعتکاف بیٹھے گا تو اللہ کی محبوبیت کے دائرے میں آ جائے گا کیونکہ حضور ﷺ کی پیروی انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران)

فرمادیں! اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیر بار منت درباں کیے ہوئے

(غالب)

ایک حدیث جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس میں ہے کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیلئے صرف ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس معتکف اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کر دے گا جو (لمبائی چوڑائی میں) خافقین سے زیادہ وسیع ہوں گی۔ (الترغیب)

اس میں خافقین کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔

○ جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان میں ہے۔

○ جتنا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ معتکف کو دوزخ سے بہت دور رکھا جائے گا یعنی جہنم میں نہ جائے گا۔

اعتکاف ایک نعمت ہے:

اعتکاف رہبانیت کا نعم البدل ہے چونکہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

(لا رھبانیۃ فی الاسلام' مسند احمد)

اس کا ایک معنی یہ کیا گیا ہے کہ اسلام میں رہبانیت کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ رہبانیت اختیار کرنے سے ان (عیسائیوں) کا مقصد خدا کو پانا تھا۔ وہ یہ اختیار کر کے بھی نہ پا سکے اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دکان پر بیٹھ کر کاروبار میں مصروف رہ کر بھی خدا کو پا سکتی ہے (رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ)

اللہ تعالیٰ نے اگر ایک شئے پر پابندی لگائی ہے تو اس کی جگہ اس سے کہیں بہتر نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ سود برائی ہے اس پر پابندی لگا کر صدقہ و خیرات کی نعمت سے اس امت کو سرفراز قرار دیا۔ شراب نجس و برائی ہے اس کو ممنوع قرار دے کر اپنے عشق و محبت کی شراب عطا کی۔

رہبانیت میں تو پھر بھی اچھائی کا پہلو موجود تھا اس لیے خدا نے ان کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اگرچہ عیسائیوں نے خود ہی یہ بدعت شروع کی لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی طلب کیلئے انہوں نے ایسا کیا مگر وہ اس طریقے پر بھی قائم نہ رہ سکے۔

قابل تقلید نکتہ

صوفیاء کرام فرماتے ہیں اعتکاف بیٹھتے ہوئے اگر یہ نیت کر لی جائے کہ میں چند دن اپنے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے ان سے علیحدہ ہو رہا ہوں تو یہ بہتر ہے اس نیت سے کہ میں لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے ان سے جدا ہو رہا ہوں کیونکہ اس نیت سے عاجزی پیدا ہو گی نفس مرے گا۔ یہی اعتکاف کا مقصد ہے اور دوسری نیت سے نفس پھولے گا اور تکبر و رعونت پیدا ہو گی۔

ایک بزرگ کی نیت اعتکاف:

ایک بزرگ اعتکاف بیٹھنے کے ارادے سے گھر سے نکلے تو کسی نے پوچھا کدھر جا رہے ہیں؟ فرمایا میرے پاس ایک کتا ہے جو لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے اس کے شر سے چند دن لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں اور وہ کتا میرا نفس ہے۔

یقیناً ہمارا لالچ کتے کی صفات میں سے ہے۔ ہمارا تکبر و غرور جانوروں کی عادات میں سے ہے۔ ہم میں لومڑی کی سی خوشامد ہے' لہٰذا اعتکاف میں جانے والا اگر اعتکاف مکمل کر لے اور یہ رزائل اس طرح ہی رہیں تو فائدہ کیا ہوا؟

اعتکاف میں خلوت نہیں جلوت ہے

اعتکاف دیکھنے میں خلوت ہے لیکن درحقیقت اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ جلوت ہے۔

Scanned with CamScanner

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اعتکاف کی تنہائی میں وحشت نہیں ہوئی؟ فرمایا وہاں وحشت کہاں وہاں تو میرے مالک کی جلوہ گری ہوتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رات ہوتی ہے تو دل وجد کرتا ہے کہ اب دنیا سے جان چھوٹی ہے تو محبوب حقیقی کے ساتھ چند لمحات گزاریں گے اور جب دن نکلتا تو آپ پریشان ہو جاتے کہ مخلوق کے جھرمٹ میں خالق کی معیت کی لذتیں کہاں؟

نفس و انسان کا تعلق انسان اور شیر کا سا ہے۔ شیر اگر آبادی میں آ جائے تو انسان کو شکار کر لیتا ہے اور انسان اگر جنگل میں تیاری کے ساتھ جائے گا تو شیر کو شکار کر لے گا۔ اسی طرح عبادت و ریاضت کے ذریعے انسان نفس کو رام اور غلام بنا لیتا ہے اور نفس اس کے پیچھے پیچھے وفادار کتے کی طرح مارا مارا پھرتا ہے ورنہ ان النفس لامارۃ بالسوء۔

اعتکاف کے فوائد:

اعتکاف کے ثواب کے علاوہ اس میں روحانی وجسمانی فوائد بھی ہیں مگر یہ اسی کو نصیب ہو سکتے ہیں جو اعتکاف کے دوران ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنی عزلت نشینی کو نقصان دہ امور سے بچائے گا اور یہ تبھی ممکن ہے کہ دورانِ اعتکاف حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھے اور وقت کو ضائع کرنے کی بجائے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جان کر اس میں خوب خوب محنت کرے۔

اعتکاف کے روحانی فائدے:

☆ معتکف گوشہ نشینی کی وجہ سے عبادت اور غور وفکر کے لئے فراغت کی نعمت سے مالا مال ہوتا ہے اس لئے کہ وہ مخلوق کے ساتھ مصروف گفتگو ہونے کی بجائے اپنے رب سے مناجات کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اس تخلیہ میں اس پر دینوی واخروی امور سے متعلق اسرارِ خداوندی منکشف ہوتے ہیں۔

اسی لئے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مومن کی خوشی، سرور اور لذت تنہائی میں اپنے رب سے مناجات میں ہے''

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو شخص لوگوں کے ساتھ گفتگو کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو سے مانوس نہیں ہوتا اس کا علم کم، دل اندھا اور عمر ضائع ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس شخص کی حالت کتنی اچھی ہے جو سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

☆ معتکف ان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے جو عام طور پر میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جب وہ بازار، گھر اور دیگر مجالس سے الگ تھلگ مسجد میں گوشہ نشین ہو جاتا ہے تو کسی کی غیبت نہیں کرتا، چغلی کھانے سے محفوظ رہتا ہے، ریاکاری سے دور رہتا ہے اور معاشرے میں لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہونے کے جس گناہ میں ملوث ہو سکتا تھا اعتکاف کی وجہ سے اس گناہ سے بھی بچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیوی حرص کی وجہ سے جو اخلاق ذمیمہ اور اعمال خبیثہ پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

معاشرے میں جو فتنے اور جھگڑے پائے جاتے ہیں معتکف گوشہ نشینی کی وجہ سے ان فتنوں سے بھی محفوظ رہتا ہے اس طرح وہ اپنے دین اور نفس کی حفاظت کرتا اور سلامتی کے غار میں پناہ لیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فتنے اور فساد کے دنوں کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا فساد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے بھی امن میں نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے ایسے حالات پیش آ جائیں تو آپ مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر رکھو اور اپنی حویلی میں داخل ہو جاؤ۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا بتائیے اگر وہ میری حویلی میں بھی داخل ہو جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ میرے گھر بھی آ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور اس طرح کرنا۔ آپ نے کلائی پکڑ کر فرمایا اور کہو میرا رب اللہ ہے حتیٰ کہ تمہیں موت آ جائے۔

اگرچہ ابھی وہ حالات نہیں ہیں جس کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے لیکن موجودہ دور میں مادہ پرستی اور سیاسی رسہ کشی نے جس طرح ذہنی سکون برباد کر رکھا ہے اور دولت کی ہوس نے صلہ رحمی اور رشتہ داری کی تمام قدریں مٹا ڈالی ہیں ایسے حالات میں اگر کبھی کبھار اعتکاف کے لئے کچھ وقت نکال لیا جائے تو ذہنی سکون کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

☆ اعتکاف کے دنوں میں آدمی لوگوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ مخلوط ماحول میں کوئی شخص اس کے سامنے کسی کی غیبت کر کے اسے ذہنی اذیت میں مبتلا کرتا ہے تو کوئی آدمی دوسروں کی چغلی کے ذریعے اسے روحانی ضرر پہنچاتا ہے۔ غرضیکہ لوگ دوسروں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کر کے اور ان پر تہمت لگا کر ایک نیک شخص کی زندگی دوبھر کر دیتے ہیں اور وہ روحانی طور پر اپنے آپ کو سخت پریشانی میں مبتلا دیکھتا ہے۔ ایسے حالات میں اعتکاف ہی اسے اس ذہنی کرب سے نجات دے سکتا ہے۔
اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا گوشہ نشینی میں برے ساتھی سے آرام مل جاتا ہے۔

آج کے دور کی حالت وہ ہے جس کا ابن سماک نے ذکر کیا کہ ان کے ایک دوست نے کہا (کسی دور میں) لوگ دوا تھے جن سے علاج کیا جاتا تھا اب وہ ایسی بیماری بن چکے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں لہٰذا ان سے اس طرح بھاگو جس طرح آدمی شیر سے بھاگتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(کسی دور میں) لوگ ایسے پتے تھے جن کے درمیان کوئی کانٹا نہیں تھا۔

اب لوگ ایسے کانٹے ہیں جن کے درمیان کوئی پتا نہیں۔

لہٰذا ایسی حالت میں اگرچہ کانٹوں کے درمیان رہنا بھی عزیمت ہے اور اس کی اشد ضرورت بھی ہے لیکن کبھی کبھی ان کانٹوں سے نکل کر گلستان وحدانیت سے گل چینی بھی ضروری ہے اور یہ اعتکاف سے حاصل ہوتی ہے۔

☆ اعتکاف کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب آدمی گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے تو لوگوں کی اس سے طمع ختم ہو جاتی ہے اور یہی بات باعث سکون ہے اس لئے کہ جب طمع ولالچ

کرنے والے لوگ زیادہ ہوں یا ایک ہی ہو اور یہ شخص ان کی خواہشات کو پورا نہ کر سکے تو دشمنی اور نفرت پیدا ہوتی ہے اسی طرح جب اسے دوسروں سے کوئی طمع ہوگا اور وہ پورا نہ ہوگا تو اس کے دل میں بدگمانی اور نفرت پیدا ہوگی۔

علاوہ ازیں مومن کی توجہ کا مرکز بارگاہِ خداوندی ہے اس لئے جب وہ اعتکاف بیٹھتا ہے تو لوگوں سے امیدیں قائم کرنے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے لہٰذا چند دنوں کے لئے سہی، کچھ وقت تو اس عظیم مقصد کے لئے مل جاتا ہے۔

(احیاء علوم الدین: ج ۲ ص ۶۳ تا ۷۸ ترجمہ علامہ محمد صدیق ہزاروی)

اعتکاف کے جسمانی فائدے:

علم طب کے حوالے سے کم کھانا انسانی صحت کے لئے نہایت ضروری ہے بلکہ قلیل خوراک کے استعمال سے جہاں معدے پر زیادہ بوجھ نہیں پڑتا وہاں یہ عمل نیند کی کثرت اور غفلت کے لئے بھی سدراہ بنتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ نفسانی خواہشات کی بنیاد بھی شکم سیری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے تھوڑا کھانے کی تعلیم دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو اور تین آدمیوں کا کھانا چار کو کافی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۶۴)

چنانچہ ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا۔ اس کے سامنے کھجوریں رکھی گئیں تو اس نے بہت سی کھجوریں کھالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ کھانا نحوست ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ غلام واپس کرنے کا حکم دے دیا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۶۸)

گویا زیادہ کھانے سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور معتکف ان خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ جب وہ عبادت کی نیت سے مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے تو وہ زیادہ سونے سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح پیشاب یا قضائے حاجت کے لئے بار بار مسجد سے باہر جانے کو بھی اچھا خیال نہیں کرتا اور پھر مسجد کی عزت وحرمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ ہر وقت باوضو بھی رہنا چاہتا ہے اور یہ تمام باتیں اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں جب وہ کم کھانا کھائے لہٰذا

Scanned with CamScanner

وہ زیادہ خوراک سے پرہیز کرتا ہے۔ اس طرح جب وہ کچھ دن اس طریقے پر عمل کرتا ہے تو اس کے معدے کی صفائی ہو جاتی ہے۔ معدے کی جلن' تیزابیت' بھاری پن اور اندر کی تمام آلائشوں س ایک مرتبہ وہ پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (تجلیات اعتکاف)

شب قدر کی تلاش:

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی قدر ومنزلت اور خیر وبرکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں یعنی جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ **خیر من الف شہر** کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہے گا اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

کتنی بڑی فضیلت ہے لیلۃ القدر کی کہ اس کی تلاش کے لئے نبی اکرم ﷺ نے رمضان شریف کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا پھر دوسرے عشرے کا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرے کا پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ تو آخری عشرے میں ہے لہٰذا تم میں سے جو اعتکاف بیٹھنا چاہے (اس آخری عشرے میں) بیٹھے (جیسا کہ اعتکاف کے باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے)

عمدۃ القاری شرح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

اعتکف العشر الاوسط من رمضان یلتمس لیلۃ القدر قبل ان تبان لہ (ج ۱۱ ص ۱۳۲)

لیلۃ القدر پر مطلع ہونے سے پہلے اس کی تلاش میں آپ نے درمیانی عشرہ کا اعتکاف بھی کیا۔

جس رسول کے نقش پا کی تلاش میں سارا جہاں سرگرداں ہے جب وہ اللہ کا پیارا

رسول ﷺ شب قدر کی اس طرح تلاش میں ہے تو واہ رے مقدر تیرے اے لیلۃ القدر۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ (متفق علیہ)

جس شخص نے ایمان اور خلوص نیت کے ساتھ شب قدر میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

کھڑا ہونے اور قیام کرنے سے مراد عبادت کرنا ہے' نماز پڑھے' تلاوت کرے یا ذکر واذکار' کھڑا ہو کر کرے یا بیٹھ کر ریا کی نیت نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت ہو یعنی ثواب کا یقین کر کے بشاشت قلب سے کھڑا ہو' بوجھ سمجھ کر بددلی سے نہ کھڑا ہوا جس قدر ثواب کا یقین واعتقاد ہو گا اتنا ہی عبادت میں مشقت کو برداشت کرنا آسان ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص جس قدر قرب الٰہی میں ترقی کرتا ہے اس کا عبادت میں انہماک زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

نکتہ:

مندرجہ بالا حدیث میں اور اس کے علاوہ کئی اعمال کی فضیلت کی احادیث میں سے یہ خوشخبری اس امت کو سنائی گئی ہے کہ مثلاً نماز پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' حج کرنے سے انسان ایسے ہو جاتا ہے **کیوم ولدتہ امہ** جیسے آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے یعنی گناہوں سے پاک۔

حالانکہ تمام احادیث کے شارحین نے لکھا ہے کہ اعمال کی فضیلت کے باب میں جن گناہوں کی معافی کا ذکر ہے وہ صغیرہ گناہ ہیں اور گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کسی ایک جگہ بھی کسی حدیث میں صغیرہ ہی معاف ہونے کی صراحت نہیں ہے (ہاں البتہ ان اجتنب الکبائر کے الفاظ ہیں یعنی جب تک کہ بڑے گناہوں سے بچا رہے)

اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ صغائر کی قید دو وجہ سے نہیں لگائی گئی۔

ا۔ مسلمان کی شان ہی نہیں کہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو اور اگر کبھی ہو جائے تو جب تک توبہ نہ کرے اس کو سکون ہی نہیں آ سکتا۔

Scanned with CamScanner

۲- ایسے مواقع پر مثلاً لیلۃ القدر میں عبادت کرتے ہوئے وہ شخص اتنا نادم و شرمندہ ہوتا ہے کہ توبہ کا تحقق خود بخود ہی ہو جاتا ہے کیونکہ گزشتہ گناہوں پر شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بھی تو توبہ ہے۔

لیلۃ القدر سے محرومی بدبختی ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان هذا العشر قد حضر كم وفيه ليلة خيرمن الف شهر من حرمها فقدحرم الخير كله ولايحرم خيرها الامحروم (ابن ماجہ)

بیشک یہ (رمضان کا) مہینہ تمہارے پاس آیا جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی بھلائیوں سے محروم ہو گیا اور اس رات کی خیر و بھلائی سے تو وہی محروم رہے گا جو حقیقی محروم (ازلی بدبخت) ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ جو شخص ایک رات کی عبادت نہ کر کے تراسی سال کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے سے محروم ہو جائے۔ اس جیسا بدبخت کون ہوگا جبکہ چند ٹکوں کی خاطر لوگ راتیں جاگ کر کام کرتے ہیں اور اوور ٹائم لگاتے ہیں۔

ہاں مگر دل میں تڑپ ہو تو ایک رات کیا ساری زندگی کی راتیں جاگ کر گزاری جا سکتی ہیں اور پھر محبوب خدا ہو کر عام راتوں میں بھی اتنا قیام کریں کہ پاؤں مبارک سوج جائیں اگر ہم ان کے نام لیوا ہو کر اس بات کو نہ سمجھیں گے تو اور کون سمجھے گا۔

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تحروا ليلة القدر فى الوتر من العشر الاواخر من رمضان

(مشکوۃ عن البخاری)

لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) راتوں میں تلاش

کرو۔

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے لئے (کہ وہ کون سی رات ہے) باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ دو مسلمان آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا:

خرجت لاخبركم بليلة القدر فتلاحىٰ فلان وفلان فرفعت وعسى ان يكون خير الكم فالتمسوها فى التاسعة والسابعة والخامسة (ایضاً)

میں تو اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی (تعیین کی) خبر دوں مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس (کی تعیین) کو اٹھا لیا گیا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ یہ (تعیین کا اٹھایا جانا) تمہارے یعنی میری امت کیلئے بہتر ہو لہٰذا اس (لیلۃ القدر) کو اب (آخری عشرے کی) نویں، ساتویں اور پانچویں (یعنی انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں) میں تلاش کرو۔

تلاش لیلۃ القدر میں صحابیٔ رسول کا شوق

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں (مدینے سے دور) گاؤں میں رہتا ہوں اور وہاں الحمد للہ نماز وغیرہ کا اہتمام کرتا ہوں۔ مجھے آپ ﷺ حکم دیں کہ میں کسی ایک رات مسجد (نبوی) میں حاضر ہو جایا کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا انزل ليلة ثلث وعشرين (رمضان شریف کی) تیسویں رات کو آ جایا کرو۔ چنانچہ ان کے بیٹے سے پوچھا گیا **كيف كان ابوك يصنع؟**
آپ کے والد پھر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا:

يدخل المسجد اذاصلى العصر فلايخرج منه الالحاجة حتى يصلى الصبح فاذا صلى الصبح وجد دابته على باب المسجد فجلس عليها ولحق ببادیته (مشکوۃ: ص ۱۸۲، رواہ ابوداؤد)

عصر کی نماز کے وقت مسجد میں داخل ہوتے اور بغیر حاجت کے نہ نکلتے اور جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مسجد کے دروازہ پر ان کی سواری کھڑی ہوتی

Scanned with CamScanner

جس پر سوار ہوتے اور اپنے گاؤں پہنچ جاتے۔

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ!

ارایت ان علمت ای لیلۃ القدر مااقول فیھا؟

حضور ﷺ! اگر مجھے لیلۃ القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا (دعا) پڑھوں؟

قال قولی "اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی" آپ نے فرمایا یوں دعا کرنا' اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند بھی فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما۔

من نگویم کہ طاعتم بپذیر ، قلم عفو برگناہم کش

جمعہ کی رات افضل ہے یا لیلۃ القدر؟:

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف ہے۔ شیخ ابوعبداللہ بن بطہ، شیخ ابوالحسن جزری اور ابوحفص عمر برکی رحمہم اللہ فرماتے ہیں جمعۃ المبارک کی رات افضل ہے۔ حضرت ابوالحسن تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عزت والی راتوں میں سے جس رات قرآن پاک نازل ہوا وہ رات جمعہ کی رات سے افضل ہے۔

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر جمعہ کی رات اور دیگر راتوں سے افضل ہے۔

ہمارے اصحاب نے اس روایت کی بنیاد پر یہ مؤقف اختیار کیا جسے امام ابویعلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ آپ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا "جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی بخشش فرماتا ہے" اور یہ فضیلت نبی اکرم ﷺ سے کسی دوسری رات کے بارے میں منقول نہیں۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا روشن رات اور روشن دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو یہ جمعہ کی رات اور دن ہے (الغراء کا لفظ مستعمل ہوا) غرہ بہتر چیز کو کہتے ہیں۔ نیز جمعہ کی رات دن کے تابع ہوتی ہے اور جمعۃ المبارک کے دن کے بارے میں جس قدر فضیلت آئی ہے لیلۃ القدر کے دن کے بارے میں نہیں آئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

فرمایا! اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعۃ المبارک سے بڑھ کر باعظمت اور محبوب دن پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سورج کسی ایسے دن پر طلوع ہوتا ہے نہ ہی غروب ہوتا ہے جو جمعہ کے دن سے افضل ہو۔ انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر چوپایا جمع کے دن سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنوں کو ان کی شکلوں پر اٹھائے گا اور جمعۃ المبارک کو اس طرح اٹھائے گا کہ روشن اور چمکتا ہوگا اور اہل جمعہ اس کے گرد اس طرح جمع ہوں گے جس طرح دلہن کو دولہا کے گھر لے جایا جاتا ہے۔ وہ ان کے لئے روشن ہوگا اور لوگ اس کی روشنی میں چلیں گے۔ ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے۔ خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور کافور کے پہاڑوں میں اتریں گے۔ میدانِ قیامت میں کھڑے تمام لوگ ان کی طرف دیکھیں گے اور تعجب کرتے ہوئے دیکھتے ہی چلے جائیں گے۔ ان سے آنکھ نہیں ہٹائیں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "لیلۃ القدر خیر من الف شھر" کا جواب کیا ہوگا تو اس کے جواب میں کہا جائے گا اس سے مراد وہ ہزار مہینے ہیں جن میں جمعہ کی رات نہ ہو جس طرح ان کے نزدیک وہ ہزار مہینے مراد ہیں جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ جمعہ کی رات جنت میں باقی ہوگی کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی اور جمعہ کی رات دنیا میں قطعی طور معلوم ہے جبکہ لیلۃ القدر کا تعین ظنی ہے یقینی نہیں۔

تمیمی وغیرہ علماء کے نزدیک لیلۃ القدر کے افضل ہونے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی "خیر من الف شھر" ہے۔ ایک ہزار مہینے تراسی سالوں اور چار مہینوں پر مشتمل ہوتے ہیں (غنیۃ الطالبین)

شب قدر کا معنی:

۱- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنی ہے مرتبہ و مقام چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلہ میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر اور فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے اس وجہ سے یہ لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔

۳- اس رات کو "قدر" کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔

نزل فیها کتاب ذوقدر علی لسان ذی قدر علی امة لها قدر و لعل الله تعالیٰ انما ذکر لفظه القدر فی هذه السورة ثلاث مرات لهذا السبب

اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب قابل قدر امت کے لئے صاحب قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورہ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔

(تفسیر کبیر: ۳۲/۲۸)

۴- قدر کا معنی تنگی بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اس رات کو قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات سقف آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (الخازن ۴: ۲۹۵)

۵- امام ابوبکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے۔ اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔ (القرطبی ۲۰: ۱۳۱)

امت محمدیہ کو یہ رات ملنے کا سبب کیا ہے؟:

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم ﷺ کی اس امت پر شفقت اور آپ ﷺ کی غم خواری ہے۔ مؤطا امام مالک میں ہے کہ:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اری اعمر الناس قبله اوماشاء الله من ذلك فكانه تقاصر اعمار امته عن ان لایبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیر هم فی طول العمر

جب رسول پاک ﷺ کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کر سکیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب انور کو اس معاملہ میں ملول و پریشان دیکھا تو

فاعطاه لیلة القدر خیر من الف شهر

(پس) آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرما دی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ (مؤطا امام مالک)

اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔

فعجب رسول الله صلی الله علیه وسلم لذالك وتمنی ذالك لامته فقال یارب جعلت امتی قصر الاعمار واقلها اعمالا فاعطاه الله لیلة القدر (الخازن ۴: ۳۹۵)

تو آپ ﷺ نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے میرے رب میری امت کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال بھی کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر عنایت فرمائی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل، حضرت یوشع علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اسی وقت جبرائیل امین آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یامحمد عجبت امتك من عبادة هؤلاء النفر ثمانین سنه فقد انزل الله علیك خیر من ذالك ثم قرأ "انا انزلنه فی لیلة القدر" فسر

اے نبی محترم آپ ﷺ کی امت کے لوگ سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے رب نے تو آپ کو اس سے بہتر عطا فرما دیا ہے اور پھر سورۃ

Scanned with CamScanner

بذالك رسول الله صلى الله عليه وسلم (القرطبی ۲۰: ۱۳۰)

القدر کی تلاوت کی۔ اس پر رسول خدا ﷺ کا چہرہ انور فرط مسرت سے چمک اٹھا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے یہ کرم فرمایا کہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرمادی اور اس کی عبادت کو اسی نہیں بلکہ تراسی سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔

امت محمدیہ کی امتیازی شان:

لیلۃ القدر فقط آپ ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

ان الله وهب لامتی لیلة القدر لم یعطها من کان قبلهم

یہ مبارک رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے۔ سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔ (درمنثور ۶: ۳۷۱)

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا لیکن نبی اکرم ﷺ کے صدقے سے اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی وہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کر لیتی ہے۔

قیل ان العابد کان فیما مضی یسمی عابدا حتی یعبد الله الف شهر فجعل الله تعالی لامة محمد ﷺ عبادة لیلة خیر من الف شهر کانوا یعبدونها

سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اس امت کے افراد کو شب قدر عطا کر دی جس کی عبادت ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔ (فتح القدیر للشوکانی ۵: ۴۷۲)

بخشش کا سنہری موقع:

گویا یہ عظیم نعمت بھی سرکار دو جہاں ﷺ کی غلامی کے صدقہ میں امت کو نصیب ہوئی ہے۔

جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی روایت میں گزر چکا کہ آپ نے فرمایا:

یہ جو ماہ تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔ (عن انس رضی اللہ عنہ)

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے ایک ماہ کیوں نہیں جاگ سکتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اذا کان لیلة القدر نزل جبرائیل علیه السلام فی کبکة من الملائکة یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر الله عز وجل

شب قدر کو جبرائیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

اسی بات کو سورۃ القدر میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم

اس رات میں ملائکہ اور جبرائیل امین اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں۔

فرشتوں کے نزول کا حال:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ زمین پر اتریں۔ ان کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے ستر ہزار فرشتے بھی اترتے ہیں۔ ان فرشتوں کے پاس نور کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ جب وہ زمین پر اترتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور باقی فرشتے اپنے جھنڈے چار مقامات پر یعنی کعبۃ اللہ، نبی اکرم ﷺ کی قبر انور، بیت المقدس کی مسجد اور مسجد طور سیناء کے پاس گاڑ دیتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں سے فرماتے ہیں پھیل جاؤ، چنانچہ وہ پھیل جاتے ہیں اور کوئی مکان، حجرہ، گھر اور کشتی ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن مرد یا عورت ہو مگر

Scanned with CamScanner

فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ جب صبح کا وقت ہوتا ہے تو آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ آسمانِ دنیا کے فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہتے ہیں تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم دنیا میں تھے کیونکہ یہ رات امت محمدیہ کے لئے شب قدر تھی۔

آسمان دنیا والے فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اور ان کی حاجات کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ان نیک لوگوں کو بخش دیا اور بدکار لوگوں کے بارے میں شفاعت قبول کی گئی پھر آسمان دنیا کے فرشتے بلند آواز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں اور رب العالمین کی ثناء کرتے ہیں وہ اس بات پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں جو اس نے امت کو مغفرت اور رضا کی صورت میں عطا فرمائی۔

پھر آسمان دنیا والے فرشتے دوسرے آسمان والوں تک پہنچتے ہیں وہاں بھی یہی سوال و جواب اور حمد وثنا کا سلسلہ چلتا ہے پھر اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں اے مختلف آسمانوں پر رہنے والو! واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام فرشتے اپنے اپنے آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ والے اپنے مقام پر چلے جاتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں تم کہاں تھے تو وہ وہی جواب دیتے ہیں جو جواب انہوں نے آسمان دنیا والوں کو دیا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ والے فرشتے بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں۔ یہ آواز جنت الماویٰ میں سنی جاتی ہے پھر جنت النعیم میں پھر جنت عدن اس کے بعد جنت الفردوس میں اور پھر اللہ تعالیٰ کا عرش یہ آواز سنتا ہے۔ چنانچہ عرش الٰہی بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور اس کی واحدانیت کا ذکر کرتا ہے اور تمام جہانوں کو پالنے والے کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی ثناء کرتا ہے کہ اس نے اس امت کو یہ مقام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عرش

سے فرماتا ہے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے اے میرے عرش! تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی؟ وہ کہتا ہے یا اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے گزشتہ رات حضرت محمد ﷺ کی امت کے نیک لوگوں کی بخشش فرمائی اور ان میں سے بدکار لوگوں کے بارے میں نیک لوگوں کی سفارش قبول کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے عرش! تو نے سچ کہا اور حضرت محمد ﷺ کی امت کے لئے میرے ہاں وہ قدر ومنزلت ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب لیلۃ القدر میں آسمان سے اترتے ہیں تو ہر شخص سے مصافحہ اور سلام کرتے ہیں۔ اس کی علامت جسم پر بالوں کا کھڑا ہونا' دل کا نرم ہونا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا ہے اس لئے ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے لئے مغموم رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ آپ مغموم نہ ہوں۔ میں آپ کی امت کو دنیا سے اس وقت تک نہیں لے جاؤں گا جب تک ان کو انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات نہ دوں (نبیوں کے ساتھ برابری مراد نہیں کیونکہ امتی نبی کے برابر ہو ہی نہیں سکتا۔ ایں خیال است ومحال است وجنون۔ بلکہ حضرت جبرائیل اور فرشتوں کے اترنے کی مناسبت سے ایسا فرمایا گیا) اور یہ اس طرح کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر فرشتے روح' رسالت' وحی اور کرامت کے ساتھ اترتے ہیں اسی طرح فرشتے لیلۃ القدر میں آپ کی امت پر میری طرف سے سلام اور رحمت کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین)

شب قدر کو پوشیدہ کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

۱- دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسم اعظم' جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

۲- اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا۔ ذوق عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

۳- اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۴- اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے اس لئے رات کی تعین نہ فرمائی تا کہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزاریں۔

۵- عدم تعین کی وجہ گناہ گاروں پر شفقت بھی ہے کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہو جاتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو لیلۃ القدر سے قطعی طور پر کیوں نہیں مطلع کیا جس طرح جمعہ کی رات یقینی طور پر بتا دی گئی ہے اس شخص کو جواب میں کہا جائے گا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف اس رات کے عمل پر بھروسا نہ کر بیٹھیں اور کہیں کہ ہم نے ایسی رات میں عمل کیا ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخش دیا۔ اس کے ہاں ہمیں درجات اور جنت حاصل ہوگئی لہٰذا اب کوئی عمل نہ کرو اور مطمئن ہو جاؤ اس طرح ان پر امید غالب ہو جاتی اور وہ ہلاک ہو جاتے۔

لیلۃ القدر کا مخفی رکھنا اسی طرح ہے جس طرح لوگوں کو موت کا وقت نہ بتایا گیا تا کہ طویل عمر والا شخص یہ نہ کہے کہ میں خواہشات و لذات اور دنیوی نعمتوں کی پیروی کروں گا۔ جب میری موت کا وقت قریب ہوگا تو توبہ کرلوں گا اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں گا۔ اس طرح میں توبہ کرنے والا اور نیک وکار ہو کر دنیا سے رخصت ہوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان کی موت سے آگاہ نہ فرمایا تا کہ وہ ہر وقت موت کے آنے کا ڈر محسوس کریں اور نیک عمل کریں۔ ہمیشہ توبہ کرتے رہیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کرتے رہیں اور جب ان کی موت آئے تو وہ اچھے حال پر ہوں۔ دنیا میں وہ طرح طرح کی لذتوں سے محظوظ ہوں اور آخرت میں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پائیں۔

مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں مخفی رکھا۔

اول......اپنی رضا کو عبادت میں مخفی رکھا۔

دوم......اپنے غضب کو گناہوں میں پوشیدہ رکھا۔

سوم......درمیانی نماز (صلوٰۃ وسطیٰ) کو نمازوں میں مخفی رکھا۔

چہارم......مخلوق میں اپنے دوستوں کو پوشیدہ رکھا۔

پنجم......لیلۃ القدر کو رمضان کے مہینے میں مخفی رکھا۔ (غنیۃ الطالبین)

امتِ مصطفیٰ کو پانچ راتوں سے فضیلت دی گئی

نبی اکرم ﷺ کو پانچ راتیں عطا کی گئیں۔ پہلی رات معجزے اور قدرت کی رات ہے اور یہ چاند کے پھٹ جانے کی رات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اقتربت الساعة قیامت قریب آ گئی۔ وانشق القمر اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا آپ کے عصا مارنے سے پھٹا لیکن نبی اکرم ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے ٹکڑے ہوئے لہٰذا یہ بہت بڑا معجزہ اور قدرت ہے۔

دوسری رات دعوت وقبولیت کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذصرفنا الیك نفراً من الجن یستمعون القرآن	اور جب ہم نے آپ کی طرف کتنے ہی جن پھیرے جو کان لگا کر قرآن سنتے ہیں۔

تیسری رات حکم اور فیصلے کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انا انزلنا فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین ۔ فیها یفرق کل امر حکیم ۔	بے شک ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں ہر حکمت والے کام کی تعلیم ہوتی ہے۔

چوتھی رات قرب خداوندی کی رات ہے اور یہ معراج شریف کی رات ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد	اس ذات کے لئے پاکیزگی ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجد حرام سے

الاقصا الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر .

مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ دیکھتا سنتا ہے۔

پانچویں رات سلام وتحیت کی رات ہے اور وہ لیلۃ القدر ہے۔

(غنیۃ الطالبین مترجم ص ۴۶۵، ص ۴۶۶)

جنہوں نے تعیین فرمائی

بعض علماء نے شب قدر کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے ہم یہاں چند اقوال پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱- رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان

لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (البخاری)

چونکہ اعتکاف کا مقصد بھی تلاش لیلۃ القدر ہے اس لئے ان آخری ایام کا اعتکاف سنت قرار دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب تک اللہ تعالیٰ نے اس شب قدر کی تعیین سے آگاہ نہیں فرمایا تھا آپ اس کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف کرتے تھے لیکن جب آگاہ فرما دیا گیا تو وصال تک صرف آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔

۲- رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب قدر کی رات ہے۔

جمہور علماء اسلام کی یہی رائے ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد اختلف العلماء فی ذالک والذی علیه المعظم انها لیله سبع وعشرین

علماء کا شب قدر کی تعیین کے بارے میں اختلاف ہے لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ یہ (رمضان کی) ستائیسویں رات ہے۔

(القرطبی، ۲۰: ۱۳۴)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

وکثیر منهم ذهب الی انها اللیلة السابعة من تلك الاوتار

علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ساتویں ہے (روح المعانی ۳۰: ۲۲۴)

ترجمان قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہے۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص پورا سال عبادت کرے گا وہ شب قدر کو پا لے گا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں سے ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے لیکن آپ نے اس کا ذکر اس لئے ترک کر دیا تا کہ لوگ فقط اسی رات کو نہ جاگیں بلکہ پورا سال عبادت کریں اور اس کے بعد حلف اٹھا کر کہا کہ وہ رات ستائیسویں ہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسالت مآب ﷺ نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے۔

۱- لیلۃ القدر کے الفاظ ۹ حروف پر مشتمل ہیں اور یہ الفاظ اس سورۂ مبارکہ میں تین دفعہ آئے ہیں جن کا مجموعہ ستائیس بن جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے آپ کی یہ دلیل ان الفاظ میں بیان کی ہے:

انه قال لیلة القدر تسعة حروف وهو مذکور ثلاث مرات فتکون السابعة والعشرین

لفظ لیلۃ القدر کے ۹ حروف ہیں اور اس کا تذکرہ تین دفعہ ہوا ہے اور مجموعہ ۲۷ ہوگا۔

(تفسیر کبیر، ۳۲: ۳۰)

۲- سورۃ القدر کے کل ۳۰ الفاظ ہیں جن کے ذریعے شب قدر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس سورہ میں جس لفظ کے ساتھ اس رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ

Scanned with CamScanner

"ھی"، ضمیر ہے اور یہ لفظ اس سورۃ کا ستائیسواں لفظ ہے۔

ان السورۃ ثلاثون کلمۃ وقولہ (ھی) ھی السابعۃ وعشرون فیھا	سورۃ (قدر کے) کل کلمات تیس ہیں (اور ان میں) ہی ستائیسواں کلمہ ہے۔

(تفسیر کبیر، ۳۲:۳۰)

اسی دلیل کو امام ابوبکر الوراق نے یوں بیان کیا ہے کہ رمضان کی تیس راتوں کی طرح اس سورۃ کے بھی تیس الفاظ ہیں گویا ہر لفظ رمضان کی ایک رات پر دال ہے۔ لہٰذا ان میں سے "ھی" ستائیسواں لفظ ہونے کی وجہ سے ستائیسویں رات پر دلالت کر رہا ہے۔

(القرطبی، ۱۰:۱۳۶)

۳- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شب قدر کی تعیین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

احب الاعداد الی اللہ تعالی الوتر واحب الوتر الیہ السبعۃ فذکر السموات السبع والارضین السبع والاسبوع وعدد الطواف (تفسیر کبیر، ۳۲:۳۰)	اللہ تعالیٰ کو طاق عدد پسند ہیں اور طاق عددوں میں سے بھی سات کے عدد کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کائنات کی تخلیق میں سات کے عدد کو نمایاں کر رہا ہے مثلاً آسمان سات، زمینیں سات، ہفتہ کے دن سات، طواف کے چکر سات وغیرہ۔

اس کی وضاحت میں غنیۃ الطالبین کے اندر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہے میں نے راتوں میں غور کیا تو میں نے ستائیسویں رات کو زیادہ بہتر جانا۔ انہوں نے وہی بات بیان فرمائی جو ابھی ہم سات کے ذکر میں بتائیں گے۔ انہوں نے فرمایا آسمان سات ہیں، زمینیں سات ہیں، راتیں سات ہیں، دریا سات ہیں، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے چکر سات ہیں، بیت اللہ شریف کے طواف میں سات (چکر) جمروں کی کنکریاں سات، انسانی تخلیق کے مراحل سات، اس کا رزق سات (دانوں) سے

ہے، اس کے چہرے میں سات سوراخ ہیں، خواتیم سات ہیں، سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں، قرآن پاک کی قرأت سات طریقوں سے ہے دوبارہ اترنے والی (سورۃ فاتحہ کی) آیات سات ہیں سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے، جہنم کے دروازے سات ہیں اور اس کے نام بھی سات ہیں، اس کے درجے سات ہیں، اصحاب کہف سات ہیں، قوم عاد آندھی کے ساتھ سات راتوں میں ہلاک ہوئی، حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں سات سال رہے، سورۃ یوسف میں مذکورہ گائیں سات ہیں، قحط سالی کے سال سات اور فراخی و کشادگی کے سال سات ہیں، پانچ نمازوں کی سترہ رکعتیں ہیں (یعنی فرائض) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سات روزے رکھو جب تم (حج سے) واپس آؤ، نسب سے سات عورتیں حرام ہیں اور سسرالی رشتے سے سات عورتیں حرام ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھوؤ (ایک حدیث کے مطابق) ایک بار مٹی کے ساتھ دھونا چاہیے۔ سورۃ قدر کے الفاظ "ھی" تک ستائیس ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال آزمائش میں رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری عمر سات سال تھی جب حضور ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ موسم سرما کا اختتام سات دنوں سے ہوتا ہے، ماہِ شباط (فروری) کے آخری تین اور ماہ آخر (مارچ) کے پہلے چار دن......

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کے شہید سات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والا، طاعون سے فوت ہونے والا، سل کی مرض سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، جل کر مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا اور بچے کی پیدائش کے دوران مرنے والی عورت۔ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے "والشمس وضحھا" سے "ونفس وما سواھا" تک۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد مبارک اپنے زمانے کے گزوں کے مطابق سات گز تھا۔

شب قدر کی پہچان:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جب تیئس رمضان کو شب قدر قرار دیا تو حضرت زر بن حبیش نے ان سے پوچھا کہ اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے تو انہوں نے فرمایا:

بـالعلامة التی اخبرنا بها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انها تطلع یومئذ لاشعاع لها کانها طشت (مسلم: فضل لیلۃ القدر)

وہ علامت جو حضور ﷺ نے بیان فرمائی کہ اس دن کا سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے جیسا کہ طشت۔

اسی روایت کے الفاظ مسند احمد میں اس طرح ہیں:

وایة ذلک ان الشمس یصبح الغدمن تلک اللیة ترقرق لیس لها شعاع۔

اس کی علامت اس کی صبح کا سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہونا ہے۔

مسلم شریف کتاب الصیام کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں لیلۃ القدر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایکم یذکر حین طلع القمر وهومثل شق جفنه

تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ اس رات چاند پیالے کی طرح طلوع ہوا تھا۔

مسند طیالسی ص ۳۴۹ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لیلة سمحة طلقة لاحارة ولاباردة تصبح شمسها صبیحتها ضعیفة حمراء

یہ رات انتہائی معتدل اور صاف ہے، نہ گرم نہ ٹھنڈی اس دن کا سورج سرخی مائل طلوع ہوتا ہے۔

شب قدر کو پانا آسان کر دیا گیا:

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی العشاء الاخیرة فی جماعة فی رمضان فقد ادرک لیلة القدر

(صحیح ابن خزیمہ: ص ۳۳۳ ج ۳)

جو شخص (سارا رمضان) عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا رہا اس نے شب قدر (میں سے اپنے حصے) کو پالیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ من قامها ابتغاء هاثم وقعت له غفرله

ماتقدم من ذنبه وماتاخر (مسند احمد: ص ۳۱۸ ج ۵)

جس نے اس کی تلاش میں قیام کیا اور اس کو پالیا اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

لیلۃ القدر قیامت تک باقی ہے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اس خدشے پر کہ شاید حضور ﷺ کے وصال کے ساتھ لیلۃ القدر بھی اٹھالی جائے آپ ﷺ نے فرمایا بل هی الی یوم القیامة نہیں بلکہ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ (نسائی)

بعض لوگوں نے دور صحابہ میں جب اس قسم کی بات کی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کذب من قال ذلک جو شب قدر کو اٹھا لینے کی بات کرے وہ جھوٹا ہے۔

(فتح الباری: ص ۲۱۲ ج ۴)

باقی رہا یہ کہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کا بتانے آ رہا تھا کہ فلاں فلاں کے جھگڑنے کی وجہ سے اس کو اٹھالیا گیا ہے تو اس سے مراد صرف اس کی تعیین کا اٹھالیا جانا ہے ورنہ آپ ﷺ کیوں فرماتے وعسی ان یکون خیرالکم فالتمسوها فی التاسعة والسابعة والخامسة (بخاری: فضل لیلۃ القدر)

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب انہوں نے پوچھا کہ کیا یہ رات رمضان میں ہی ہوتی ہے یا غیر رمضان میں بھی تو آپ نے فرمایا:

ہوسکتا ہے اس کا مخفی رہنا تمہارے لئے بہتر ہو تم اسے (آخری عشرے کی) نو، سات اور پانچ میں تلاش (کرسکتے ہو یا) کرو۔

بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے مطابق:

المراد انه انسی علم تعینها فی تلک السنة۔ (فتح الباری ص ۲۰۸ ج ۴)

مراد یہ ہے کہ (صرف) اس سال اس کی تعیین کا علم اُٹھایا گیا اور ایک جگہ پہ یہی ابن حجر لکھتے ہیں:

اذا تقدر ان الذی ارتفع علم تعینها تلک السنة (ایضاً ص ۲۱۷ ج ۴)

یہ پکی بات ہے کہ اسی ایک سال اس کی تعیین کا علم اُٹھالیا گیا۔

کیا حضور علیہ السلام کو شبِ قدر کا علم نہ تھا؟

مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۸ ج ۳ اور المعجم الکبیر میں امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے کہ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اس رات کے بارے میں فرمائیں جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا جاسکے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا:

لولا ان تترک الناس الصلوٰۃ الا تلک اللیلۃ لا خبرتک

اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں کو نماز ترک نہ کردیتے تو میں تجھے بتادیتا۔

یعنی نہ بتانے کی حکمت بتادی کہ کہیں لوگ اسی رات کی عبادت پر اکتفا نہ کرلیں۔

ایک صحابی (حضرت مرثد رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ منیٰ میں جمرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے شب قدر کے بارے میں جتنا حضور علیہ السلام سے پوچھا اتنا کسی نے نہ پوچھا اور حضور علیہ السلام سے حضرت ابوذر کے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب انہوں نے پوچھا: کیا یہ رات رمضان میں ہی ہوتی ہے یا غیر رمضان میں بھی؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

بل ھی فی رمضان بلکہ یہ صرف رمضان میں ہی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی اٹھائی جاتی ہے یا قیامت تک رہتی ہے (یعنی کیا آپ کے وصال کے ساتھ اٹھا تو نہ لی جائے گی) تو آپ ﷺ نے فرمایا **بل ھی الی یوم القیمة** نہیں بلکہ قیامت تک باقی رہے گی پھر میرے اس سوال پر کہ یہ رات رمضان کے کس عشرے میں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اسے پہلے یا آخری عشرہ میں تلاش کرو پھر کچھ دیر کے بعد میں نے ان دونوں عشروں میں سے ایک عشرے کی تعیین کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے آخری عشرے کا بتایا اور فرمایا **لا تسالنی عن شیء بعدھا** اب کوئی سوال نہ کرنا۔

پھر کچھ دیر ٹھہر کر میں نے سوال کر ڈالا تو آپ ﷺ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس سے

پہلے کبھی اتنے ناراض نہ ہوئے تھے اور ساتھ یہ فرمایا **ان اللہ لو شاء لاطلعکم علیها التمسوھا فی السبع الاواخر** اگر اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا تو تمہیں اس کی اطلاع فرمادیتا۔ بس رمضان کی آخری سات راتوں میں ڈھونڈ لو۔ (المستدرک للحاکم علی شرائط المسلم: ص ۴۳۷ ج ۱)

حضور ﷺ سے آپ کے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا لیلۃ القدر کے بارے میں اس قدر سوالات کرنا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ صحابہ کرام کم از کم یہ تو جانتے تھے کہ حضور ﷺ کو اس رات کا پورا علم ہے۔

خلاصہ بحث:

بہر حال لیلۃ القدر ''جونسی'' رات بھی ہو اور جس کا ذہن جس رات کی طرف جائے اس کو اس رات غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر اللہ کے حضور شب بیداری کرنی چاہیے۔ خود عبادت کرے، اپنے گھر والوں کو عبادت کرنے کے لئے بیدار رکھے۔ اس کو اہل مدینہ کا اور اہل بصرہ کا معمول قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے لطائف المعارف: ص ۳۴۶)

☆☆☆

رمضان شریف پر اجتماعی نظر

حدیث وسنت کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے: من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)

جس نے میری سنت سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے مجھ سے پیار کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اس عنوان کے تحت رمضان شریف سے متعلقہ احادیث جن کا اب تک ذکر نہیں ہو سکا ان کو فقہی مسائل کا عنوان دے کر ترجمہ کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ اس سے دو مقاصد کا حصول مطلوب ہے ایک تو مندرجہ بالا حدیث کے اندر بیان ہوا اور دوسرا یہ کہ فقہ اور حدیث مختلف نہیں بلکہ فقہ حدیث ہی کا خلاصہ، نچوڑ اور مغز ہے اور فقہاء و محدثین دونوں کا مقصد ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

رمضان شریف میں عمرہ حج کے برابر:

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ حضور ﷺ نے انصار کی ایک عورت (ام سنان) جس کا نام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو لیا مگر میں بھول گیا کو فرمایا:

مامنعک ان تحجی معنا قالت لم یکن لنا الا ناضحان فحج

ابو ولدھا وابنھا علی ناضح وترک لنا ناضحا ننضح علیہ قال فاذا جاء رمضان فاعتمری فان عمرۃ فیہ تعدل حجۃ (رواہ مسلم)

تم میرے ساتھ حج پر کیوں نہیں چلتیں؟ عورت نے عرض کیا ہمارے پاس صرف دو ہی اونٹ تھے ایک پر میرا شوہر اور بیٹا دونوں حج کے لئے گئے ہیں اب ایک اونٹ گھر میں ہے جس پر ہم پانی وغیرہ لاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا رمضان آئے تو عمرہ کر لینا اس کا ثواب بھی حج کے برابر ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایک ملک سے رمضان کے روزے مکمل کر کے دوسرے ملک جانا جہاں ابھی رمضان موجود ہے:

عن کریب مولی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما ان ام الفضل بعثتہ الی معاویۃ بالشام، فقال فقدمت الشام، فقضیت حاجتھا واستھل علی رمضان وانا بالشام فرایت الھلال لیلۃ الجمعۃ ثم قدمت المدینۃ فی اخر الشھر فسالنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما ثم ذکر الھلال فقال متی رایتم الھلال؟ فقلت رایناہ لیلۃ الجمعۃ فقال انت رایتہ؟ قلت نعم وراہ الناس وصاموا وصام معاویۃ۔ فقال لکنا رایناہ لیلۃ السبت فلانزال نصوم حتی نکمل ثلاثین اونراہ فقلت افلا تکتفی برویۃ معاویۃ وصیامہ؟ فقال لاھکذا امرنا رسول اللہ: رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد و النسائی:

حضرت کریب رضی اللہ عنہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام) سے مروی ہے کہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے انہیں حضرت معاویہ کے پاس (کسی کام سے) شام بھیجا۔ کریب کہتے ہیں کہ میں نے شام آ کر ان کا کام کیا۔ میں ابھی شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند نظر آ گیا۔ میں نے بھی

جمعہ کی رات چاند دیکھا پھر میں رمضان کے آخر میں مدینہ (واپس) آ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے چاند کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے (وہاں) چاند کب دیکھا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہم نے تو جمعہ کی رات دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے پھر پوچھا کیا تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ بہت سے دوسرے آدمیوں نے بھی دیکھا تھا اور سب لوگوں نے حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ (دوسرے دن یعنی ہفتہ کا) روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا ہم نے تو چاند ہفتہ کے دن (یعنی ایک دن کے فرق سے) دیکھا ہے۔ ہم اسی حساب سے روزے رکھتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تیس دن پورے کرلیں یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ لوگ حضرت معاویہ ؓ کی رؤیت اور ان کے روزے کو کافی نہیں سمجھتے؟ فرمایا نہیں ہمیں رسول اکرم ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

اسے احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

ریاکاری کا روزہ:

حضرت شداد بن اوس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک (مسند احمد)

جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے نام ونمود کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

روزے کی نیت کب کی جائے؟

عن حفصة رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلاصیام له . رواه ابوداؤد والترمذی .

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عن عائشة ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: دخل علی النبی ﷺ ذات یوم فقال ھل عندکم شئی فقلنا لاقال فانی اذن صائم ثم اتانا یوما اخر فقلنا یارسول اللہ اھدی لنا حیس فقال ارینیه فلقد اصبحت صائما فاکل (رواه مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے۔

ہم نے کہا ”نہیں“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اچھا تو پھر میرا روزہ ہے“ کسی اور دن پھر نبی اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حیس (حلوہ) کا تحفہ آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تو لاؤ میں صبح سے روزے سے تھا“ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھالیا۔

توضیح وتشریح:

روزے کی نیت کے بارے میں وضاحت اس طرح ہے کہ ادائے روزہ رمضان، نذر معین اور نفلی روزے کی نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے اور ضحوۂ کبریٰ اس میں شامل نہیں بلکہ اس سے پہلے پہلے کرلی جائے لہٰذا سورج کے ڈوبنے سے لے کر اگلے دن ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے نیت کرلی تو روزہ ہو جائے گا نفلی روزے سے مراد عام ہے خواہ سنت ہو، مستحب ہو یا مکروہ (شامی)

دن میں نیت کرے تو یہ بھی ضروری ہے یوں نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزے دار ہوں اور اگر یہ نیت کی کہ اب سے روزے دار ہوں تو روزہ نہ ہوا (جوہرہ نیرہ)

اگرچہ مذکورہ تین اقسام کے روزوں کی نیت دن میں ہو سکتی ہے مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے (ایضاً)

اگر یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہ ہوگا ورنہ روزہ، یہ نیت درست نہیں

اور وہ شخص روزہ دار نہ ہوگا (عالمگیری)

اگر رمضان کے کسی دن نہ روزے کی نیت کی اور نہ عدم روزہ کی اگرچہ رمضان کا مہینہ معلوم ہے تو روزہ نہ ہوا (ایضاً)

مذکورہ تین اقسام کے علاوہ مثلاً قضا' نذر معین کے روزے کی قضا' کفارہ کا روزہ وغیرہ ان سب کی نیت رات سے لے کر صبح صادق تک کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے خاص اس معین روزے کی نیت کی جائے اور اگر اس وقت میں نیت نہ کر سکا اور دن میں کی تو یہ نفلی روزے ہوں گے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اگرچہ یہ اس کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہ ہوگا بلکہ نفلی ہوگا۔

(درمختار' بہار شریعت: ص ۵۳ ج ۵)

فلاح سے مراد کیا ہے؟

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صمنا مع رسول اللہ ﷺ فلم یصل بنا حتی بقی سبع من الشھر فقام بنا حتی ذھب ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی السادسة وقام بنا فی الخامسة حتی ذھب شطر اللیل فقلنا یارسول اللہ لو نفلتنا بقیة لیلتنا ھذہ؟ فقال انہ من قام مع الامام حتی ینصرف کتب لہ قیام لیلة ثم لم یقم بنا حتی بقی ثلاث من الشھر فصلی بنا فی الثالثة ودعا اھلہ ونساءہ فقام بنا حتی تخوفنا الفلاح قلت لہ وما الفلاح؟ قال السحور . رواہ الخمسة وصححہ الترمذی .

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ رمضان کے سات دن باقی رہ گئے (یعنی تیئسویں رات) تہائی گزر جانے تک نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز تراویح پڑھائی پھر حضور اکرم ﷺ نے چوبیسویں شب کو نماز تراویح نہیں پڑھائی پچیسویں شب آدھی گزر جانے تک

نماز تراویح پڑھائی۔ ہم نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا اچھا ہوا اگر آپ رمضان کی باقی راتوں میں بھی ہمیں نفل نماز پڑھائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے امام کے فارغ ہونے تک امام کے ساتھ قیام کیا (یعنی نماز تراویح باجماعت ادا کی) اس کے لئے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا پھر حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز تراویح نہیں پڑھائی حتیٰ کہ تین روز باقی رہ گئے اور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ستائیسویں شب نماز پڑھائی جس میں اپنے اہل وعیال کو بھی شامل کیا۔ یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے ختم ہونے کا ڈر ہوا۔ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا فلاح کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''سحری'' اسے مسلم' ابوداؤد و ترمذی' نسائی' ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

رمضان سے متعلقہ چند دیگر عنوانات

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وفی الرکعة الثانیة قل یا ایھا الکفرون وفی الثالثة بقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرھن (رواہ النسائی)

حضور ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۂ الاعلیٰ' دوسری میں سورۂ الکفرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت فرماتے اور سلام صرف آخر میں پھیرتے۔

☆ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ– انہ قنت فقال: بسم اللہ الرحمن الرحیم: اللھم انا نستعینك ونستھدیك ونستغفرك ونتوب الیك' ونومن بك ونتوکل علیك' ونثنی علیك الخیر کلہ ونشکرك" ولا نکفرك ونخلع ونترك من یفجرك . اللھم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد والیك نسعی ونحفد ونرجوا رحمتك

Scanned with CamScanner

ونخشى عذابك' ان عذابك الجد بالكفار ملحق رواه الاثرم .

حضرت عمر ؓ یہ دعا قنوت پڑھا کرتے تھے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' یااللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں' تجھ سے ہدایت اور بخشش کے طلبگار ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں' تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تیری ہر طرح کی بہترین تعریف کرتے ہیں۔ تیرا شکر ادا کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے جو شخص تیری نافرمانی کرے ہم اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اسے چھوڑتے ہیں۔ یااللہ! ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔ صرف تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں صرف تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں صرف تیری ہی راہ میں محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک کافروں کو عذاب پہنچ کر رہے گا۔ اسے اثرم نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ ؓ کو حضور ﷺ نے وتروں میں مندرجہ ذیل دعا قنوت لکھوائی:

اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت وبارك لي فيما اعطيت وقني شر ما قضيت فانك تقضي ولا تقضىٰ عليك انه لايذل من واليت ولايعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

☆عن عبدالله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال لم يفقه من قرأ القرآن في اقل من ثلاث . (رواه ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تین رات سے کم وقت میں قرآن کریم ختم کرتا ہے وہ قرآن کو نہیں سمجھتا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

☆ عن عائشة رضى الله عنها قالت لا اعلم رسول الله ﷺ قرأ

القرآن كله في ليلة ولاقام ليلة حتى اصبح ولا صام شهراً كاملاً غير رمضان (رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی پورا قرآن ایک رات میں ختم کیا ہو اور نہ ہی آپ نے کبھی پوری رات قیام میں گزاری اور نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے۔

عبادت میں اعتدال بہتر ہے:

☆ عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ ليصل احدكم نشاطه واذا فتر فليقعد . متفق عليه .

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نفل نماز اپنی طبیعت کی خوشی اور شوق کے مطابق پڑھو جب طبیعت تھک جائے تو بیٹھ جاؤ۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ خذوا من الأعمال ماتطيقون فان الله لايمل حتى تملوا . متفق عليه .

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ہمت کے مطابق عبادت کرو۔ اللہ کبھی نہیں تھکتا جبکہ تم تھک جاتے ہو۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ يا عبدالله لاتكن مثل فلان كان يقوم الليل فترك قيام الليل . رواه مسلم .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! تم فلاں آدمی کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو (عبادت کیلئے) اٹھا کرتا تھا اب اس نے اٹھنا چھوڑ دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

(مندرجہ بالا پانچ احادیث بظاہر رمضان شریف سے متعلقہ دکھائی نہیں دیتیں لیکن بغور جائزہ لیا جائے گا تو' ان کا رمضان شریف سے گہرا تعلق نظر آئے گا۔ فتامل)

حیض ونفاس والی اور دودھ پلانے والی روزہ نہ رکھے:

☆عن ابی سعید نِ الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال النبی ﷺ الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم ۔ فذلک من نقصان دینھا ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا ایسا نہیں (یعنی ایسا ہی ہے) کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے اور اس کے دین میں کمی کی یہی وجہ ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

☆قال ابوالزناد ان السنن ووجوہ الحق لتاتی کثیراً علی خلاف الرای فلا یجد المسلمون بدا من اتباعھا من ذلک ان الحائض تقضی الصیام ولاتقضی الصلاۃ ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ کہتے ہیں مسنون اور شرعی احکام بسا اوقات رائے اور قیاس کے برعکس ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں پر ان احکام کی پیروی کرنا لازم ہے۔ انہی احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا تو دے لیکن نماز قضا نہ دے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

شیخ فانی اور مریض کو رخصت:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: رخص للشیخ الکبیر ان یفطر ویطعم عن کل یوم مسکینا ولاقضاء علیہ ۔ رواہ الدارقطنی والحاکم ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بوڑھے آدمی کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی گئی ہے لیکن وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو (دو وقت کا)

کھانا کھلائے اور اس پر کوئی قضا نہیں۔ اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

قضا روزے متفرق رکھے یا مسلسل ولگاتار:

عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: نزلت فعدۃ من ایام اخر متتابعات فسقطت متتابعات ۔ رواہ الدار قطنی فقال اسناد صحیح ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ روزوں کے بارے میں پہلے یہ آیت نازل ہوئی کہ (قضا) روزے (رمضان کے) دوسرے دنوں میں مسلسل رکھے جائیں لیکن بعد میں مسلسل روزے رکھنے کا حکم ختم ہوگیا۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔

قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما لاباس ان یفرق لقول اللہ تعالٰی فعدۃ من ایام اخر ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (قضا روزے رکھنے میں) الگ الگ روزے رکھے جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کی جائے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

نفلی روزہ توڑنا:

عن ام ھانی رضی اللہ تعالٰی عنہا ان رسول اللہ ﷺ شرب شراباً فناولھا لتشرب فقالت انی کنت صائمۃ ولکنی کرھت ان ارد سورک فقال ان کان قضاء من رمضان فاقضی یوما مکانہ وان کان تطوعا فان شئت فاقضی وان شئت فلاتقضی ۔ رواہ احمد وابوداؤد ۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی پی کر بچا ہوا پانی ام ہانی رضی اللہ عنہا کو دیا۔ انہوں نے کہا میرا تو روزہ ہے لیکن آپ ﷺ کا تبرک واپس کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا اگر رمضان کا روزہ قضا ہے تو

اس کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھ لینا لیکن اگر نفلی روزہ ہے تو چاہے قضا رکھو چاہے نہ رکھو۔ اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(حضور ﷺ کا تبرک پانے کے لئے روزہ توڑ دیا کس نے حضور کی صحابیہ اور علی المرتضیٰ کی ہمشیرہ نے' یہ کس عقیدے کی نشاندہی ہے؟

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

یاد رہے کہ قرآن پاک کی آیت **لاتبطلوا اعمالکم** کی وجہ سے فقہ حنفی میں نفلی روزہ توڑ دیا تو بھی قضا ضروری ہے)

روزہ دار کا سرمہ لگانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **کان یکتحل وھو صائم**

(ابوداؤد: کتاب الصیام)

حضور ﷺ روزے کی حالت میں سرمہ لگا لیا کرتے۔

جن روایت میں روزے کی حالت میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین کے مطابق **ھو حدیث منکر** (ابوداؤد: کتاب الصیام) وہ روایت منکر (ناقابل استدلال) ہے۔

روزے کی حالت میں مسواک کرنا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **رایت النبی صلی الله علیه وسلم لیستاک وھو صائم مالا احصی او اعد** (بخاری)

میں نے حضور ﷺ کو اتنی مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا کہ شمار نہیں کر سکتا۔

روزے دار کا گرمی کی وجہ سے سر پر پانی بہانا:

عن ابی بکر بن عبدالرحمن رحمته الله علیه عن رجل من

اصحاب النبی ﷺ قال رایت النبی ﷺ یصب الماء علی راسه من الحر وھو صائم ۔ رواہ ابوداؤد ۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ روزے میں گرمی کی وجہ سے سر پر پانی بہا رہے تھے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

احتلام' مذی' ودی سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

قال ابن عباس وعکرمة رضی الله عنهم الصوم مما دخل ولیس مما خرج ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ روزہ کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے جسم سے خارج ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ان چیزوں سے بھی روزہ قائم رہتا ہے:

☆قال ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه اذا کان صوم احدکم فلیصبح دهینا مترجلا ۔

☆قال الحسن لا باس بالسعوط للصائم ان لم یصل الی حلقه ویکتحل ۔

☆قال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما لاباس ان یتطعم القدر او الشئی ۔

☆قال عطاء وقتادہ یبتلع ریقه ۔ قال الحسن ان دخل حلقه الذباب فلا شئی علیه بل ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ثوبا فالقاہ علیه وھو صائم ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو اسے تیل

اور کنگھی کا استعمال کر لینا چاہئے۔

حضرت حسن ؒ فرماتے ہیں روزہ دار کے لئے ناک میں دوا ڈال لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ حلق تک نہ پہنچے نیز روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں روزہ دار ہنڈیا کسی دوسری چیز کا ذائقہ چکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عطاء ؒ اور قتادہ ؒ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔

حضرت حسن ؒ نے کہا اگر مکھی روزہ دار کے حلق میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر ؓ نے روزہ کی حالت میں کپڑا تر کیا اور اپنے جسم پر ڈالا۔

☆ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال هششت یوما فقبلت وانا صائم فاتیت النبی ﷺ فقلت صنعت الیوم امرا عظیما قبلت وانا صائم فقال: ارایت لو تمضمضت بماء وانت صائم قلت لاباس بذلك فقال رسول اللہ ﷺ ففیم؟ رواہ احمد و ابوداؤد ۔

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے ایک روز میرا جی چاہا اور میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج میں نے بہت بڑا (غلط) کام کیا ہے۔ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا بتاؤ اگر تم روزے کی حالت میں کلی کر لو تو پھر؟ میں نے عرض کیا کلی میں کیا حرج ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر کس چیز میں حرج ہے (یعنی بوسہ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں) اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

☆ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: کان رسول اللہ ﷺ یقبل ویباشر وهو صائم وکان املککم لاربه ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے اور

بغلگیر ہوتے لیکن یہ بات ہے کہ وہ اپنی شہوت پر سب سے زیادہ قابو پانے والے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

☆ عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان رجلاً سال النبی ﷺ عن المباشرة للصائم فرخص له واتاه اخر فنهاه عنها فاذا الذی رخص له شیخ واذا الذی نهاه شاب ۔ رواہ ابوداؤد ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے روزے کی حالت میں (بیوی سے) بغلگیر ہونے کے بارے میں سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت دے دی پھر ایک اور آدمی نے بھی وہی سوال پوچھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے منع فرما دیا (ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں) جس کو نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور جسے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا وہ جوان تھا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

روزے کی حالت میں پچھنے لگوانا:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال احتجم النبی ﷺ وهو صائم ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(علاج کے طور پر سوئی، بلیڈ یا استرے کے ساتھ پنڈلی یا جسم کے کسی بھی حصے سے خون نکالنے کو پچھنے لگوانا کہتے ہیں)

روزہ دار کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ نہ کرے:

عن لقیط بن صبرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قلت: یارسول اللہ اخبرنی عن الوضوء قال اسبغ الوضوء وخلل بین الاصابع وبالغ فی الاستنشاق الا ان تکون صائما ۔ رواہ ابوداؤد ۔

حضرت لقیط بن صبرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ وضو

Scanned with CamScanner

کے بارے میں مجھے کچھ بتایئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وضو پورا کرو انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو۔ اگر تمہارا روزہ نہ ہو۔

روزہ توڑ دیا لیکن کفارے کی طاقت نہیں:

عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال انی افطرت یوما من رمضان فقال لہ النبی ﷺ تصدق واستغفر اللہ وصم یوما مکانہ ۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المنصف ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں نے رمضان کا رزہ توڑ دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا صدقہ کر' اللہ سے معافی مانگ اور روزے کی قضا کر۔ اسے ابن ابی شیبہ نے منصف میں روایت کیا ہے۔

(آج بھی اگر کوئی شخص ایسی صورت حال سے دوچار ہو اور تینوں کاموں (ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا' پے درپے ساٹھ روزے رکھنا' غلام آزاد کرنا) میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے حسب استطاعت صدقہ کر دینا چاہئے لیکن جب تینوں میں سے کسی ایک کام کی بھی استطاعت حاصل ہو جائے تو کفارہ ادا کرنا لازمی ہوگا)

نفلی روزے کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا من صام یوما ابتغاء وجہہ بعدہ اللہ من جہنم کبعد غراب طائر وھو فرخ حتی مات ھرما ۔ رواہ احمد ۔

جس نے ایک نفلی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنا دور فرما دے گا جتنا کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ایک کوا اڑ کر فاصلہ طے کرتا ہے...... سبحان اللہ۔

قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من ذرعہ القیء وھو صائم فلیس علیہ ومن استقاء عمدا فلیقض ۔ رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ وصححہ ابن حبان والحاکم ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روزہ دار کو خود بخود قے آئے اس پر قضا نہیں ہے البتہ جو روزہ دار قصداً قے لائے وہ قضا روزہ رکھے اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے آ گئی تو منہ بھر ہے یا نہیں پھر ہر صورت میں وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی اور نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہیں تو روزہ قائم ہے اگرچہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور منہ بھر ہے اور اس نے خود لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے کے دانے کے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ یہ اس وقت ہے کہ قے میں کھانا آیا۔ اگر صفراء' خون یا بلغم آئی تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ (درمختار' عالمگیری' بہار شریعت: ص ۶۰ ج ۵)

عورت کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لایحل للمراۃ ان تصوم وزوجھا شاھد الاباذنہ ۔ رواہ البخاری ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

معتکف کی بیوی کا ملاقات کے لئے آنا:

عن صفیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: کان رسول اللہ ﷺ معتکفا

Scanned with CamScanner

فاتیه ازوره لیلا فحدثته ثم قمت لأنقلب فقام معی لیقلبنی

(متفق علیہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے میں رات کو نبی اکرم ﷺ سے ملنے آئی اور باتیں کرتی رہی۔ واپس جانے کے لئے اٹھی تو نبی اکرم ﷺ مجھے واپس چھوڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

باقی رہا یہ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو اعتکاف میں ملنے کیوں آئیں اور حضور ﷺ ان کو دروازے تک چھوڑنے کیوں گئے اس کی وجوہات محدثین نے یہ بیان کی ہیں کہ حضرت صفیہ یہود کے رئیس کی بیٹی تھیں جو گرفتار ہو کر آئیں اور حضور ﷺ نے آزاد فرما کر اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔ شاید ان پر حضور ﷺ کی جدائی شاق گزری ہو اور تنہائی میں ان کو وحشت ہوئی ہو۔ ان کے علاوہ دیگر ازواج مطہرات بھی دوران اعتکاف ملاقات کے لئے حاضر ہوتیں۔ (عمدۃ القاری: ص ۱۵۱ ج ۱۱)

بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو فرماتی ہیں

کان یخرج راسه من المسجد وهو معتکف فاغسله (بخاری: غسل المعتکف)

آپ ﷺ دوران اعتکاف سرانور مسجد سے نکالتے تھے اور میں دھوتی۔

ان کانت ترجل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وهی حائض وهو معتکف فی المسجد وهی فی حجرتها ینا ولها راسه

(بخاری شریف)

آپ حجرہ میں ہوتیں اور حضور ﷺ اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر ہوتے اور آپ ﷺ کے سرانور کی کنگھی کرتیں۔

عمدۃ القاری: ج ۱۱ ص ۱۵۸ پر ہے:

وکانت عائشة تقعد فی حجرتها من وراء القبة ویقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی المسجد خارج الحجرة فیمیل

راسه الیها۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں قبہ کے پیچھے ہوتیں اور حضور ﷺ حجرہ سے باہر مسجد میں سے اپنا سرانور ان کی طرف جھکا دیتے۔

حضرت صفیہ کو حضور ﷺ کا دروازہ تک چھوڑنے جانا اس لئے تھا کہ رات کا وقت تھا۔ آپ ﷺ نے عدم تحفظ محسوس فرمایا۔

یا اس لئے کہ ان کا حجرہ باقی ازواج کے حجرے سے قدرے دور تھا لہٰذا اکیلے بھیجنا مناسب نہ جانا۔ (فتح الباری: ص ۲۲۴ ج ۴)

معتکف یہ کام نہ کرے:

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: السنة علی المعتکف ان لا یعود مریضا ولا یشهد جنازة ولا یباشرها ولا یخرج لحاجة الا لما لابد منه ولا اعتکاف الا بصوم ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع

(ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ بیمار پرسی کے لئے نہ جائے، جنازہ میں شریک نہ ہو، اپنی بیوی کو نہ چھوئے اور نہ اس سے مجامعت کرے بغیر حاجت (پیشاب پاخانہ) کے اعتکاف گاہ (مسجد) سے نہ نکلے، اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایسی مسجد میں کہ جس میں جماعت نہ ہوتی ہو۔ (یاد رہے کہ معتکف چلتے چلتے مریض کی عیادت کر سکتا ہے جیسا کہ ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت جو حضرت عائشہ سے ہی مروی ہے گزر چکی)

ماہ رمضان کی جدائی:

الوداع اے ماہِ رمضاں الوداع — الوداع اللہ کے مہماں الوداع
تیرا آنا عاصیوں کے واسطے — بن گیا بخشش کا ساماں الوداع
تیرا آنا رحمت حق کا پیام — تیرا جانا عید رمضاں الوداع

Scanned with CamScanner

تجھ سے روشن تھے زمین و آسماں — اے چراغِ بزمِ امکاں الوداع
کانپ اٹھی روح رہ گیا تھرا کے دل — لب سے جب نکلا کہ رمضاں الوداع
اب میرے ہاتھوں سے اے ماہِ صیام — چھٹ رہا ہے تیرا داماں الوداع
فاسق و فاجر بھی مومن بن گئے — دینے والے درسِ قرآں الوداع
تیری راتوں کی عبادت بھی گئی — تیری صبحوں کی مسرت بھی گئی
بھوک میں رہ رہ کے لذت بھی گئی — اور پھر "قرآں" کی دولت بھی گئی
تیری آمد سے ہمیں عزت ملی — دین و دنیا کی ہمیں عظمت ملی
میری عزت تیری عظمت پر نثار — میرا ایمان تیری شوکت پر نثار
تیری گرد راہ خاکِ اولیاء — تیرا ذکر خیر جانِ اصفیاء
سال بھر تیرا رہے گا انتظار — ہم کو تڑپاتا رہے گا تیرا پیار

غنیۃ الطالبین میں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آنسو بہا کر اور اپنے منحوس نفس پر بلند آواز اور آہ و زاری کے ساتھ روتے ہوئے اس مہینے کو الوداع کہو اس لئے کہ کتنے ہی روزے دار ہیں جو آئندہ کبھی بھی روزہ نہیں رکھ سکیں گے اور کتنے ہی (رمضان کی راتوں میں) عبادت کرنے والے ہیں جو آئندہ کبھی بھی نہ کر سکیں گے اور مزدور جب کام سے فارغ ہوتا ہے تو اسے مزدوری دی جاتی ہے۔ اب ہم عمل سے فارغ ہو چکے ہیں لیکن کاش کہ میں جان سکتا ہمارے روزے اور قیام مقبول ہوا یا ہمارے منہ پر مار دیا جائے گا۔ کاش میں جان سکتا کہ ہم میں سے کون مقبول ہے اسے ہم مبارکباد پیش کرتے اور کسے رد کیا گیا تاکہ اس سے تعزیت کرتے۔

اے روزوں کے مہینے تجھ پر سلام' اے رات کو قیام کے مہینے تجھ پر سلام' اے ایمان کے مہینے تجھ پر سلام' اے قرآن کے مہینے تجھ پر سلام' اے نوروں کے مہینے تجھ پر سلام' اے بخشش کے مہینے تجھ پر سلام' اے درجاتِ جہنم کے مختلف درجوں سے نجات کے مہینے تجھ پر سلام' اے توبہ کرنے والوں' عبادت کرنے والوں کے مہینے تجھ پر سلام' اے عارفین کے مہینے تجھ پر سلام' اے عبادت میں کوشش کرنے والوں کے مہینے تجھ پر سلام' اے امن کے مہینے تجھ پر سلام' تو

گناہ گاروں کے لئے قید اور پرہیزگاروں کے لئے انس کا مہینہ تھا' قندیلوں' روشن چراغوں' بیدار آنکھوں' روشن محرابوں' قطرہ قطرہ بہنے والے آنسوؤں اور جلے ہوئے دلوں سے باہر آنے والے سانسوں پر سلام۔ یا اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جن کے روزوں اور نمازوں کو تو نے قبول کیا۔ ان کی برائیوں کو اچھائیوں میں بدل دیا۔ انہیں اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کیا اور ان کے درجات کو بلند کیا۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے آمین (ص ۴۷۲' ص ۴۷۳ مترجم)

صحابہ کرام و تابعین عظام کا عمل:

اس سے پہلے حضرت یعلی بن فضل کی روایت میں لطائف المعارف کے حوالے سے گزر چکا ہے **كانوا يدعون الله تعالٰى ستة اشهر ان يبلغهم رمضان ثم يدعونه ستة اشهر ان يتقبل منهم** (ص ۲۷۰)

(صحابہ کرام اور تابعین عظام) رمضان سے چھ مہینے پہلے یہ دعا شروع کر دیتے کہ اے اللہ ہمیں رمضان تک پہنچا اور رمضان شریف کے گزرنے کے چھ ماہ بعد تک یہ دعا کرتے رہتے کہ اے اللہ جو کچھ رمضان میں ہم سے ہو سکا اس کو قبول فرما۔ گویا چھ ماہ رمضان کے آنے سے پہلے ہی خوشیاں منانی شروع کر دیتے کہ رمضان آ رہا ہے اور چھ ماہ بعد تک رمضان کی جدائی کے غم میں رہتے۔ یہی ایک مومن کی شان ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

والذين يؤتون ما اتوا وقلوبهم وجلة انهم الى ربهم راجعون
(المومنون: ۵۸)

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیں (زکوٰۃ و صدقات و خیرات) اور ان کے دل ڈر رہے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی کوئی بھی نیکی کرتے ہیں تو بغلیں بجانے کی بجائے اپنے رب سے اس لئے ڈرتے ہیں کہ ہماری نیکی اور محنت قبول ہو جائے اور ضائع نہ ہو۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے ختم ہونے پر اپنی حکومت کے تمام شہروں

میں ایک مراسلہ جاری فرماتے جس میں لوگوں کو استغفار اور صدقۂ فطر کی تاکید وتلقین کی جاتی کیونکہ صدقۂ فطر روزوں میں رہ جانے والی کمی کوتاہی کا ازالہ کرتا ہے اور مختلف انبیاء کرام (حضرت آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰ اور یونس علیہم السلام) کی قرآنی دعاؤں کا ذکر کر کے فرماتے کہ ان کلمات کے ساتھ اپنے رب سے معافی مانگو۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رمضان شریف کی آخری رات اعلان کرواتے کہ جن کی رمضان کی عبادت قبول ہوئی ہم اس کو مبارکباد دیتے ہیں اور جو محروم رہا ہم اس سے تعزیت کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے اس بارے میں یہ الفاظ منقول ہیں

ايها المقبول هنيئالك' ايها المردود جبر الله مصيبتك (لطائف المعارف: ص ۳۷۷)

اے جس کی عبادت قبول ہوئی تجھے مبارک ہو اور اے جس کی عبادت نامقبول ہوئی اللہ تعالیٰ تیری مصیبت کا ازالہ فرمائے۔

☆ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت کعبؓ سے ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے جو رمضان کے روزے اس جذبے اور عزم سے رکھے کہ وہ رمضان کے بعد اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ **دخل الجنة بغير مسألة ولاحساب** وہ جنت میں بغیر حساب وسوال کے داخل ہوگا اور اگر ارادہ یہ ہو کہ **اذا افطر بعد رمضان عصی ربه فصيامه عليه مردود** (ایضاً: ص ۳۸۵)

رمضان کے بعد اپنے رب کی نافرمانی میں مصروف ہو جاؤں گا تو اس کے روزے اس کے منہ پر مارے جاتے ہیں۔

نیکی کرنے سے زیادہ اس کی قبولیت کی فکر کرو:

حضرت علی المرتضیٰ کا فرمان ہے:

كونوا بقبول العمل اشد اهتما مامنكم بالعمل الم تسمعوا الله عزوجل انما يتقبل الله من المتقين (لطائف: ص ۳۷۵)

نیک عمل کرنے سے زیادہ اس کی قبولیت کا اہتمام کیا کرو تم نے اللہ تعالیٰ کا

فرمان نہیں سنا کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی طرف سے قبول فرماتا ہے۔

ایک صحابی (حضرت فضالہ بن عبیدؓ) فرماتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے عمل کو رائی کے دانے کے برابر بھی قبول فرمالیا ہے **احب الی من الدنيا ومافيها** تو یہ میرے لئے دنیا اور دنیا کی ہر نعمت سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہوگا۔ **لان الله يقول انما يتقبل الله من المتقين** کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں پرہیزگار رہوں)

☆ حضرت مالک بن دینارؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں **الخوف على العمل ان لايتقبل اشد من العمل** نیکی کے قبول نہ ہونے کا خوف نیکی کرنے سے زیادہ ہونا چاہیے۔

☆ ایک بزرگ (حضرت شیخ عبدالعزیز بن ابی رواد) کا بیان ہے کہ سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا **فاذا فعلوه وقع عليهم الهم ايقبل منهم ام لا** ۔

نیکی خوب محنت واہتمام سے کرنے کے بعد انہیں یہ فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ قبول بھی ہو گی یا نہیں۔

صدقۂ فطر:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى — بے شک وہ پاک کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ رب کا نام ذکر کیا پس نماز پڑھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قد افلح ..... فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک قیامت کے دن جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے نجات پانا اور دنیا میں آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہنا ہے اور دوسری قسم کی فلاح دنیا میں عبادت کی توفیق کے ساتھ برکت وسعادت حاصل کرنا اور آخرت میں جنت کی ابدی زندگی حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**قد افلح المؤمنون**" یعنی مومن نیک بخت ہوئے اس کی مثال ہے "**قد افلح من تزكى**" یعنی اسے زکوٰۃ دینے اپنے ایمان کو پاک

کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دی گئی اور جسے زکوٰۃ دینے کی توفیق نہ دی گئی اس کے لئے فلاح اور کامیابی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"لایفلح المجرمون" یعنی مجرموں کے لئے کامیابی اور سعادت مندی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشادگرامی"من تزکی" کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ایمان کے ذریعے شرک سے پاک ہو حضرت حسن فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو نیک ہو اور اس کے اعمال پاک اور بڑھنے والے ہوں۔ حضرت ابوالاحوص فرماتے ہیں اس سے مراد تمام اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ حضرت قتادہ اور حضرت عطاء فرماتے ہیں اس سے صدقہ فطر مراد ہے اور کچھ مراد نہیں۔

ارشادخداوندی"وذکر اسم ربہ فصلی" (اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی) اس آیت کی مراد میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک مانا اور پانچ وقت کی نماز پڑھی۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں"ذکر اسم ربہ" سے مراد تکبیر کہنا ہے اور"صلی" سے مراد یہ ہے کہ وہ عیدگاہ کی طرف گیا اور نماز پڑھی۔

حضرت وکیع بن جراح فرماتے ہیں صدقہ فطر ماہِ رمضان کے لئے اس طرح ہے جس طرح نماز کے لئے سجدہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے روزہ دار کو بیہودہ باتوں سے پاک کرنے کے لئے صدقہ فطر واجب کیا گویا صدقۂ فطر ان نقصانات سے روزہ دار کی اصلاح کرتا ہے جو گناہوں، فضول باتوں، فحش کلامی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، شبہے والی چیزیں کھانے اور نیکیوں پر تکبر کرنے سے پیدا ہوئے۔ پس صدقہ فطر ان لوگوں کی کوتاہیوں کا کفارہ، روزوں کی تکمیل کا باعث اور روزہ داروں کا اصلاح کنندہ ہے جس طرح گناہوں کے لئے توبہ و استغفار اور نماز کے لئے سجدہ سہو ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح سجدۂ سہو شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے شریعت نے رکھا ہے کیونکہ اس کا سبب شیطان ہی ہے۔ اسی طرح گناہوں سے توبہ اور رمضان (میں کیے گئے گناہوں) کے لئے صدقہ فطر شیطان کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں کیونکہ روزے میں جو گناہ یا فحش کلامی ہوتی ہے شیطان ہی اس کا سبب ہوتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مومنوں کو شیطان کے مکروفریب سے بچائے اور دنیا کی آفات اور مصیبتوں سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اپنی رحمتِ خاص کے ساتھ اپنی مہربانی، بخشش اور احسان کی طرف لے جائے۔ آمین (غنیۃ الطالبین)

صدقۂ فطر کی احادیث:

☆عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: فرض رسول اللہ ﷺ زکاۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین فمن اداھا قبل الصلاۃ فھی زکاۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلاۃ فھی صدقۃ من الصدقات ۔ رواہ احمد و ابن ماجہ

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزے دار کو بیہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے نیز محتاجوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرض کیا ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے ادا کیا اس کا صدقہ فطر ادا ہوگیا اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقہ فطر عام صدقہ شمار ہوگا۔ اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

☆ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نخرج زکاۃ الفطر صاعا من طعام اوصاعا من شعیر اوصاعا من تمر او صاعا من اقط او صاعا من زبیب (متفق علیہ)

حضرت ابی سعید ؓ سے روایت ہے کہ ہم صدقۂ فطر ایک صاع غلہ یا کھجور یا جو یا منقہ یا پنیر دیا کرتے تھے۔

☆ عن نافع کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یعطی عن الصغیر والکبیر حتی ان کان لیعطی عن بنی وکان عمر یعطیھا الذین یقبلونھا وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم اویومین (بخاری)

حضرت نافع ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ گھر کے تمام افراد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرتے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے حتیٰ کہ

میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دے دیتے اور ان کو دیتے جو قبول کر لیتے اور عیدالفطر سے ایک یا دو دن پہلے دیتے تھے۔

☆ **عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ بعث منادیا فی فجاج مکة الاان صدقة الفطر واجبة علی کل مسلم ۔ رواه الترمذی ۔**

عمرو اپنے باپ شعیب سے، شعیب اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ کے گلی کوچوں میں اعلان کرانے کے لئے آدمی بھیجا کہ لوگو سنو! صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆ **عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: فرض رسول اللہ ﷺ زکاة الفطر من رمضان صاعا من تمر اوصاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین ۔ متفق علیه ۔**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

خطب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الناس قبل الفطر بیومین فامر بصدقة الفطر (ابوداؤد باب من روی نصف صاع)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صدقۂ فطر کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اغنوهم عن طواف هذا الیوم (بیہقی)

آج فقیروں کو اس طرح نواز دو کہ انہیں کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔

دین اسلام نے ویسے تو ہر مرحلہ پر بالخصوص خوشی کے موقع پر غرباء و مساکین و یتامیٰ کو بھی اپنے بھرپور تعاون سے خوشیوں میں شامل کرنے کی تعلیم دی ہے اور رمضان شریف میں تو پورا مہینہ ہی یہ سلسلہ جاری رکھا گیا ہے سحری و افطاری کی شکل میں ہو یا فدیہ و کفارہ کے ذریعے پھر اختتام رمضان پر صدقہ فطر کی صورت میں اللہ کے اس مہمان کہ ہدایا اور تحائف کے ساتھ الوداع کیا جاتا ہے (صدقہ فطر کے فقہی مسائل حصہ مسائل میں ملاحظہ ہوں)

عیدالفطر:

پہلے اس عنوان کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لایغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلهن وترا** (بخاری)

نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر نماز عید کو نہ جاتے تھے اور کھجوریں بھی طاق کھاتے۔

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے **من السنة ان یخرج الی العید ماشیا** (ترمذی)

یہ بھی سنت سے ہے کہ عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر جایا جائے۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں **کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق** (بخاری)

حضور ﷺ عید کے دن عیدگاہ کی طرف آنے جانے کا راستہ تبدیل فرمایا کرتے تھے۔

☆ **وعن ام عطیة رضی اللہ عنها قالت امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم وتعتزل الحیض عن مصلاهن ۔ متفق علیه ۔**

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ دونوں عیدوں کے دن ہم حیض والی اور پردہ نشین (یعنی تمام) عورتوں کو عیدگاہ میں لائیں تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز اور دعا میں شرکت کریں البتہ

حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه اصابهم مطرفی يوم عيد فصلی بهم النبی ﷺ صلاة العيد فی المسجد . رواه ابوداؤد و احمد .

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے روز بارش ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔ اسے ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ کا معمول یہی تھا کہ کھلے میدان میں عید کی نماز ادا فرماتے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے يخرج يوم الفطر والاضحی الی المصلی (بخاری ومسلم)

کہ آپ ﷺ عیدین کے لئے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔

آپ کے آگے آگے ایک نیزہ بردار صحابی چلتے' عیدگاہ میں پہنچ کر نیزہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اسے سترہ بنالیتے۔

ذلك ان المصلی كان فضاء ليس فيه شئی يستربه (ابن ماجہ)

کیونکہ عیدگاہ کھلی فضا میں تھی اور کوئی ایسی شئے بھی نہ تھی کہ جس کا سترہ بنایا جائے۔

☆ عن جابر بن سمرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: صليت مع رسول الله ﷺ العيدين غيرمرة ولامرتين بغير اذان ولااقامة . رواه مسلم و ابوداؤد والترمذی .

حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دو مرتبہ نہیں کئی مرتبہ عیدین کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر پڑھی۔ اسے مسلم' ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆ عن ابی سعيد ن الخدری رضی الله عنه قال: كان النبی ﷺ

يخرج يوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شئی يبدابه الصلاة ثم ينصرف فيقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفهم فيعظهم ويوصيهم ويامرهم . متفق عليه .

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف نکلتے تو سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ نبی اکرم ﷺ انہیں وعظ فرماتے' وصیت فرماتے اور ضروری احکام صادر فرماتے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال خرج النبی ﷺ يوم عيد فصلی ركعتين لم يصل قبلهما ولابعدهما (راوه احمد و البخاری و مسلم و ابوداؤد و الترمذی والنسائی وابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید کے روز (گھر سے) نکلے۔ دو رکعت نماز عید ادا فرمائی اور اس سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

☆ حضرت عبداللہ بن بسر صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے:

انه خرج مع الناس يوم عيد فطر اواضحی فانكر ابطاء الامام وقال انا كنا قدفرغنا ساعتنا هذه وذلك حين التسبيح (ابوداؤد، ابن ماجہ)

کہ وہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کو روانہ ہوئے اور امام کے دیر کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تو اس وقت تک عید کی نماز سے فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے اور وہ تسبیح (اشراق) کا وقت تھا۔

☆ حضرت ابوالحویرث ؓ سے روایت ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كتب الی عمرو بن حزم

وھو بنجر ان عجل الاضحی واخر الفطر وذکر الناس (رواہ الشافعی)

حضور ﷺ نے نجران (کے گورنر) حضرت عمرو بن حزم کی طرف لکھا کہ عیدالاضحیٰ جلدی پڑھو اور نماز عیدالفطر قدرے تاخیر سے پڑھو اور لوگوں کو خطبہ میں نیکی کی نصیحت کرو۔

☆عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما انه کان یغدو الی المصلی یوم الفطر اذا طلعت الشمس فیکبر حتی یاتی المصلی ثم یکبر بالمصلی حتی اذا جلس الامام ترك التکبیر ۔ رواہ الشافعی ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن صبح صبح سورج نکلتے ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے اور عیدگاہ تک تکبیریں کہتے جاتے پھر عیدگاہ میں بھی تکبیریں کہتے رہتے یہاں تک کہ جب امام (خطبہ کیلئے منبر پر) بیٹھ جاتا تو تکبیریں پڑھنا چھوڑ دیتے۔اسے شافعی نے روایت کیا ہے۔

☆عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه ان کان یکبر ایام التشریق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد رواہ ابن ابی شیبة ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایام تشریق (۹ تا ۱۳ ذی الحجہ) میں یہ تکبیر پڑھا کرتے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

☆عن عبداللہ بن بریدة عن ابیه قال کان النبی ﷺ لایخرج یوم الفطر حتی یطعم ولایطعم یوم الاضحی حتی یصلی رواہ الترمذی ۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے موقع پر نماز کے لئے جانے سے پہلے ضرور کچھ کھالیا

کرتے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز عید پڑھنے سے پہلے کوئی چیز نہیں کھایا کرتے تھے۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ نے اپنے انصاری چچاؤں سے روایت کیا کہ ہمیں بادل کی وجہ سے شوال کا چاند دکھائی نہ دیا اور ہم نے روزہ رکھ لیا پھر دن کے آخر میں ایک قافلہ آیا اور انہوں نے آ کر گواہی دی کہ انہوں نے رات کو چاند دیکھا ہے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور ساتھ فرمایا ان یخرجوا لعید ھم من الغد (ابوداؤد،نسائی)

کل صبح عید کے لئے نکلیں۔

☆حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ نماز عید میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے؟

فقال ابوموسیٰ کان یکبر اربعا تکبیرة علی الجنازة فقال حذیفة صدق ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (بشمول تکبیر رکوع) چار چار جیسا کہ جنازہ میں حضرت حذیفہ نے ان کی تصدیق فرمائی

(ابوداؤد: ص ۱۶۳ ج ۱، مسند احمد: ص ۴۲۶ ج ۴)

☆حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من قام لیلتی العیدین محتسبا للہ لم یمت قلبه یوم تموت القلوب (ابن ماجه، فیمن قام لیلتی العیدین)

جس نے عیدین کی راتوں میں اللہ کے لئے قیام کیا اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

اسی لیے محدثین فرماتے ہیں:

المعتکف لایتم اعتکافه حتی یغدو الی المصلی قبل انصرافه الی بیته (فتح الباری: ج ۲ ص ۳۵۸)

معتکف اعتکاف پورا نہ کرے یا اس کا اعتکاف پورا نہ ہوگا یعنی اس کے لئے مستحب ہے (فقہ الصوم ج ۲ ص ۹۲۴) جب تک کہ عید کی نماز ادا کر کے گھر کی طرف نہ لوٹے۔

منصف ابن ابی شیبہ کا پورا ایک باب ہے اس بارے میں کہ بہتر یہ ہے کہ معتکف عید کی رات مسجد میں گزارے اور عید پڑھ کر گھر جاتے۔

ایک حدیث میں ہے **من احیا اللیالی الخمس وجبت له الجنة**

(کتاب الترغیب للامام ابی القاسم اصبہانی عن معاذ بن جبل)

جس نے پانچ راتیں (ترویہ، عرفہ، فطر، اضحیٰ اور شب برات) قیام کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

ابن عساکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے:

ان اللہ لیطلع فی العیدین الارض فابرز وامن المنازل فلحقکم الرحمة ۔

اللہ تعالیٰ عیدین کے موقع پر زمین (والوں) پر خصوصی توجہ فرماتا ہے لہٰذا اپنے گھروں سے (نماز کی ادائیگی کیلئے) نکلو تا کہ تمہیں رحمت نصیب ہو۔

معلوم ہوا کہ عید کی رات لہو ولعب اور خرید وفروخت میں گزارنا اور اللہ کے ذکر و عبادت کی نعمت سے محروم ہو کر اس کی خصوصی رحمت سے محروم ہو جانا بہت بڑی بدنصیبی ہے جبکہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ **ولتکملوا العدة ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم ولعلکم تشکرون** (البقرہ)

رمضان کے روزے مکمل کرو تو اس نعمت پر اللہ کی بڑائی بیان کرو تا کہ اس کے شکر گزار بندے بن سکو (حاصل ترجمہ)

☆ ایک حدیث جو سند کے اعتبار سے اگرچہ ضعیف ہی سہی مگر فضائل میں بالاتفاق معتبر ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو ملائکہ مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں:

لقد امرتم بقیام الیل فقمتم وامرتم بصیام النہار فصمتم واطعتم

ربکم فاقبضوا جبر جوائز کم (المعجم الکبیر للطبرانی)

اے لوگو! تمہیں حکم ملا کہ رمضان میں قیام کرو تو تم نے قیام کیا، حکم ہوا روزہ رکھو تو تم نے روزے رکھے اب آؤ اور اپنے رب سے اپنی انعامی سندیں وصول کرو۔

اور کبھی فرشتے یوں آواز لگاتے ہیں:

اخرجوا الی رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم

اپنے رب کی طرف نکلو جو بڑا کرم کرنے والا ہے وہ تمہیں بڑا اجر عطا کرنے والا ہے اور تمہارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

پھر جب لوگ حاضر ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے **ماجزاء اجیرا وفی عمله** (مشکوٰۃ)

اس مزدور کی کیا مزدوری ہونی چاہئے جو اپنا کام پورا کر لے۔ وہ عرض کرتے ہیں **ربنا جزاءہ ان یوفی اجرہ**۔ اس کی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا پورا معاوضہ ملے تو حکم ہوتا ہے **وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنھم**۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم، بزرگی و کمال کی قسم اور اپنے بلند مقام کی قسم میں ضرور ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ ان کے گناہ نیکیوں میں تبدیل کروں گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں **فیرجعون مغفورالھم** (مشکوٰۃ)

لوگ واپس آتے ہیں تو گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

انی اشھدکم انی قدجعلت ثوابھم من صیامھم وقیامھم رضائی ومغفرتی انصرفوا مغفورلکم ۔

میں خوشخبری دیتا ہوں ان کے روزوں کے ثواب کی باقی رہا ان کا قیام تو وہ میری رضا و بخشش کے کھاتے میں ہیں۔ جاؤ گھروں کو لوٹ جاؤ تمہیں بخش دیا۔

Scanned with CamScanner

☆ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یلبس برد حبرة فی کل عید وکان یلبس للخروج الیھما اجمل ثیابہ

وکان لہ حلہ یلبسھا للعیدین والجمعۃ

ومرة کان یلبس بردین اخضرین

ومرة بردا احمر

ویلبس احسن ثیابہ فی العیدین (زادالمعاد: فتح الباری: ص۴۳۹ ج۲)

خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا طریقہ عیدین میں اچھے اور عمدہ کپڑے پہننے کا تھا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلك فلیفرحوا پر عمل کی وجہ سے تھا کہ جب اللہ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشی کا اظہار کرو۔

چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان نتطیب باجود ما نجد ہم (عید کے دن) عمدہ ترین خوشبو استعمال کریں (المستدرک للحاکم)

یہی معمول اہل علم صحابہ وتابعین کا تھا کہ یستحبون الطیب والزنیۃ فی کل عید (مؤطا امام مالک)

وہ نماز عید کے لئے خوشبو اور زینت کو محبوب جانتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ عیدین کے دن غسل بھی فرماتے (ابن ماجہ الاغتسال فی العیدین)

مصنف عبدالرزاق میں حضرت نافع جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان یغتسل یوم الفطر قبل ان یغدو الی المصلی۔

ان کا معمول تھا کہ عیدگاہ میں جانے سے پہلے عیدالفطر کی صبح غسل فرمایا کرتے تھے۔

☆ حضور ﷺ نماز عید میں سورۂ ق اور سورۂ قمر کی تلاوت فرماتے (مسلم) اور کبھی سورۂ الاعلیٰ اور غاشیہ پڑھتے (ابن ماجہ)

آپ کا خطاب نماز عید کے بعد (خطبہ کی صورت میں) ہوتا (مسلم)

جس میں لوگوں کو تقویٰ، اطاعت اور وعظ ونصیحت کی تعلیم دیتے (نسائی)

دونوں خطبوں کے درمیان آپ (ﷺ) بیٹھتے تھے۔ اپنے خطاب میں تکبیر کی کثرت فرماتے (ابن ماجہ الخطبۃ فی العیدین)

عورتوں سے الگ خطاب ہوتا (بخاری، موعظۃ الامام للنساء یوم العید)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ آپ کے خادم خاص اور صدقات کے ناظم وانچارج ہوتے (فتح الباری: ص۳۷۳ ج۲)

اور یہ صدقات (نافلہ) غریب مسلمانوں پر تقسیم ہوتے۔

حضور ﷺ کو صحابہ کرام علیہم الرضوان ان لفظوں سے عید کی مبارک دیتے۔

تقبل اللہ منا ومنك اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی عید کی خوشیاں مبارک کرے حضور جواباً فرماتے:

نعم تقبل اللہ منا ومنك ہاں خدا کرے ایسا ہی ہو (فتح الباری: ص۳۵۷ ج۲)

امام ابن تیمیہ نے عید کے دن مبارک دینے کو مباح قرار دیا (مجموعۃ الفتاوی: ص۲۵۳ ج۲۴)

بہت سارے ایسے معاملات ومعمولات ہیں جن پر احادیث کا ایک پورا معتد بہا ذخیرہ موجود ہے ان سب کو چھوڑ رہا ہوں اور غنیۃ الطالبین سے عیدالفطر کا مضمون لکھ کر مسائل صیام ورمضان کی طرف آ رہا ہوں۔ عیدالفطر کے موضوع پر ایک خوبصورت تقریر اپنی کتاب زبدۃ الحسن مقالات وخطبات حسن المعروف "اٹھاراں تقریریں" میں لکھ چکا ہوں "مزید" کے لئے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

عید کی وجہ تسمیہ:

عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف خوشی اور سرور لوٹاتا ہے (عید کا لفظ لوٹنے کے معنی میں ہے) کہا گیا ہے کہ اسے عید اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو احسان کے ذریعے منافع اور فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن بندہ عاجزی اور رونے کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی عطا وبخشش کی طرف لوٹتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس دن لوگ اپنی پہلی طہارت کی طرف لوٹتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس دن مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد رسول اکرم ﷺ کی

فرمانبرداری کی طرف اور فرض سے سنت کی طرف لوٹتے ہیں۔ نیز وہ اپنے رمضان کے روزوں سے شوال کے چھ روزوں کی طرف گھروں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کو کہا جاتا ہے اپنے گھروں کو اس طرح واپس ۔اؤ کہ تمہیں بخش دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس دن کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ۔ے اور وعید کا ذکر ہے۔ یہ جزاء اور اضافہ کا دن ہے۔ لونڈیوں اور غلاموں کی آزادی کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے قریب وبعید بندوں کی طرف خاص توجہ فرمانے کا دن ہے۔ توبہ کا دن ہے اور کمزور بندے کے اپنے بخشنے والے رب کی طرف رجوع کا دن ہے۔

عید الفطر کے دن اور رات کے فضائل:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کو عید الفطر کے دن پیدا فرمایا۔ طوبیٰ کا درخت عید الفطر کے دن لگایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی کے لئے عید الفطر ۔ے دن منتخب فرمایا اور فرعون کے جادوگروں نے عید الفطر کے دن بخشش حاصل کی۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے اور لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر مطلع ہو کر فرماتا ہے۔ میرے بندو! تم نے میرے لئے روزے رکھے اور میرے لئے نماز ادا کی تم بخشش حاصل کرتے ہوئے واپس جاؤ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عید الفطر کی رات میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو پورا اجر عطا فرماتا ہے جس نے رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھا۔ عید الفطر کی صبح اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے اور وہ زمین کی طرف اترتے ہیں اور گلیوں کے کناروں اور چوکوں پر بلند آواز سے اعلان کرتے ہیں جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے (وہ کہتے ہیں) اے امت محمد ﷺ! اپنے رب عزوجل کی طرف نکلو، وہ تھوڑے عمل کو قبول کرتا ہوا زیادہ اجر عطا فرماتا ہے اور بہت بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جب وہ عیدگاہ میں پہنچتے ہیں اور نماز پڑھ کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔ ان کے ہر سوال کو قبول کرتا اور گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیتے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس رات کو لیلۃ الجائزہ کہتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو تمام شہروں میں پھیلا دیتا ہے۔ وہ زمین کی طرف اترتے ہیں اور گلیوں کے کناروں پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اے امت محمدیہ ﷺ! اپنے کریم رب کی طرف نکلو۔ وہ زیادہ ثواب عطا فرماتا اور بہت بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جب وہ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! وہ کہتے ہیں رب! ہم حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کوئی مزدور عمل کرے تو اس کی مزدوری کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار، ہمارے مالک، ہمارے مولا! اس کو پورا اجر عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور قیام کا ثواب اپنی رضا اور بخشش کی صورت میں عطا کیا پھر فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج تم اس جماعت میں مجھ سے اپنی آخرت کے لئے جو کچھ مانگو گے تمہیں عطا کروں گا اور دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے وہ بھی عطا کروں گا اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہاری لغزشوں پر پردہ ڈالوں گا۔ جب تک تم میرے احکام کی حفاظت کرو گے میں تمہیں ان لوگوں کے درمیان ذلیل ورسوا نہیں کروں گا جن پر حد واجب ہوگئی۔ بخشش حاصل کرتے ہوئے واپس لوٹو تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے راضی ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس پر فرشتے خوش ہوتے ہیں اور اس بات کی خوشخبری دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائی۔ جب انہوں نے رمضان المبارک کے روزوں سے فراغت حاصل کی۔

Scanned with CamScanner

قرآن پاک میں چار عیدوں کا ذکر

قوم ابراہیم علیہ السلام کی عید:

ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فنظر نظرة فی النجوم فقال انی سقیم

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں پر نظر ڈالی اور کہا میری طبیعت خراب ہے)

اور یہ اس طرح کہ آپ کی قوم عید منانے شہر سے باہر گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے پیچھے رہ گئے۔ آپ نے اپنے آپ کو بیمار بتایا اور ان کے ساتھ تشریف نہ لے گئے کیونکہ آپ ان کے دین پر نہ تھے۔ جب وہ چلے گئے تو آپ نے ایک کلہاڑا لے کر ان کے بتوں کو توڑ دیا اور کلہاڑا ان میں سے سب سے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا۔ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے اے ابراہیم! ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے؟ (آخر تک واقعہ سورۃ الانبیاء میں ملاحظہ فرمائیں)

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے لئے غیرت میں آکر بتوں کو توڑنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو مشقت میں ڈالا اور مخلوق کے رب کی دوستی میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی دوستی سے نوازا ان کے ہاتھوں پر مردہ پرندوں کو زندہ کیا۔ ان کی پشت سے انبیاء و رسل علیہم اسلام کو پیدا کیا اور ان کو تمام مخلوق میں سے بہترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جد امجد بنایا۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کی عید

اللہ تعالیٰ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

موعدکم یوم الزینة

اس دن کو زینت کا دن اس لئے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ان کے دشمنوں فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کر کے زینت دی۔ فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ بہتر جادوگر آئے۔ کہا گیا ہے وہ بہتر تھے اور ان کے پاس سات سو لاٹھیاں اور رسیاں تھیں۔ انہوں نے رسیوں سے لپٹی ہوئی لاٹھیوں کے درمیان پارہ بھر دیا اور لوگ سخت گرم زمین پر کھڑے تھے۔ جب گرمی تیز ہوگئی تو پارے کے پگھلنے سے رسیوں میں لپٹی ہوئی لاٹھیوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ سانپ ہیں جو دوڑ رہے ہیں حالانکہ لاٹھیاں حرکت میں نہ تھیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں قوم کے لئے ڈر محسوس کیا۔ بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ان جادوگروں نے جو کچھ کیا وہ حق تھا۔ پس ان کا ایمان ناقص ہوگیا یا وہ مرتد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا آپ اپنا عصا مبارک ڈالیں۔ پس اچانک وہ سانپ ان کی من گھڑت چیزوں کو نگل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ ایک بہت بڑے اونٹ کی طرح اژدھا تھا۔ اس کی دونوں آنکھوں سے آگ کے شرارے نکلتے تھے اور وہ نہایت ہیبت ناک تھا۔ یہ سانپ ان کے جادو کی رسیوں اور لاٹھیوں کی طرف بڑھا اور ان تمام کا ایک لقمہ بنالیا۔ اس سے نہ تو اس کا پیٹ پھولا نہ حرکت میں کچھ کمی آئی اور نہ لمبائی چوڑائی میں کچھ اضافہ ہوا۔ چنانچہ جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ ان میں سے بڑے کا نام شمعون تھا۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے یعنی ہم نے حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے رب کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وہ سانپ فرعون کے لشکر اور قوم کی طرف بڑھا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ ان میں سے پچاس ہزار آدمی مر گئے۔ یہ طویل واقعہ ہے۔

قوم عیسیٰ علیہ السلام کی عید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللھم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عید الاولنا وآخرنا وایة منک۔

اور یہ اس طرح کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا آپ کا رب ایسا کرسکتا ہے کہ آپ کے طلب کرنے پر آسمان سے خوانِ نعمت نازل کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم سچے ہو تو اس سے آزمائش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ اگر وہ اتارا گیا پھر تم نے اس کو جھٹلایا تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں اور اس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور جس ایمان اور تصدیق کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمارے دلوں کو سکون حاصل ہو اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ نبوت و رسالت کے دعوے میں سچے ہیں اور جب ہم بنی اسرائیل کی طرف جائیں تو اس دسترخوان پر گواہی دیں۔

حواری وہ لوگ تھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے اور وہ بیت المقدس میں تھے تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور وہ اپنے کپڑوں کو سفید رکھتے تھے۔ نبطی زبان میں حواری ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اپنے کپڑوں کو سفید رکھتے ہیں وہ بارہ افراد تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''من انصاری الی اللہ'' یعنی کفر و سرکشی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے میری کون مدد کرے گا۔ آپ نے ان کو توحید اور اطاعت خداوندی کی دعوت دی۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے (دین کی) مدد کرنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی وہ زمین میں جہاں بھی جاتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے اور ان عجائبات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر جاری ہونے والے معجزات کو دیکھتے۔ جب وہ بھوکے ہوتے اور کھانے کی ضرورت محسوس کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ مبارک باہر نکال کر زمین پر ہر ایک کے لئے دو روٹیاں نکالتے اور اپنے لئے بھی یونہی کرتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ساتھ چلتے۔ ان کو عجائبات دکھاتے اور مختلف چیزوں کے ساتھ ان کی تائید و نصرت کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مسلسل عجائبات دکھاتے رہے لیکن وہ آپ کی تصدیق اور اتباع سے دور بھاگتے رہے یہاں تک کہ ایک دن آپ باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ ہزار بطریق تھے۔ انہوں نے حواریوں کے ساتھ مل کر خوانِ نعمت کا سوال کیا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ

خداوندی میں عرض کیا:

اللھم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا .	یااللہ! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید بن جائے۔

یعنی وہ لوگ جو اس زمانے میں موجود ہیں ان کے لئے بھی خوشی کا باعث بنے اور بعد والوں کے لئے بھی مسرت کا سبب۔

وایة منك وارزقنا وانت خیر الرازقین .	وہ (خوان) تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق عطا فرما۔ بے شک تو بہتر رزق دینے والا ہے۔

یعنی جو بھی رزق دیتا ہے تو اس سے بہتر رزق ہے (کیونکہ رازق حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب اسی سے لے کر دیتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

انی منزلها علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبه عذابا لااعذبه احدا من العالمین .	بے شک میں (اس خوان کو تم پر) نازل کروں گا) پس تم میں سے جو شخص (اس کے نازل ہونے کے بعد) انکار کرے اسے ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہانوں میں سے کسی کو نہ دیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن ان پر خوانِ نعمت اتارا جس میں تازہ مچھلی، چپاتیاں اور کھجوریں تھیں۔ ایک قول کے مطابق وہ ایک دسترخوان تھا جس میں تلی ہوئی مچھلی تھی جس کے سر کے پاس نمک اور دم کے پاس سرکہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں پانچ روٹیاں تھیں اور ہر روٹی پر زیتون تھا۔ پانچ انار اور کچھ کھجوریں تھیں جن کے گرد سبزیاں تھیں لیکن لہسن نہیں تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا وہ اس وقت ایک

Scanned with CamScanner

باغ میں تھے کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ شمعون نے دو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں پیش کیں۔ ایک حواری کچھ ستو لایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان مچھلیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے۔ روٹیوں کو بھی توڑ دیا اور ستو اسی طرح رہنے دیئے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے حواریوں پر اونگھ طاری کر دی۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کھانا اتنا زیادہ ہو چکا تھا کہ ایک قافلے کے لئے کافی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ لیکن اٹھا کر نہ لے جانا۔ آپ نے ان کو حلقے باندھ کر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانے لگے۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ وہ پانچ ہزار مرد تھے۔ کہا گیا ہے کہ ایک ہزار مرد الگ اور آٹھ سو مرد وعورتیں مشترکہ تھیں ان میں کچھ فقیر تھے اور کچھ بھوکے تھے۔ کچھ ایک روٹی کے اور کچھ اس سے زیادہ کے محتاج تھے۔ ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خوان اسی طرح ہے پھر ان کی نظروں کے سامنے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اس دن جس فقیر نے بھی اس سے کھایا وہ مالدار ہو گیا اور مرتے دم تک مالدار رہا۔ جس اپاہج بیمار نے اسے کھایا وہ بھی صحت یاب ہو گیا۔

حضرت مقاتل فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو پکار کر فرمایا کیا تم کھا چکے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا "اٹھانا نہیں ہے" انہوں نے عرض کیا نہیں اٹھائیں گے لیکن اٹھا بھی لیا انہوں نے جتنا بچا ہوا اٹھایا تھا اس کی مقدار چوبیس مکیال (ایک پیمانہ جس سے غلہ وغیرہ ناپتے تھے) اٹھا لیا۔ اس وقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی پھر وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کے پاس پہنچے۔ اس وقت ان کے پاس بچا ہوا خوان تھا۔ بنی اسرائیل مسلسل ایمان لانے والوں کے پیچھے لگے رہے یہاں تک کہ ان کو اسلام سے پھیر دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اور خوانِ نعمت کے نزول کے بھی منکر ہو گئے۔ چنانچہ جب وہ سوئے ہوئے تھے تو ان کے چہرے مسخ کر کے انہیں خنزیر بنا دیا گیا وہ سب مرد تھے ان میں کوئی بچہ یا عورت نہ تھی۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ اس خوان پر محدود کھانا رکھا گیا جبکہ کھانے والے بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ باقی رہا تو رضائے خداوندی کے دسترخوان اور اس کی رحمت کے بچھونے کی کیا کیفیت ہو گی جبکہ اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ اس نے صرف ایک رحمت مخلوق میں اتاری ہے جس کے ساتھ وہ ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ باقی ننانوے رحمتیں اس کے پاس ہیں جن کے ساتھ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت وبزرگی کا ایسا بچھونا بچھائے گا جس کے کناروں پہ ہی پہلوں اور پچھلوں کے گناہ سما جائیں گے۔ درمیان کا حصہ خالی رہے گا یہاں تک کہ ابلیس اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے گا تا کہ اسے بھی بچھونے سے کچھ مل جائے۔

اس (رحمتِ خداوندی) کے باوجود کسی بھی عقلمند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائے اور خود فریبی میں مبتلا ہو جائے اور اس پر امید کا اتنا غلبہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ہلاک ہو جائے بلکہ پوری طرح کوشش کرے اور جس طرح ممکن ہو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے لئے وقت نکالے اور اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، توبہ واستغفار کی کثرت رکھے اور ہمیشہ پرہیز کرے۔ اتنا خوف بھی نہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ سے مایوس کر دے اور اس قدر پر امید بھی نہ ہو کہ حرام کاریوں میں پڑ جائے اور احکامِ خداوندی کو ترک کر دے بلکہ اس کے درمیان راستہ تلاش کرے۔ جیسے کسی نے کہا ہے اگر مومن کا خوف اور امید تولا جائے تو دونوں برابر ہوں گے لہٰذا اس کا خوف اور امید پرندے کے دو پروں کی طرح ہو اور پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔

ہماری عید

حضرت محمد ﷺ کی امت کی عید ہے۔ اس سے متعلقہ امور آپ پڑھ چکے ہیں۔

مومن اور کافر کا عید منانا:

عید منانے میں مومن اور کافر دونوں شریک ہیں۔ ہر ایک کے لئے عید ہے۔ مومن کی

Scanned with CamScanner

عیدِ رحمٰن کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے جبکہ کافر کی عید شیطان کو خوش کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ مومن عید (کی نماز) کے لئے جاتا ہے تو اس کے سر پر ہدایت کا تاج اور آنکھوں پر تدبر عبرت کی علامت ہوتی ہے۔ کان کا حق سننے میں مشغول' زبان پر توحید کی شہادت' دل میں معرفت و یقین اور اس کی گردن میں اسلام کی چادر ہوتی ہے اس کی کمر میں فرمانبرداری کا پٹکا ہوتا ہے۔ اس کی منزل و مقام محراب اور مساجد ہیں اور اس کا معبود بندوں اور تمام مخلوق کا رب ہے پھر وہ اس کے سامنے گڑگڑاتا اور سوال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت وعطا کی صورت میں جواب ملتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے عزت کے مقام اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

کافر عید کی طرف اس طرح جاتا ہے کہ اس کے سر پر ذلت اور گمراہی کا تاج ہوتا ہے۔ اس کے کانوں پر غفلت وحجاب کی مہر' آنکھوں پر بھول جانے اور خواہشات کی نشانی' زبان پر بدبختی اور دوری کی مہر' دل پر انکار کا اندھیرا' کمر میں جدائی بدبختی اور ضد کا پٹکا ہوتا ہے' اس کی آمد و رفت گرجوں یا آتش کدوں میں ہوتی ہے' اس کے معبود بت ہیں اور آخرت میں ٹھکانہ جہنم اور آگ ہوگی۔

عید منانے کا اسلامی طریقہ:

اچھا لباس پہننے' عمدہ کھانا کھانے' خوبصورت عورتوں سے معانقہ کرنے اور لذت شہوت سے نفع اندوزی کا نام عید نہیں بلکہ مسلمان کی عید یہ ہے کہ اس کی عبادت قبول ہونے کی علامت ظاہر ہو' گناہ اور خطائیں مٹ جائیں' برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں' بلندی درجات' خلعتوں' قیمتی گھوڑوں' بخششوں کی خوشخبری حاصل ہو اور نور ایمان کے ساتھ سینہ کشادہ ہو جائے' قوت یقین اور دیگر علامات کے ذریعے سکون قلب حاصل ہو' علوم وفنون مختلف انواع حکمتوں اور فصاحت وبلاغت کے سمندر دلوں سے نکل کر زبانوں پر جاری ہو جائیں۔

چنانچہ کہا گیا ہے کہ عید کے دن ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ خشک روٹی تناول فرما رہے تھے۔ اس نے کہا آج عید کا دن ہے اور

آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا آج اس کی عید ہے جس کا روزہ قبول ہوا' محنت مشکور ہوئی اور گناہ بخشے گئے۔ آج کا دن بھی ہمارے لئے عید کا دن ہے اور کل کا دن بھی ہمارے لئے عید ہوگی اور ہر دن جس میں ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں وہ ہمارے لئے عید کا دن ہی ہے۔ پس ہر عقلمند کو چاہیے کہ وہ ظاہر پر نظر رکھنا چھوڑے اور اس کے ساتھ مقید نہ ہو جائے بلکہ عید کے دن غور وفکر کرے اور عید کے دن کو قیامت کا دن سمجھے اور جب عید کی رات بادشاہ کی طرف سے بگل کی آواز سنے تو اسے قیامت کے دن صور پھونکنا یاد آ جائے۔ جب لوگ عید کی رات انتظار کی حالت میں تیاری کر کے سو جائیں تو دو مرتبہ صور پھونکنے کی درمیانی حالت کو یاد کرے اور عید کی صبح لوگوں کو دیکھے کہ وہ اپنے محلات اور مکانات سے یوں نکلے ہیں کہ ان کے حالات مختلف ہیں اور لباس مختلف رنگوں پر مشتمل ہیں۔ ہر ایک نے لباس اور زیور پہن رکھا ہے۔ ان میں ملے ایک مسرور ہے اور دوسرا مغموم۔ ایک سوار ہے اور دوسرا پیدل چل رہا ہے۔ ایک مالدار ہے اور دوسرا محتاج' ایک کشادہ حال ہے اور دوسرا تنگ دست' اس وقت قیامت میں لوگوں کے اختلاف احوال کو یاد کرے کہ عبادت گزار مسرور ہوں گے اور نافرمان مغموم' متقی سوار ہوں گے اور مجرموں پر کپکپاہٹ طاری ہوگی۔ سرنگوں ہوگا اسے نیچے کھینچا جا رہا ہوگا یا خود پیدل چلے گا جس طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا و نسوق المجرمین الی جهنم وردا ۔

جس دن ہم رحمٰن کی طرف پرہیزگار لوگوں کو سوار کر کے لے جائیں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے اونٹوں کی طرح ہنکا کر لے جائیں گے۔

تمام زاہد' عارف اور ابدال اپنے حقیقی بادشاہ اور محبوب کے پاس عرش کے سائے میں خوشی اور سکون کے ساتھ ہوں گے۔ ان کے جسم پر عمدہ لباس اور زیور ہوں گے۔ ان کے چہروں پر عبادت ومعرفت کا نور ہوگا اور وہ تر وتازہ چمکتے ہوں گے۔ ان کے سامنے دسترخوان ہوں گے جن پر طرح طرح کے کھانے' مشروبات اور پھل ہوں گے۔ مخلوق کا حساب مکمل

Scanned with CamScanner

ہونے تک یہی کیفیت ہوگی۔ اس کے بعد وہ جنت میں اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیا ہے۔ جنت میں ان کے لئے وہ کچھ ہوگا جو کچھ وہ چاہیں گے ان کی آنکھوں کو ان چیزوں کے دیکھنے سے لذت حاصل ہوگی جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة عين جزاء بما كانوا يعملون ۔

کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔

لیکن دنیا میں رغبت رکھنے والے لوگ رونے دھونے اور رنج والم میں مبتلا ہوں گے۔

جن نعمتوں سے اہل جنت بہرہ ور ہوں گے ان لوگوں کو ان کے قریب جانے سے بھی منع کر دیا جائے گا کیونکہ وہ دنیا میں ان نعمتوں سے متمتع ہوئے اور حرام و مشتبہ مال کھاتے تھے اور اپنے رب کی عبادت میں اسے ملاتے تھے وہ جنت میں اپنا مکان دیکھے گا لیکن جب تک دوسروں کے حقوق ادا نہ کرے گا وہاں نہیں جا سکے گا۔

اور کافر طرح طرح کے عذاب، ذلت و رسوائی، ہلاکت و تباہی اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کو دیکھ کو موت اور ہلاکت کو پکاریں گے۔

اور جب مسلمان عید کے دن جھنڈے لہراتے ہوئے دیکھے تو اسے وہ وقت یاد کرنا چاہیے جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک منادی ان مسلمانوں کو زیارت خداوندی کی طرف بلائے گا جن کے ہاتھوں میں جھنڈے ہوں گے اور جب عید کی نماز کے لئے صفیں باندھی جائیں اور لوگ جمع ہو جائیں تو اس وقت کو یاد کرے جب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ نافرمان لوگوں کی قطار الگ ہوگی اور نیک لوگ دوسری قطار میں ہوں گے اور یہ وہ دن ہوگا جب چھپی ہوئی باتیں بھی ظاہر ہو جائیں گی۔

اور جب لوگ عیدگاہ سے فارغ ہوتے ہیں تو کوئی شخص اپنے گھر کو جاتا ہے کوئی مسجد اور کوئی دکان پر جاتا ہے تو اس وقت قیامت کا وہ نقشہ پیش نظر ہوتا ہے جب لوگ اپنے بادشاہ

جزا دینے والے کی بارگاہ سے پلٹ کر جنت یا جہنم میں جائیں گے۔ جیسے اس باعظمت اور احسان کرنے والی ذات کا ارشاد ہے:

ویوم تقوم الساعة يومئذ يتفرقون ۔ فريق في الجنة وفريق في السعير ۔

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ جنت میں جائے گا اور گروہ جہنم میں (الروم-الشوریٰ)

بزرگوں کی عید:

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؒ جب عید کا خطبہ دیتے تو فرماتے:

اے لوگو! تم نے اللہ کی رضا کے لئے رمضان کے تیس روزے رکھے اور تیس راتیں نماز تراویح ادا کی۔

وخرجتم اليوم تطلبون من الله ان يتقبل منكم ۔

آج تم یہ دعا کرنے کے لئے نکلے ہو کہ تمہاری یہ ساری محنت قبول ہو۔

☆ ایک بزرگ حضرت وہب بن الورد ؒ نے عید کے دن کچھ لوگوں کو ہنستے دیکھ کر فرمایا اگر تمہاری عبادت قبول ہوگئی ہے **فما هذا فعل الشاكرين** تو پھر یہ طریقہ شکر گزاروں کا تو نہیں ہے۔

☆ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک اپنی مخلوق کیلئے زینہ بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں تو سبقت حاصل کرنے والے کامیاب ہوگئے اور پیچھے رہ جانے والے نقصان میں رہے۔

فالعجب من اللاعب الضاحك في اليوم الذي يفوز فيه المحسنون ويخسر فيه المبطلون ۔

تعجب اس شخص پر ہے جس نے کھیل کود اور ہنسی مذاق میں زندگی گزاری۔ اس دن کہ جس دن نیکی کرنے والے کامیاب ہوں گے اور جھٹلانے والے خسارے میں ہوں گے۔

☆ شیخ ابن رجب فرماتے ہیں کہ سلف صالحین میں سے ایک بزرگ عید کے دن

Scanned with CamScanner

نہایت غمگین تھے لوگوں نے ان سے عرض کیا کہ آج تو خوشی کا دن ہے آپ کیوں غمگین ہیں تو انہوں نے فرمایا تم سچ کہتے ہو ولکنی عبدامرنی مولای ان اعمل له عملا فلا ادری ایقبله منی ام لا (لطائف العارف: ص ۳۷۶)

لیکن میں ایک ایسا بندہ ہوں کہ جس کے آقا نے اسے کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ میں اس عمل میں کامیاب ہوا ہوں یا ناکام۔

☆☆☆☆☆☆☆

حصہ دوئم

مسائل صیام ورمضان

Scanned with CamScanner

چاند دیکھنے کے مسائل

☆ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے اور وہ پانچ مہینے یہ ہیں: شعبان، رمضان، شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ۔

شعبان کا چاند دیکھنا اس لئے واجب ہے تاکہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت بادل یا گرد وغبار ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کو شروع کیا جا سکے۔

رمضان کا چاند اس لئے دیکھنا واجب ہے تاکہ رمضان کا روزہ رکھا جا سکے۔ شوال کا چاند روزے مکمل کرنے کے لئے دیکھنا ضروری ہے۔ ذی قعدہ کا چاند ذوالحجہ کے لئے دیکھنا ضروری ہے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لئے (فتاویٰ رضویہ)

☆ شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند دیکھا جائے۔ اگر دکھائی دے تو روزہ رکھ لیا جائے ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کو شروع کیا جائے۔

☆ مطلع اگر صاف نہیں ہے تو رمضان کے علاوہ باقی مہینوں کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل و آزاد ہوں۔ کسی پر تہمت زنا کی حد قائم نہ کی گئی ہو۔ اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہی دیتے وقت یہ کہا جائے ''میں گواہی دیتا ہوں''

اختلاف مطالع کا بیان

مطالع مختلف ہونے کی صورت میں ایک جگہ دیکھا گیا چاند دوسری جگہ کے لیے معتبر ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں ائمہ حضرات کا اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت کے قریب جو بات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جن دو شہروں یا مقامات میں ایسی دوری نہ ہو جو انہیں بالکل الگ الگ کر دے بلکہ قریب قریب ہونے کی وجہ سے وہ ایک شہر کا حکم رکھتے ہوں۔ ان میں سے کسی ایک جگہ چاند کا دیکھا جانا دوسری جگہ بھی اعتبار کر لیا جائے گا۔ اگر دونوں میں دوری ہے

جیسا کہ مکہ و بغداد اس صورت میں ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لیے ناکافی ہوگی۔ اس کے پیش نظر موجودہ ترقی یافتہ نہایت تیز رفتار وسائل کے ہوتے ہوئے مثلاً کسی نے جدہ میں چاند دیکھا اور چار ساڑھے چار گھنٹوں میں وہ پاکستان آ کر چاند دیکھے جانے کی گواہی دیتا ہے تو اس کی گواہی سے پاکستان میں چاند ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا یہاں کے باشندوں کو اپنی سرزمین پر دیکھنا ضروری ہے۔ خواہ ایک دو دن بعد ہی نظر آئے۔

(شرح مؤطا امام مالک از مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ اکیلے امام یا قاضی نے چاند دیکھا تو اسے اختیار ہے خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لئے مقرر کرے اور اس کے پاس جا کر شہادت ادا کرے۔
(عالمگیری)

اس طرح اگر عید کا چاند امام یا قاضی نے دیکھا تو انہیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں ہے (درمختار)

☆ چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لئے ایسا کیا ہو (درمختار، عالمگیری)

☆ چاند کا اعلان جو حکومت کی طرف سے ہو وہ معتبر ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری: ج ۴ ص ۸۶ پر ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان اوفاسقا ۔

بلکہ توپ اور نقارے کا اعلان بھی ہر زمانے میں معتبر مانا گیا ہے تو ریڈیو ٹی وی کا اعلان بھی معتبر مانا جائے گا حالانکہ توپ نقارے کی آواز تو محض ایک کھڑکا ہوتی ہے جبکہ ریڈیو یا ٹی وی پر باقاعدہ صاف الفاظ سنائی دیتے ہیں۔ البتہ یہ امر قابل غور ہے کہ حاکم شرع نے شرعی احکام کے مطابق اعلان کا حکم دیا ہو اس طرح اگر ہلال کمیٹی میں صحیح العقیدہ عالم کامل ہو جو شرعی دلیل سے حکم کرتا ہو تو اس کا اعلان معتبر ہے۔ (فتاویٰ نوریہ: ج ۲)

اس بارے میں ایک وقیع مضمون شرح موطا امام محمد (الحاج مولانا محمد علی نقشبندی) سے پیش خدمت ہے۔ جوانہوں نے حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب کے ایک مضمون سے

حاصل کیا ہے۔

رؤیت ہلال کمیٹی کا اعلان

پاکستان میں کافی سالوں سے رؤیت ہلال کمیٹی مقرر ہے جو چاند ہونے یا نہ ہونے کے اعلان کی ذمہ دار ہے۔ طریقہ کار کچھ یوں ہے کہ ایک مرکزی کمیٹی اور اس کے تحت چار صوبائی کمیٹیاں پھر ان کے تحت زونل کمیٹیاں ہیں۔ مقرر کردہ کسی کمیٹی کے پاس اگر چاند دیکھنے کی گواہی آتی ہے تو وہ جانچ پڑتال کے بعد اس سے مرکزی کمیٹی کو مطلع کرتی ہے پھر مرکزی کمیٹی کا چیئرمین ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اپنے فیصلہ کا اعلان کرتا ہے۔ اس اعلان پر پورے ملک کے مسلمان عمل کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار پر بعض علماء کرام کو اعتراض ہے۔ ان کا اولاً یہ کہنا ہے کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر ہی معتبر نہیں لہٰذا ان پر کیا گیا اعلان بھی غیر معتبر ہے حالانکہ اعلان اور شہادت دو الگ الگ باتیں ہیں۔ اگر ایک شخص ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر آ کر کہتا ہے کہ میں چاند دیکھے جانے کی گواہی دیتا ہوں اسے تسلیم کرلیا جائے۔ یہ گواہی ہے اور قابل تسلیم نہیں لیکن دو چار آدمی گواہی کسی قاضی کے پاس جاکر ادا کرتے ہیں اور قاضی ان کی چھان بین کرنے کے بعد گواہی کو قبول کرے اور ثبوت شرعی مل جانے کے بعد ریڈیو وغیرہ پر اعلان کرتا ہے تو اعلان کرنے میں کوئی خرابی نہیں لہٰذا شہادت خبر اور اعلان کے مابین فرق ملحوظ نہ رکھنا درست نہیں۔

فقہائے کرام نے جب توپ کی گونج دار آواز اور قندیلوں کی روشنی کو طرق موجبہ میں شمار کیا ہے جو رؤیت ہلال کے لیے شرعی شہادت ہیں تو ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے اعلانات کو طرق موجبہ میں شمار نہ کرنا بے انصافی کی انتہا ہے۔ رؤیت ہلال کمیٹی شرعی شہادات کے بعد رؤیت کا فیصلہ کرتی ہے اور اس کا چیئرمین صاف الفاظ میں اس کا اعلان کرتا ہے کہ ہم نے شرعی ثبوت کی بنا پر رؤیت کے متحقق ہونے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ کل رمضان ہوگا یا عید ہوگی۔ اس کے بیان سے جو علم شرعی یعنی غلبۂ ظن حاصل ہوتا ہے وہ اس علم شرعی سے بدرجہا اقوی وارفع ہے جو توپ کی گونج سے حاصل ہوتا ہے۔ باقی رہا اعلان رؤیت یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل ہے جس میں یوں آیا ہے کہ ایک

اعرابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی خدا نہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔ اس حدیث کو صحاح ستہ میں سے پانچ نے ذکر کیا ہے اور کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اعلان کو اس بنا پر نظر انداز کردیا گیا ہو کہ نہ ہم نے چاند کو خود دیکھا ہے نہ ہمارے سامنے دو گواہوں نے شہادت دی ہے۔ اس لیے ہم اس اعلان پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ سیدھی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ اعلان معتبر نہ ہوتا تو صادق برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اعلان کرنے کا حکم نہ دیتے۔ حاکم اسلام کے فیصلہ کا اعلان سنت بلال رضی اللہ عنہ ہے اور اس پر عمل کرنا جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ گواہ کا گواہی دیتے وقت قاضی کی عدالت میں موجود ہونا ضروری ہے تاکہ قاضی اس پر جرح کرسکے۔ اس کے عادل یا فاسق، صادق یا کاذب ہونے کا فیصلہ کرسکے۔ تار، ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے ذریعہ اگر کوئی شہادت دے گا تو شرعاً معتبر نہیں ہے لیکن اگر گواہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوکر گواہی دیتا ہے اور قاضی اس پر جرح کرکے اس کی گواہی کو قبول کرلیتا ہے اور اس کے مطابق شرعی فیصلہ صادر کرتا ہے تو اس کے بعد قاضی یا قاضی کے نائب سے ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ یہ اعلان کرنا کہ شرعی شہادت کے مطابق چاند کی رؤیت ثابت ہوگئی ہے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ ماہ رمضان یا ماہ شوال کا آغاز ہوگیا ہے۔ ایسے اعلان کی حجت موجبہ للعلم الشرعی ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے منادی کے اعلان توپوں کے فائر اور قندیل روشن کرنے کو بھی طرق موجبہ میں قرار دیا ہے۔ اسی طرح کوئی اور علامت مقرر کرنے کو بھی جائز رکھا ہے۔ مولوی عبدالحئی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ ''معلم الفقہ'' میں لکھا ہے توپوں کی آواز سن

Scanned with CamScanner

کرافطار کرنا درست ہوگا کیونکہ توپوں کا چلنا عادت شائع کے مطابق عہد بموجب ظن ہے اور غلبہ ظن عمل کے لیے کافی ہے۔ جب توپوں کے گولوں کی گڑگڑاہٹ جو محض علامت ہے' طرق موجبہ میں شمار ہوتی ہے جبکہ یہاں نہ کوئی عبارت ہے اور نہ کوئی نص تو جب مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا چیئرمین خود نمودار ہوتا ہے اور اپنی آواز سے رؤیت کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے اعلان کو طرقِ موجبہ میں شمار کیوں نہ کیا جائے؟ آسانی کے لیے حسبِ ذیل تنقیحات ملاحظہ کرلیں۔

۱- کوئی شہادت اس وقت تک معتبر نہیں جب تک گواہ قاضی کے روبرو بذاتِ خود پیش نہ ہو۔ ٹی وی' ریڈیو' تار ٹیلی فون وغیرہ پر شہادت نہ شرعاً معتبر ہے اور نہ ہی اس پر عمل ہوتا ہے۔

۲- قاضی کی عدالت میں گواہوں کی شہادتوں کو معتبر سمجھتے ہوئے رؤیت ہلال کے بارے میں جو فیصلہ کیا جائے اس کا اعلان ملک کے جس جس حصہ میں پہنچے گا وہاں اس پر عمل کرنا ضروری ہے (یعنی شرعاً عمل کرنا ضروری ہے)۔

۳- اگر بعض علماء کی رائے یہ ہو کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں مگر اہل تحقیق کا فتویٰ یہ ہے کہ جن ممالک میں بہت ہی زیادہ دوری ہو۔ ان میں اختلاف مطالع کا خیال رکھا جائے گا۔ اگر زیادہ دوری نہ ہو تو ملک کے ایک حصہ میں چاند نظر آنے سے تمام ملک میں اس کے مطابق عمل ہوگا۔ زونل کمیٹی جو مرکزی ہلال کمیٹی کو ٹیلی فون پر اپنے فیصلہ سے مطلع کرتی ہے یا ریڈیو' ٹیلی ویژن پر چاند کی رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان کرتی ہے۔ وہ اطلاع یا اعلان شہادت نہیں ہے۔

کن کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے نیچے اتر گیا' ناک میں پانی ڈالتے ہوئے دماغ تک چڑھ گیا' قصداً منہ بھر کھانا یا خون کی قے خود آئی۔ اور چنے برابر یا زیادہ نگل لی' چنے برابر یا زیادہ کھانا دانتوں میں اٹکا تھا نگل گیا۔ ناک میں دوائی سڑک لی' کان میں دوا یا تیل ڈالا' حقنہ لیا' صبح صادق کے قریب بھول کر جماع میں مشغول تھا' صبح ہونے پر یا یاد آنے پر الگ نہ ہوا'

مباشرت فاحشہ کرنے' بوسہ لینے' چھونے سے انزال ہوگیا' حقہ' بیڑی' سگریٹ سگار وغیرہ پینے' پان کھانا اگرچہ پیک تھوک دے کہ حلق تک نہ جائے۔ ان تمام صورتوں میں روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ دانتوں سے خون نکلا اور حلق میں داخل ہوگیا۔ اگر تھوک غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر خون غالب ہے تو روزہ فاسد ہوگیا۔ قصداً دھواں پہنچایا خواہ وہ کسی چیز کا ہو اگر بتی سلگتی تھی اس کے دھویں کو ناک میں کھینچا' منہ میں رنگین ڈورا رکھا' جس سے تھوک رنگین ہوگیا' پھر اس کو نگل لیا یا منہ میں نسوار لی ان صورتوں میں روزہ جاتا رہا قضا لازم ہے۔

کان میں تیل ٹپکا دیا یا دماغ کی جھلی تک زخمی تھا اور دوائی لگائی جو دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر' کنکر' روئی' کاغذ' گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان المبارک میں بلانیت روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت کی تھی یا دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں بارش کی بوند یا اولہ چلا گیا' بہت سے آنسو یا پسینہ نگل گیا' ان صورتوں میں صرف روزہ کی قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

روزے میں انجکشن لگوانا

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن روزہ کی صورت میں نہ چاہیے کہ تعریض علی الفساد ہے ہاں اگر جوفِ دماغ یا جوفِ معدہ میں انجکشن سے دوا یا غذا بعینہٖ پہنچے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قصداً اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے کھایا پیا یا جماع کیا' بھول کر کھا پی رہا تھا روزہ یاد آجانے پر' یا سحری کھا رہا تھا' صبح صادق ہونے پر منہ کا نوالہ یا گھونٹ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے اسی طرح جس کو حقہ کی عادت ہو اس نے بحالتِ روزہ حقہ' سگریٹ پیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

روزہ کب توڑ دینا واجب ہے؟

یاد رہے روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے ہاں اگر ایسا بیمار ہوگیا کہ روزہ نہ توڑنے سے جان کے جانے کا خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہو یا ایسی

Scanned with CamScanner

شدید پیاس لگی کہ مرجانے کا خطرہ ہوتو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔
البتہ صحت ہوجانے پر قضا لازم ہے۔

جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور حیض ونفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں نابالغ پر جب دن میں وہ بالغ ہوا مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورا دن روزہ دار کی طرح رہیں۔

مسئلہ: نابالغ جو بالغ ہوا کافر جو مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔

روزہ کے مکروہات:

کسی چیز کا بلاعذر چکھنا' چبانا بایں طور کہ حلق سے نیچے نہ اترے' جھوٹ' چغلی' غیبت' گالی گلوچ' کوسنا' ناحق ایذا دینا' بے ہودہ وفضول بکنا' چیخنا چلانا' کسی بھی خلاف شرع کام میں مصروف ہونا یا منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگل جانا' کلی اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا یہ تمام امور مکروہاتِ روزہ سے ہیں۔ اگرچہ ان باتوں کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا تاہم جب آدمی روزہ رکھ رہا ہے جو ایک قسم کی مشقت ہے بھوک کی تکلیف اور پیاس کی مشقت اٹھا رہا ہے تو مذکورہ بالا چیزوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیے تا کہ روزہ کے ثواب میں اضافہ ہو۔

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا:

بھول کر کھانا پینا' جماع کرنا' بلا اختیار گرد وغبار' دھواں' مکھی یا مچھر حلق میں چلا جانا' بوقت غسل کان میں پانی کا پڑ جانا' خود بخود قے آ جانا خواہ منہ بھر کر ہو' آنکھ میں دوائی ڈالنا' سوتے میں احتلام ہو جانا' دانتوں میں جو چیز رہ گئی چنے کی مقدار سے کم ہو تو اس کو نگل لینا' تل دانتوں میں رہ گیا اس کو نگل لیا' بیوی کا بوسہ لیا' چھوا اور انزال نہ ہوا ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح بحالتِ روزہ سرمہ لگانا' سر اور بدن پر تیل ملنا' مسواک کرنا' خوشبو عطر وغیرہ سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ باتیں روزہ کو مکروہ بھی نہیں کرتیں۔

ضروری مسئلہ:

سحری کھا کر سویا یا دن میں سویا احتلام ہو گیا تو روزہ میں کچھ فساد نہیں آئے گا' غسل کر لے یونہی اپنی بیوی کا بحالت روزہ بوسہ لیا تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انزال نہ ہو۔ بعض لوگ ذکی الحس ہوتے ہیں بعض اوقات بحالت روزہ بیوی کو دیکھ کر انتشار ہو جاتا ہے اور مذی نکلتی ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مذی وہ رطوبت ہے جو منی کے نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے صرف اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ مگر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ استنجا کر کے وضو کر لیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کے مسائل:

سفر' حمل' بچہ کو دودھ پلانا' مرض' بڑھاپا' ہلاکت کا خوف' اکراہ شرعی' نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں۔ ان وجوہ سے اگر کوئی رز: نہ رکھے تو گناہ گار نہ ہوگا (درمختار)

سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی اتنا دور جانے کے ارادے سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو (یعنی ساڑھے ستاون میل تقریباً) اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو (ایضاً)

مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہونے کا گمان غالب ہو یا خادم خادمہ کو ناقابل برداشت کمزوری کا غالب گمان ہو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔

محض وہم ہو جانا کہ میں کمزور یا بیمار ہو جاؤں گا یہ کافی نہیں ہے۔ گمان غالب کی بھی تین صورتیں ہیں:

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جائے یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہو۔

(۲) کسی مسلمان ماہر طبیب مستور یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو۔

آج کل اکثر طبیب فاسق ہیں۔ ذرا سی بات پر روزہ منع کر دیتے ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں۔

ایسے تمام لوگ جن کو شرعاً روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے وہ ہر روزے کے بدلے فدیہ ادا کریں یعنی دو وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ہر روزے کے بدلہ صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔

فدیہ کے مسائل:

یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان میں ہی پورے رمضان کا ایک دم فدیہ ادا کر دیا جائے یا آخر میں بھی اور فدیہ میں تملیک بھی شرط نہیں ہے بلکہ اباحت ہی کافی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے روزوں کے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین بھی ہوں بلکہ ایک ہی مسکین کو کئی روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے (درمختار)

ایسا بوڑھا جو بڑھاپے کی وجہ سے گرمیوں میں روزے نہیں رکھ سکتا اور سردی میں رکھ سکتا ہے تو اس کو اجازت ہے کہ گرمیوں کی بجائے سردیوں میں روزے رکھ لے اور یہ روزے رکھنا اس پر فرض ہے اگر فدیہ دے چکا ہے تو وہ صدقہ نافلہ ہو جائے گا۔

منت کے روزے کے مسائل:

جس منت کو شرعاً پورا کرنا ضروری ہے اس کی چند شرائط ہیں:

۱- ایسی شے کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب موجود ہو لہٰذا مریض کی عیادت، مسجد میں جانے اور جنازے کے ساتھ چلنے کی منت نہیں ہو سکتی۔

۲- وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو لہٰذا وضو، غسل اور قرآن پاک کو دیکھنے کی منت نہیں ہو سکتی۔

۳- جو چیز پہلے سے ہی انسان پر فرض واجب ہے اس کی منت نہیں ہو سکتی مثلاً یوں کہے کہ میرا کام ہو جائے تو میں آج ظہر کی نماز پڑھوں گا۔

۴- جس کام کی منت مانی ہے وہ خود بذاتہ گناہ کا کام نہ ہو۔ ہاں اگر کسی وجہ سے گناہ ہو جائے تو الگ بات ہے جس طرح کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانتا ہے تو روزہ بذاتہ گناہ نہیں ہے۔ اگرچہ عید کی وجہ سے اس دن روزہ رکھنا گناہ ہے لہٰذا یہ منت ہو جائے گی اور عید کے علاوہ کسی دن کا روزہ رکھنا

لازم ہوگا۔

۵- محال چیز کی منت نہیں ہو سکتی مثلاً یوں کہے کہ میں گزشتہ کل کا روزہ رکھوں گا۔

اگر پورے سال کے روزے رکھنے کی منت مانی تو ایام منہیہ (عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق) اس سے مستثنیٰ ہوں گے باقی پورے سال کے روزے لازم ہوں گے اور ایام منہیہ کی جگہ اتنے روزے دوسرے دنوں کے رکھنے ہوں گے۔

منت صحیح ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو۔ اگر کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے تو منت صحیح ہوگی یا یہ کہنا چاہتا تھا کہ اللہ کے لئے مجھ پہ ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے مہینہ نکل گیا تو مہینے بھر کے روزے رکھنے لازم ہو جائیں گے (شامی)

یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں صحت مند ہو گیا اس دن میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا تو اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن فلاں آیا اسی دن فلاں تندرست ہو گیا تو ہفتہ میں صرف اس ایک دن کا روزہ رکھنا ہی واجب ہوا (عالمگیری)

اگر کسی شخص نے آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہے (ایضاً)

اگر ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ رکھ لیے لیکن درمیان میں سے ایک دن روزہ نہ رکھا اور یہ بھی یاد نہیں کہ کون سے دن کا نہیں رکھا تو لگاتار پانچ دن کے مزید روزے رکھنے ہوں گے (ایضاً)

نماز تراویح کے مسائل

مسئلہ: تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے (کبیری: ص۳۸۲، عالمگیری: ص۶۰ ج۲: شامی: ص۴۷۲ ج۱)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق نماز تراویح حضور ﷺ کی سنت ہے۔

(عالمگیری: ص۶۱ ج۱، مشکوٰۃ: ص۱۱۵)

مسئلہ: ہر عاقل بالغ مرد و عورت کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

(عالمگیری: ص۶۰ ج۱، کبیری: ص۳۸۲)

Scanned with CamScanner

مسئلہ: تراویح احناف کے نزدیک بیس رکعات ہیں۔ تمام کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے۔ (کمافی مراقی الفلاح ص ۸۱- الاشباہ ص ۴۷)

مسئلہ: تراویح کا تارک یعنی بلا عذر ترک کرنے والا سنت مؤکدہ ترک کرنے والے کی طرح گناہ گار ہوگا (عالمگیری: ص ۶۰ ج ۱)

مسئلہ: تراویح کو مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت علی الکفایہ ہے۔
(منیہ: ص ۳۸۴، صغیری ص ۲۰۵)

مسئلہ: مروجہ طریقہ سے پابندی کے ساتھ جماعت سے پڑھنا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہے (مشکوٰۃ: ص ۱۱۵) اس لیے اس کو سنت فاروقی بھی کہتے ہیں ورنہ نفس تراویح ۲۰ رکعت حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ (کمافی اللامع: ص ۱۵۵ ج ۱- المرقات ص ۱۰۴ ج ۱، العینی ص ۱۷۸ ج ۷)

مسئلہ: اگر تمام اہل محلہ تراویح کی جماعت کو چھوڑ دیں تو سب ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے (کمافی العالمگیریہ: ۶۰ ص ج ۱، کبیری: ص ۳۸۴) وغیرہ۔

مسئلہ: اگر اکثر محلہ نے نماز تراویح جماعت سے پڑھی ہے مگر اتفاقاً کسی شخص نے جماعت سے نہیں پڑھی بلکہ اپنے گھر میں تنہا پڑھی تب بھی سنت ادا ہو جائے گی۔
(منیہ: ص ۳۸۴، عالمگیری ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: گھر میں تراویح کی جماعت کرنے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی لیکن مسجد میں پڑھنے کا جو ستائیس یا پچیس درجہ ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔
(منیہ: ۳۸۴ ص، عالمگیری ۶۰ ص ج ۱)

مسئلہ: رمضان شریف میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ غیر رمضان میں نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ (عالمگیری ۶۰ ص ج ۱، کبیری: ۱۰۴ ص)

مسئلہ: تراویح کے علاوہ تہجد وغیرہ نفل نماز جماعت سے پڑھنا خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان باتفاق فقہاء مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ مقتدی امام کے علاوہ چار ہوں۔ اگر تین ہوں تو اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی مکروہ ہے اگر دو ہوں تو بالاتفاق جائز ہے (کمافی العینی ۱۸۱ ص ج ۲، وفتح الباری: ۶۰۳ ص ج ۱، وبدائع: ۲۹۸-۲۹۰ ص ج ۱، وشامی وعالمگیری وشرح منیہ وطحطاوی)

مسئلہ: یہ غلط مشہور ہے کہ جس نے کسی وجہ سے روزہ نہ رکھا وہ تراویح نہیں پڑھ سکتا بلکہ اس کے لئے بھی تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھے گا تو تارک سنت ہوگا۔
(شامی: ۶۷۹ ص ج ۱)

مسئلہ: وتر و تراویح کے لئے جدید اذان نہ دی جائے بلکہ عشاء کی اذان کافی ہے۔
(شامی: ۶۷۹ ص ج ۱)

مسئلہ: جس شب رمضان المبارک کا چاند ہونے کا ثبوت شرعی ضابطہ سے ہو جائے اسی شب سے نماز تراویح شروع کی جائے اور جس شب میں عید الفطر کا چاند ہونا شرعی ضابطہ سے ثابت ہو جائے اس شب میں تراویح نہ پڑھی جائے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۴-۱۱۵)

نماز تراویح کی نیت:

مسئلہ: تراویح میں صرف نفل نماز یا مطلق نماز یا مطلق سنت کی نیت احتیاطاً کافی نہیں۔
(منیہ: ص ۳۸۴، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح میں سنت وقت یا قیام رمضان یا صلوٰۃ امام کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہو جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ تراویح کی نیت کرے۔ (منیہ: ص ۳۸۴ وعالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد نئی نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی نیت ہی کافی ہے (ہاں کرلے تو بہتر ہے) (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر کسی نے عشاء کی سنتیں نہیں پڑھیں جبکہ امام تراویح پڑھا رہا ہے وہ عشاء کی سنتوں کی نیت سے امام کے ساتھ تراویح میں شامل ہو گیا تو یہ اقتداء جائز ہے اور اس سے عشاء کی سنت ادا ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، خانیہ)

مسئلہ: اگر امام دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے (دو رکعت کو ایک شفعہ کہتے ہیں) اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
(عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، خانیہ)

مسئلہ: ایک شخص تراویح سمجھ کر نماز میں شامل ہوا پھر معلوم ہوا کہ امام وتر پڑھا رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز میں اور ایک رکعت ملا کر

Scanned with CamScanner

چوتھی رکعت پوری کرے اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔ یہ چار رکعات اس کے حق میں نفل ہوں گی۔ (منیہ: ص ۳۹۲)

مسئلہ: اگر اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور چوتھی رکعت نہیں ملائی تب بھی اس کے ذمہ اس رکعت کی قضا واجب نہیں۔ (کبیری: ص ۲۹۱)

نماز تراویح کا وقت:

مسئلہ: تراویح کا وقت عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔
(منیہ: ص ۳۹۱، عالمگیری: ۶۰ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے لہٰذا عشاء کی جماعت یا عشاء کی نماز سے پہلے تراویح پڑھنے سے نماز تراویح صحیح نہ ہوگی۔
(شامی: ۷۴۱ ص ج ۱، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: اسی طرح اگر عشاء کی نماز نہ پڑھی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، شامی: ۷۴۱ ص ج ۱)

مسئلہ: جب لوگ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر تراویح کی جماعت شروع کریں تو یہ شخص جس نے عشاء جماعت سے نہ پڑھی ہو ان کے ساتھ تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے اور یہ ان کا تابع سمجھا جائے گا۔ (شامی: ۷۴۱ ص ج ۱)

مسئلہ: وتر تراویح کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔ اگر پہلے پڑھے تب بھی درست ہے۔
(مراقی الفلاح: ص ۲۲۵)

مسئلہ: اگر بعد میں معلوم ہو کہ کسی وجہ سے عشاء کی فرض نماز فاسد ہوگئی مثلاً امام نے بغیر وضو پڑھا دی تھی یا کوئی رکن چھوڑ دیا تو عشاء کے فرضوں کے ساتھ پڑھی ہوئی تراویح کا بھی اعادہ کرنا ضروری ہے اگرچہ یہاں وہ وجہ موجود نہ ہو۔ (عالمگیری: ۶۰ ص ج ۱، کبیری ص ۳۸۳)

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے تراویح فوت ہو جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے نہ جماعت سے اور نہ تنہا۔ (عالمگیری: ۶۰ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر فوت ہو جانے کے بعد کسی نے قضا کی تو یہ تراویح نہ ہوگی بلکہ نفل ہوں

گے۔ (بحر: ۶۹ ص ج ۲، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر یاد آیا کہ گزشتہ شب تراویح کا کوئی شفعہ فوت ہوگیا یا فاسد ہوگیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، خانیہ)

مسئلہ: اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک شفعہ مثلاً رہ گیا تو اس کو بھی جماعت سے پڑھنا چاہئے۔ (منیہ: ص ۳۹۲)

مسئلہ: اگر بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پر سلام پھیر دیا گیا شفعہ پورا نہیں ہوا اور کل تراویح انیس رکعت ہوئی ہیں تو دو رکعت اور پڑھی جائیں۔
(کبیری: ص ۳۹۱)

مسئلہ: صرف ان فاسد دو رکعات کا اعادہ ہوگا نہ کہ کل تراویح کا اعادہ ہوگا جو اس کے بعد پڑھی گئی ہیں (منیہ: ص ۳۹۱)

مسئلہ: اگر کسی کی صبح کی نماز قضا ہوگئی اس نے اس کی نیت سے تراویح پڑھی تو یہ تراویح ادا نہ ہوگی۔ (کبیری: ص ۳۸۵)

مسئلہ: جس شخص پر نیند کا غلبہ ہو اس کو چاہیے کہ صف سے ہٹ کر کچھ دیر سو رہے پھر غلبہ زائل ہونے کے بعد تراویح پڑھے۔ (صغیری: ص ۲۱۱، ہندیہ: ۶۲ ص ج ۱، وکذا فی الشامی)

مسئلہ: تراویح کو مستقل طور بڑے اہتمام سے شمار کرتے رہنا مکروہ ہے کہ اتنی رکعت ہوئی یا اتنی رکعت ہوئی کیونکہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے۔ (ہندیہ: ۶۱ ص ج ۱، خانیہ)

نماز تراویح کی امامت کے مسائل:

مسئلہ: صحیح قرآن مجید پڑھنے والے حافظ کو امام بنانا چاہئے نہ کہ محض خوش آواز لحن والے کو۔ (ہندیہ: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: ایک ہی امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا افضل و بہتر ہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: مستقل امام صاحب اگر تراویح پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو وہی تراویح پڑھانے کے زیادہ حق دار ہیں بہ نسبت دوسرے حافظ یا دوسرے امام کے۔ (شامی: ۵۲۲ ص ج ۱)

مسئلہ: داڑھی منڈانے والا حافظ یا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والا حافظ وغیرہ

فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۵۲۵ ص ج ۱)

مسئلہ: نابینا حافظ جو صفائی و طہارت کا اہتمام کرتا ہو اور پاک صاف رہتا ہو اور نماز کے مسائل سے بھی خوب واقف ہو اس کو بھی امام بنانا درست ہے چنانچہ ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے حضور ﷺ کی امامت کی ہے البتہ اگر وہاں دوسرا کوئی اچھا حافظ موجود ہو تو اس کو نابینا حافظ کے مقابلہ میں امام بنانا افضل ہے۔ (شامی: ۳۷۶ ص ج ۱)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا درست نہیں۔
(کبیری: ص ۳۹۰، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: البتہ نابالغ حافظ نابالغ مقتدی کی امامت کرسکتا ہے اسی طرح مراہق مراہق کی امامت کرسکتا ہے بالغ کی نہیں کرسکتا۔ (ہندیہ: ۶۱ ص ج ۱، منیہ: ص ۳۹)

مسئلہ: ایک امام کے پیچھے عشاء اور دوسرے کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے۔
(عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، کبیری: ص ۳۸۵)

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں ایک تراویح ہو چکی ہو تو اسی مسجد میں دوسری مرتبہ اسی شب میں جماعت سے تراویح پڑھنا جائز نہیں ہاں تنہا پڑھنا درست ہے۔
(ہندیہ: ۶۱ ص ج ۱، بحر: ۶۸ ص ج ۲)

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام یا مقتدی بن کر تراویح پڑھ چکا اب اسی شب اس کو دوسری مرتبہ تراویح کی امامت کرنا درست نہیں۔ (کبیری: ص ۳۸۳، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: ہاں البتہ یہ شخص دوسری جگہ بنیت نفل لوگوں کے ساتھ تراویح پڑھ سکتا ہے۔
(عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، منیہ: ص ۳۸۳)

مسئلہ: اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہو تو دوسری مسجد میں تراویح کے لئے جاسکتا ہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر اپنی مسجد کا امام قرآن ختم نہ کرتا ہو تو جہاں قرآن ختم ہوتا ہو اس میں تراویح پڑھنے کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ختم قرآن سنت ہے۔ (کبیری: ص ۳۸۸)

مسئلہ: تراویح کی جماعت ہو رہی ہو اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے جب امام رکوع میں جانے لگتا ہے فوراً یہ بھی نیت باندھ کر امام کے ساتھ رکوع کرتا ہے یہ فعل مکروہ ہے اور تشبہ

بالمنافقین ہے۔ (عالمگیری: ۶۲ ص ج ۱، منیہ: ص ۳۹۱)

مسئلہ: صرف تراویح کے لئے اجرت پر امام لانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح پر اجرت لینا دینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی: ۳۵ ص ج ۵، ہدایہ: ۲۸۷ ص ج ۳)

مسئلہ: محض حافظ کو تنگ کرنے کے لئے یا لقمہ دینے کے لئے نماز میں داخل ہونا یا باہر سے شور و غل کرنا اور بے جا طور پر لقمہ دینا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۵)

مسئلہ: اگر نابالغ بچہ نماز میں شریک رہا اور حافظ کو لقمہ دیا تو اس کے لقمہ دینے اور لینے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (طحطاوی: ص ۱۹۵)

مسئلہ: عورتوں کو چاہئے کہ وہ نماز پنجگانہ اور تراویح منفرداً یعنی تنہا تنہا پڑھیں۔ صرف عورتوں کا جماعت سے تراویح وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی: ۵۲۸ ص ج ۱)

مسئلہ: البتہ اگر عورتوں کا کوئی امام محرم مرد ہو اور عورتیں اس کے پیچھے کھڑی ہوں، اسی طرح اگر عورتیں غیر محرم ہوں مگر پردہ کے پیچھے سے اقتدار کر رہی ہوں تو ان کے لئے جماعت سے پڑھنا جائز ہے مگر یہ گھر کا مسئلہ ہے مسجد کا نہیں۔ (شامی: ۵۲۹ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر امام کسی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھانے لگے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر تراویح پڑھنا ہوں گی۔ (کبیری: ص ۳۹۱، عالمگیری: ص ۶۱)

مسئلہ: عذر کی بناء پر سفر میں سواری پر تراویح کی نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔
(شامی: ص ۶۵۶)

مسئلہ: بلا عذر بیٹھ کر تراویح پڑھنے سے سنت تو ادا ہو جائے گی مگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا۔ (منیہ: ص ۳۹۱، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: گرمی کی وجہ سے بلا عذر مسجد کی چھت پر تراویح کی جماعت کرانا مکروہ ہے۔
(کبیری: ص ۳۹۲)

مسئلہ: اگر مقتدی بالکل ضعیف یا سست ہوں اور طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو ہر تشہد یعنی التحیات کے بعد سلام پھیر دینا جائز ہے البتہ درود شریف نہ چھوڑنا چاہئے باقی دعاء ماثورہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ (کبیری: ص ۲۹۰، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

نماز تراویح میں قرآن پاک کا ختم:

مسئلہ: تراویح میں قرآن مجید اس قدر پڑھنا مناسب نہیں کہ کچھ سمجھ میں نہ آئے بلکہ ترتیل (تدویر اور حدر میں سے کسی ایک طریقہ) سے پڑھنا چاہئے (شامی: ٦٦٣ ص ج ١)

مسئلہ: تراویح میں جہری نماز کی طرح قرأت کرنا چاہئے تاکہ مصلیان کرام سن سکیں۔ تکلف کر کے آواز بلند کرنا اور ضرورت سے زور لگا کر پڑھنا مکروہ اور منع ہے لقولہ تعالیٰ

ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلاً

(کذا فی الطحاوی: ص ١٣٧ و مجمع الانہر: ١٠٣ ص ج ١ و شامی: ٤٩٧ ص ج ١)

مسئلہ: تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھ سن کر ختم کرنا سنت ہے۔

(شامی: ٣٧٧ ص ج ١، عالمگیری: ٦١ ص ج ١)

مسئلہ: دو مرتبہ ختم کرنا فضیلت ہے اور تین مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔

(شامی: ٦٦٣ ص ج ١)

مسئلہ: اگر ہر رکعت میں تقریباً دس دس آیتیں پڑھی جائیں تو پورے ماہ میں آسانی سے ایک مرتبہ قرآن ختم ہو جائے گا اور مقتدیوں پر بھی گرانی نہ ہو گی۔

(منیہ: ص ٣٨٨ و عالمگیری: ٦١ ص ج ١ و خا

مسئلہ: ہر عشرہ یعنی دس دن میں ایک مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔

(کبیری: ٣٨٥ ص ج و بحر الرائق: ٦٦ ص ج ٢)

مسئلہ: اگر مقتدی اس قدر ضعیف و کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن پورے ماہ بھر میں سننے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت تک کو چھوڑ دیں تو جس قدر وہ سننے پر راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے یا الم تر کیف و قل ھو اللہ سے تراویح پڑھالی جائیں۔ (بحر: ٦٨ ص ج ٢)

مسئلہ: لیکن اس صورت میں ختم قرآن کا ثواب حاصل نہ ہوگا بلکہ اس کی سنیت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔ (کبیری: ص ٣٨٩ وخانیہ)

مسئلہ: قوم کی محض سستی اور عدم رغبت سے پورے مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن تراویح میں ختم کرنا نہ چھوڑا جائے۔ (منیہ: ٣٨٨، شامی: ٣٤٧ ص ج ١)

مسئلہ: تراویح میں الم تر کیف سے سورۂ ناس تک دو مرتبہ سے بیس رکعت ختم کرنی چاہئے اور ہر رکعت میں الم تر کیف اور قل ھو اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(شامی: ٣٦٤ ص ج ١، عالمگیری: ٦١ ص ج ١، بحر ٦٨ ص ج ٢)

مسئلہ: بلا التزام ستائیسویں شب کو قرآن ختم کرنا مستحب ہے۔

(کبیری: ص ٣٨٨، بحر ٦٧ ص ج ١، عالمگیری: ٦١ ص ج ١)

مسئلہ: اگر رمضان کا مہینہ ختم ہونے سے پہلے قرآن مجید ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز یا بیس روز میں تو باقی ایام میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اس میں اختیار ہے کہ قرآن پاک جہاں سے چاہے پڑھے۔ (عالمگیری: ٦١ ص ج ١)

مسئلہ: اگر مصلیین پر گرانی نہ ہو یا تنہا تراویح پڑھ رہا ہو تو مستحب یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ تراویح میں گزارے۔ (عالمگیری: ٦١ ص ج ١، شامی: ٣٩٧ ص ج ١)

مسئلہ: اگر لوگ نہایت شوقین ہوں اور ان پر گرانی نہ ہو یا تنہا ہو تو ایک رات میں پورا قرآن مجید ختم کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح: ص ٢٢٦)

مسئلہ: جو لوگ حافظ ہیں ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ وہ مسجد سے واپس آ کر بیس رکعات اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ قرآن ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

(کبیری: ص ٣٨٨ وخانیہ)

مسئلہ: تراویح میں ختم قرآن کے بعد آخری رکعت میں سورۂ بقرہ کا شروع حصہ پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ افضل ہے (طحطاوی: ص ٢٠٦)

مسئلہ: تراویح کی آخری رکعت میں ختم قرآن سورۂ ناس کے بعد پھر الحمد للہ شریف مکرر پڑھنا جائز ہے اس میں کوئی خرابی نہیں تاہم اس کا معمول بنانا اچھا نہیں (زیلعی: ١٩٢ ص ج ١)

مسئلہ: تراویح کی ایک ہی رکعت میں اگر چند سورتیں پڑھیں تو ہر سورہ کے پہلے آہستہ بسم اللہ شریف پڑھنا بہتر و حسن ہے اس میں دوسرا قول بھی ہے (شامی: ٥١١ ص ج ١)

مسئلہ: پوری تراویح میں کسی سورہ کے شروع میں ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی تمام قرآن شریف کی طرح جہر یعنی بلند آواز سے پڑھنا چاہئے اس میں صرف سورۂ نمل کی بسم اللہ جہراً پڑھنا کافی نہ ہوگا۔

(احکام القرآن: ص ۲۲۲، احکام القطرہ: ص ۲۷۳ و عالمگیری: ص ۶۱ و شامی)

مسئلہ: اگر امام ایک مرتبہ بھی بسم اللہ جہراً نہ پڑھے تو پورا قرآن ایک مرتبہ جہراً ختم نہ ہوگا نہ امام کا اور نہ مقتدیوں کا بلکہ ایک آیت ناقص رہ جائے گی۔

(احکام القطرہ: ص ۲۷۳، عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح میں سورۂ ضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے آخر میں اللہ اکبر کہنا رکوع کی تکبیر کے علاوہ مکروہ ہے۔ (شامی: ۶۶۲ ص ج ۱)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق قل ہو اللہ شریف کا آخری تراویح میں بلا التزام تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ (کبیری: ص ۳۳۱)

مسئلہ: تراویح میں کسی چھوٹی دو سورتوں کے درمیان فصل کرنا مکروہ نہیں البتہ فرائض میں مکروہ ہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، بحر: ۶۹ ص ج ۲)

تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا:

مسئلہ: تراویح دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل و موافق سنت ہے تاکہ بیس رکعت دس سلام سے ختم ہوں اور دو رکعات کو ایک شفعہ کہتے ہیں۔

(منیہ: ص ۳۸۷، شامی: ۶۶۰ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح کی ہر دو رکعت میں مقدار تشہد یعنی التحیات پڑھنے تک بیٹھنا واجب ہے اگر نہ بیٹھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی: ۱۴۷ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر دو پر نہ بیٹھا بلکہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تیسری رکعت میں یاد آیا اور بیٹھ کر سلام پھیر دیا تو یہ نماز فاسد ہوئی اور پہلا شفعہ بھی صحیح نہیں ہوا اس لئے اس کی قضا بھی نہیں۔ (کبیری: ص ۳۸۷)

مسئلہ: اگر دوسری رکعت پر تشہد پڑھنے کے برابر بیٹھ کر بغیر سلام کے بھول کر کھڑا ہو گیا تو پہلی دو رکعات صحیح ہو جائیں گی اور چونکہ دوسرا شفعہ شروع کیا اس لئے اس کی قضا بھی ہو گی۔ (کبیری: ۳۹۱)

مسئلہ: اگر ایک ہی سلام سے چار رکعات پڑھ لیں اور دو رکعات پر نہ بیٹھا تو صحیح قول

کے مطابق آخری دونوں رکعات تراویح میں شمار ہوں گی اور پہلا شفعہ فاسد ہوگا۔

(کبیری: ۳۸۷، عالمگیری ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: شفعہ فاسد کا اعادہ کیا جائے گا اور اس میں پڑھی ہوئی قرأت کا بھی اعادہ کرنا ضروری ہے تاکہ پورا قرآن صحیح نماز میں ختم ہو۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱، خانیہ)

مسئلہ: اگر معلوم ہوا کہ گزشتہ شب میں ایک شفعہ کسی وجہ سے فوت ہو گیا یا فاسد ہو گیا تو اس میں پڑھے ہوئے قرآن مجید کا اعادہ بھی صحیح نماز میں ضروری ہے تاکہ قرآن مکمل ختم ہو البتہ اس نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر تراویح میں کوئی آیت چھوٹ جائے پھر دوسرے یا تیسرے دن یاد آئے تو اس کا بھی اعادہ ضروری ہے تاکہ قرآن کا ختم ناقص نہ رہے۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: کسی خاص شخص کی رعایت کرتے ہوئے اس کی چھوٹی ہوئی قرأت کو امام کے لئے لوٹانا جائز نہیں۔ (شامی: ۶۵۶ ص ج ۱)

مسئلہ: اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور امام کو کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اس کے اعادہ کے ساتھ اس کے بعد کے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے اگر ممکن ہو یعنی تھوڑی ہو تاکہ ترتیب سے قرآن ختم ہو ورنہ نہیں۔ (عالمگیری: ۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: ہر دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد جلسہ استراحت کرنا خلاف سنت ہے۔

(کبیری: ص ۳۸۶)

مسئلہ: اسی طرح ہر دس رکعت کے بعد جلسۂ استراحت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(کبیری: ۳۸۶)

مسئلہ: تراویح چار رکعت اسی طرح آٹھ رکعت بھی ایک سلام کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مکروہ نہیں اور آٹھ سے زائد ایک سلام سے پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔

(منیہ: ص ۳۸۷)

مسئلہ: اگر ایک سلام سے دو رکعات سے زائد پڑھے تو ہر دو رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھنا واجب ہے اگر نہ بیٹھے تو اس کا بمع اس کی قرأت کے اعادہ کرنا ضروری ہے۔

(کبیری: ۳۸۷)

مسئلہ: اگر چار رکعات سے زائد ایک سلام سے پڑھے تو جلسۂ استراحت کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔ (منیہ: ص ۳۸۷)

چار تراویح کے بعد کیا کیا جائے:

مسئلہ: تراویح کی ہر چار رکعت پر کچھ دیر آرام کرنے کے لئے بیٹھے رہنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں اور یہ جلسہ استراحت اتنی دیر تک کرنا مستحب ہے جتنی دیر چار رکعت پڑھنے میں لگی ہے اگر مصلیان پر گرانی نہ ہو ورنہ اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر وہ پسند کرتے ہوں۔ (عالمگیری: ۶۰ ص ج ۱ شامی: ۳۸۷ ص ج ۱)

مسئلہ: اسی طرح بیس رکعت ختم ہونے پر وتر سے پہلے بھی جلسۂ استراحت کرنا مستحب ہے۔ (شامی: ۶۶۱ ص ج ۱)

مسئلہ: جلسۂ استراحت میں کسی چیز کی پابندی نہیں ہے چاہے خاموش رہیں یا تسبیح پڑھیں یا قرآن مجید تلاوت کریں یا درود شریف پڑھیں یا نوافل پڑھیں اور سبحان ذی الملك والملكوت الخ بھی پڑھنا ثابت ہے۔ (شامی: ۴۷۷ ص ج ۱ عالمگیری: ۶۰ ص ج ۱)

مسئلہ: اس جلسہ میں اہل مکہ کا معمول طواف کرنا اور دو رکعت نفل پڑھنا تھا اور اہل مدینہ کا معمول چار رکعت نوافل پڑھنے کا تھا (منیہ: ص ۳۸۸ شامی: ۴۸۳ ص ج ۱)

مسئلہ: جلسۂ استراحت میں آہستہ پڑھنا افضل (اور بلند آواز سے پڑھنا جائز) ہے بالخصوص دعا کے اندر لان الاخفاء في الدعاء سنة ولانه اسرع للاجابة لقوله تعالیٰ ادعوا ربكم تضرعا وخفية (تفسیر مظہری سورۂ مریم)

مسئلہ: جلسۂ استراحت میں سب کا مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں (سکب الانہر: ۲۳۲ ص ج ۱)

مسئلہ: اسی طرح اگر وتر کی نماز جماعت سے پڑھی گئی ہو تو اس کے بعد بھی سب مل کر دعا مانگ سکتے ہیں مگر اس پر التزام اور پابندی نہ ہونی چاہئے۔ (طحطاوی: ص ۲۰۶)

نماز تراویح میں سجدۂ تلاوت وسہو کے مسائل:

مسئلہ: آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً امام کو سجدہ میں جانا اچھا ہے تاکہ بلاشبہ مقتدی

کا سجدہ بھی ادا ہو جائے اگرچہ مقتدی کی اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ پائی جائے۔ (عالمگیری: ۶۹ ص ج ۱ شامی: ۵۱۹ ص ج ۱)

مسئلہ: آیت سجدہ تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ (۶۸ ص ج ۱ عالمگیری محیط)

مسئلہ: آیت سجدہ کے بعد امام سجدۂ تلاوت کی نیت سے رکوع کرے تو امام کا سجدہ تو ادا ہو جائے گا مگر مقتدی کا ادا نہ ہوگا۔ (شامی: ۵۱۹ ص ج ۱ عالمگیری: ۶۹ ص ج ۱)

مسئلہ: آیت سجدہ کے بعد تین آیت پڑھ کر اگر رکوع کرے تو امام کا سجدہ تلاوت بھی ادا نہ ہوگا۔ (عالمگیری: ۶۹ ص ج ۱)

مسئلہ: سورہ کے ختم پر جو آیت سجدہ ہے اگر اس کی تلاوت کے بعد فوراً سجدہ کرلیا تو پھر سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کرنا چاہئے بلکہ اور کسی جگہ سے تین آیات پڑھ کر رکوع کرے۔ (عالمگیری: ۶۹ ص ج ۱)

مسئلہ: امام سجدہ تلاوت کے بعد سجدہ میں گیا۔ خارج نماز کوئی شخص تلاوت سن کر امام کے ساتھ سجدہ میں شریک ہو گیا اور اس رکعت میں بھی شریک رہا تو یہ سجدہ اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گا۔ اگر کسی رکعت میں شریک نہ رہا تو اس کو خارج نماز علیحدہ طور پر سجدہ ادا کرنا پڑے گا۔ (عالمگیری: ۶۹ ص ج ۱ و محیط)

مسئلہ: اگر خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کی پھر اسی مجلس میں نماز میں وہی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو دونوں دفعہ کی تلاوت کے لئے یہ سجدہ کافی ہے۔ اگر پہلے سجدہ نہ کیا ہو اگر پہلے کیا ہو تو نماز میں پھر سے کرنا واجب ہے (۶۹ ص ج ۱ عالمگیری محیط)

مسئلہ: نماز تراویح میں اگر سہو ہو جائے یعنی کوئی واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ تراویح میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی: ۷۰۵ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح کی نماز میں اگر امام نے آہستہ آواز سے قرأت کی اور تین چھوٹی آیتوں سے زیادہ پڑھ لیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری: ۶۶ ص ج ۱)

مسئلہ: تراویح پڑھاتے ہوئے حافظ صاحب اگر کہیں قرآن پاک بھول جانے کی وجہ سے خاموش کھڑے ہوکر سوچنے لگیں اور ایک رکن کی مقدار سوچتے رہے تو اس صورت میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔ (شامی: ۷۰۶ص ج۱)

مسئلہ: تراویح کی نماز پڑھاتے ہوئے امام صاحب کہیں بھول گئے تو ادھر ادھر مختلف سورتوں کی آیات پڑھتے رہے اگر بھولی ہوئی آیت یاد آگئی تو سیدھے پڑھنے لگے اور یاد نہ آئی تو کچھ دیر تک پریشان ہوکر رکوع میں چلے گئے تو ان دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا ضروری نہیں۔ (شامی: ۷۰۶ص ج۱)

مسئلہ: اگر کسی حافظ نے خواہ مخواہ دوسرے حافظ کو تراویح میں محض پریشان کرنے کے لئے غلط لقمہ دیا اور بیچارے ادھر ادھر دیر تک بھٹکتے رہے اور کچھ دیر تک پریشان رہنے کے بعد صحیح آیت پر پہنچے تو ان صورتوں میں امام کے ذمہ سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

(شامی: ۷۰۶ص ج۱)

مسئلہ: نماز تراویح میں حافظ صاحب کہیں بھول گئے تو ایک شخص نے بلا وضو یا پانی پر قادر ہوتے ہوئے تیمم کر کے صف میں کھڑے ہوکر لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا تو اس صورت میں امام اور مقتدی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۹۰ص ج۱، کشوری)

مسئلہ: تراویح پڑھاتے ہوئے کسی حافظ کو متشابہ لگا یا بھول گیا تو کسی نے جلدی سے آکر صف میں کھڑے ہوکر نیت باندھی اور لقمہ دیا پھر جب امام صحیح پڑھنے لگا تو لقمہ دینے والا نیت توڑ کر باتوں میں مشغول ہوگیا یا چلا گیا تو اس صورت میں امام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آیا البتہ اس طرح لقمہ دینے والا گناہ گار ہوگا اور اس کے ذمہ دو رکعت کی قضا لازم ہوگی۔

(عالمگیری: ۹۰ص ج۱، کشوری)

مسئلہ: تراویح پڑھاتے ہوئے امام سے چند آیتیں سہواً رہ گئیں۔ اگلے روز معلوم ہوا پس اگر ان آیتوں کے چھوٹ جانے سے معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جس سے نماز فاسد ہو جائے تو جس دن یاد آئے پہلے ان چھوٹی ہوئی آیات کو پڑھے پھر اس کے بعد جس قدر پڑھ چکا ہے اس کے بعد سے پڑھے لیکن اگر چھوٹی ہوئی آیات سے معنی میں تغیر فاحش ہوگیا تو ان

دو رکعتوں کا اعادہ کرنا ہوگا اور ان میں پڑھا ہوا قرآن بھی دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

(عالمگیری: ۱۱۰ص ج۱ مصری)

مسئلہ: تراویح پڑھاتے ہوئے امام بھولے سے پہلی رکعت پر بیٹھ گیا مگر لقمہ ملنے پر فوراً اٹھ گیا تو اگر ایک رکن کی مقدار سے کم بیٹھا ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھنے کے بعد اٹھا ہے تو آخر میں سجدہ سہو کرنا اس پر واجب ہے۔

(شامی: ۴۳۸ص ج۱)

تعداد تراویح میں شک کے مسائل:

مسئلہ: امام اور تمام مقتدیوں کو شک ہوا کہ تراویح کی اٹھارہ رکعات ہوئیں یا بیس پوری ہوگئیں تو احتیاطاً اور دو رکعات بلا جماعت پڑھی جائیں۔ (کبیری: ص ۳۸۷، صغیری: ص ۲۰۸)

مسئلہ: اگر تمام مقتدیوں کو شک ہوا لیکن امام کو شک نہیں ہے بلکہ کسی ایک جانب یا کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرے اور مقتدیوں کے قول کی طرف توجہ نہ دے۔ (کبیری: ص ۳۸۷، عالمگیری: ۶۱ص ج۱)

مسئلہ: اگر بعض مقتدی یہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات پوری ہوگئیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ اٹھارہ ہوئی ہیں وغیرہ تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے۔

(منیہ: ص ۳۸۷)

مسئلہ: اگر اٹھارہ رکعات پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس رکعات پوری ہوگئیں اور وتر کی نیت کر لی پھر دو رکعت پڑھنے کے بعد قبل سلام یاد آیا کہ تراویح کا ایک شفعہ باقی رہ گیا ہے اور اس نے دو رکعات پر سلام پھیر دیا تو یہ شفعہ تراویح کا شمار نہ ہوگا۔

(عالمگیری: ۶۲ص ج۲، خانیہ)

مسئلہ: اگر وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لی بعد میں یاد آیا کہ تراویح کا ایک شفعہ رہ گیا تو اس کو بھی جماعت سے پڑھنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۶۲ص ج۱، کبیری: ص ۳۸۷)

مسئلہ: امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدیوں کے درمیان اختلاف ہوا کہ دو رکعت ہوئی یا تین رکعت تو امام کا رجحان جس طرف ہو اس پر عمل کیا جائے۔ (عالمگیری: ۶۱ص ج۱، خانیہ)

نمازتراویح میں مقتدی (لاحق ومسبوق) کے مسائل:

مسئلہ: مسبوق وہ ہے جس کوامام کے ساتھ پہلی رکعت نہ ملی ہو۔
(عالمگیری: ۴۷ص ج ا وغیرہ شامی: ۵۶۰ص ج ا)

مسئلہ: اگر کوئی شخص تراویح پڑھنے کے لئے ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو رہی ہو اور امام جہری قرأت شروع کرچکا ہو تو اب اس کو سبحانك اللهم وغیرہ نہ پڑھنا چاہئے بلکہ صرف تکبیر کہہ کر شامل ہوجانا چاہئے۔ (منیہ: ص ۲۹۷ عالمگیری: ۴۷ص ج ا)

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہوگئی تھی تو اس کو چاہئے کہ وہ تنہا عشاء کے فرض اور دو رکعت سنت پڑھ کر تراویح میں شریک ہو۔
(شامی: ۴۷۲ص ج ا)

مسئلہ: اگر عشاء کے فرض پڑھے بغیر تراویح میں شریک ہوا تو تراویح صحیح نہ ہوگی۔
(شامی: ۴۷۲ص ج ا)

مسئلہ: چھوٹی ہوئی تراویح جلسۂ استراحت کے اندر پڑھ لے۔ (شامی: ۴۷۲ص ج ا)

مسئلہ: اگر موقع نہ ملے تو وتر بھی جماعت سے پڑھ کر بعد میں تنہا پڑھ لے۔
(شامی: ۴۷۲ص ج ا)

مسئلہ: اگر امام تشہد کے لئے بیٹھا تو ایک مقتدی اس میں سو گیا یعنی اس کو نیند آ گئی امام سلام پھیر کر دوسرا شفعہ پڑھ کر جب تشہد کے لئے بیٹھا تب یہ سونے والا جاگ گیا پس اگر اس کو معلوم ہو کہ یہ دوسرا شفعہ ہے تو سلام پھیر کر امام کے ساتھ تشہد وغیرہ میں شریک ہو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کی طرح دو رکعت مکمل کرلے پھر آگے امام کے ساتھ شریک ہو۔ (عالمگیری: ۶۲ص ج ا)

مسئلہ: اگر کوئی شخص تشہد میں سو جائے پھر جاگنے کے بعد سلام پھیر کر امام کے ساتھ شریک ہونا چاہے تو ہوجائے لیکن بغیر سلام پھیرے اگر امام کے ساتھ دوسرے شفعہ کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس کا پہلا شفعہ صحیح نہ ہوگا۔ (کبیری)

مسئلہ: تراویح وغیرہ کا مسبوق اپنی مابقیہ نماز پوری کرنے کے لئے جلدی نہ اٹھے

تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ امام نے نماز ختم کرنے کا سلام پھیرا ہے۔ (عالمگیری: ۴۷ص ج ا)

کیونکہ بعض مرتبہ امام سجدۂ سہو کا سلام پھیرتا ہے اور مقتدی آخری سلام سمجھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اگر ایسا ہو جائے تو مسبوق کو چاہئے کہ لوٹ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے۔ جب تک اس نے اپنی نماز کے لئے رکوع سجدہ نہ کیا ہو۔ (عالمگیری: ۴۷، ۴۸ص ج ا)

مسئلہ: اگر امام رکوع میں ملے تو اقتداء کرنے والے کو چاہئے کہ وہ سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع کرے۔ اگر جھکتے ہوئے تکبیر کہی اور رکوع میں گیا تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ (محیط، البحر الرائق: ۳۲۰ص ج ا)

مسئلہ: اگر رکوع میں جاتے ہی امام نے سر اٹھا لیا رکوع کی تسبیح نہ کہہ سکا تب بھی رکعت مل گئی۔ (محیط، شامی: ۴۴۳ص ج ا)

مسئلہ: اگر اقتداء کرنے والے کے رکوع میں کمر برابر کرنے سے پہلے امام اٹھ گیا تو یہ رکعت نہیں ملی۔ (محیط، البحر: ۳۲۰ص ج ا)

مسئلہ: اگر مسبوق نے امام کو رکوع میں نہ پایا بلکہ سجدہ میں پایا تب بھی شریک ہو جانا چاہئے البتہ یہ رکعت حساب میں شمار نہ ہوگی۔ (بحر، عالمگیری: ۴۷ص ج ا)

مسئلہ: اگر قیام میں تو شامل ہوا مگر امام کے ساتھ ساتھ رکوع سجدہ نہ کیا بعد میں کیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی البتہ گناہ گار ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: امام رکوع میں ملا اور یہ سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا گیا رکوع کے لئے علیحدہ سے تکبیر نہ کہی تب بھی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: امام سجدہ یا تشہد میں ملا مسبوق نے اتباع نہ کیا بلکہ کھڑا رہا۔ جب امام اٹھا تب اقتداء کی تو یہ بھی جائز ہے (کمافی المحیط)

مسئلہ: امام کے آخری قعدہ میں پہلا سلام پھیرنے سے پہلے پہلے اگر اقتدا کرلی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی اس کے بعد صحیح نہ ہوگی (کمافی المحیط، شامی: ۴۳۶ص ج ا)

مسئلہ: مسبوق جب اپنی نماز پوری کرنے کے لئے اٹھے تو اس کو ثناء اور بسم اللہ قرأت سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۴۸ص ج ا، کبیری: ۲۹۷)

روزہ خور حافظ قرآن (امام التراویح) کیلئے اعلیٰ حضرت کا ایک تفصیلی فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ قرآن مجید پر تراویح پڑھانے کی وجہ سے روزہ رکھنا معاف ہے یا نہیں؟ (حوالہ جات فتویٰ کے آخر میں ملاحظہ ہوں)

جواب: تراویح میں ختم قرآن مجید سنت سے بڑھ کر نہیں، سنت اور فرض میں جو فرق ہے وہ نہایت ہی ظاہر و باہر ہے۔ یہ کتنی نادانی اور کم عقلی ہے کہ سنت کی خاطر فرض چھوڑ دیا جائے۔ یہ دین سے برگشتگی ہے بلکہ یہ جھوٹا بہانہ سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ قرأت قرآن مجید روزہ رکھنے سے مانع نہیں ہوسکتی۔ پوری دنیا میں ہزار ہا حفاظ قرآن مجید جن میں بوڑھے، بچے اور کمزور شامل ہیں جو دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قرآن مجید سناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسا معاملہ نقصان دہ نہیں ہوا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روزہ بھی ضامن صحت ہے اور قرآن مجید بھی سراپا شفا ہے لیکن اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ نفع عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے: وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمومنين ولايزيد الظالمين الاخسارا[1] "ہم نے قرآن (مجید) نازل کیا جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اغزوا تغنموا وتصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا "جہاد کرو، غنیمت حاصل کرو، روزہ رکھو، صحت حاصل کرو، بغرض تجارت سفر کرو اور نفع حاصل کر کے غنا حاصل کرو" اسے طبرانی نے معجم اوسط میں زہیر بن محمد سے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جیسا کہ "مقاصد حسنہ" میں ہے اور یہ ثقہ لوگوں کی روایت ہے جیسا کہ "ترغیب" منذری علیہ الرحمہ میں ہے اور اسے امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی تخریج کیا جیسا کہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور یہ الفاظ بھی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کئے کہ "روزہ رکھو اور صحت پاؤ" اسے ابن سنی نے اور ابونعیم نے طب نبوی میں روایت کیا۔ جیسا کہ جامع الصغیر للسیوطی میں ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے[2] جیسا کہ مناوی نے کہا، مگر میں کہتا ہوں کہ اس کا ضعیف ہونا نقصان دہ نہیں کیونکہ ثقہ لوگوں سے مروی ہے علاوہ ازیں ضعیف پر فضائل میں عمل بالاتفاق جائز ہے جیسا

کہ نووی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

کسی طرح بھی باور نہیں کیا جاسکتا کہ اس شخص کو قرأت قرآن مجیدہ روزہ رکھنے سے مانع ہو یہ صرف عذر باطل، کم ہمتی اور العیاذ باللہ اگر بالفرض پڑھنا اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اسے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہتی تو اس صورت میں اس کے لئے قرآن مجید پڑھنا سنت ہے نہ باعث ثواب بلکہ حرام اور موجب عذاب ہے جس طرح کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت اتنی طویل کرے کہ نماز کا وقت ہی فوت ہو جائے تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے تحت داخل ہوگا "وہ بہت سے لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں مگر قرآن مجید ان پر لعنت کرتا ہے"[5] علماء نے مطلقاً فرمایا ہے کہ "جو بھی عمل روزہ رکھنے سے کمزور کرے یا مانع ہو وہ جائز نہیں" درمختار میں ہے کہ "ہر وہ عمل جو انسان کو کمزور کر دے وہ جائز نہیں ہوتا"[6] "اگر روزے کی وجہ سے کوئی شخص اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ نماز میں قیام کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لئے رمضان کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ وہ روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر ادا کرے۔ درمختار میں بزازیہ سے ہے اگر کسی نے روزہ رکھا اور وہ نماز میں قیام سے عاجز ہو گیا تو دونوں عبادات کو جمع کرتے ہوئے روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر ادا کرے"[7] سبحان اللہ! علماء کے نزدیک روزہ کی خاطر نماز میں قیام ساقط ہو جاتا ہے حالانکہ یہ قیام فرض ہے

صورت مذکورہ میں تو سنت کی خاطر نہیں بلکہ حصول امامت پر تفاخر کے لئے روزہ رمضان المبارک ترک کیا جاتا ہے بلکہ ناجائز، حرام اور گناہ فعل کے لئے ترک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ معاف فرمائے۔ یہ تو جہالت صریح اور عناد قبیح ہے اس عزیز سے کہا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھ پر روزہ رمضان فرض عین فرمایا ہے اور تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا نہ فرض نہ سنت عین۔ اگر بسبب کثرت تلاوت ایسا ضعف لاحق ہونے کا خطرہ ہے تو یہ بوجھ اپنے اوپر نہ لے بلکہ کسی دوسرے حافظ کی اقتداء کرے، تراویح ادا کرے اور روزہ رکھے فرض کو بجا لائے اور سنت بھی حاصل کرے اور اگر اس قدر بھی طاقت نہیں تو تمام قرآن مجید تراویح میں نہ پڑھے اونہ سے جس طریقہ سے بیس تراویح ادا کرنے پر قادر ہے، ادا کرے روزہ اگر نہ رکھا تو نارِ جہنم اور عذاب الیم کا مستحق ٹھہرے گا۔ اے میرے بھائی! روزہ فرض عین ہے اور فرض عین، فرض کفایہ پر مقدم ہوتا ہے اور ختم قرآن مجید تراویح میں سنت کفایہ

Scanned with CamScanner

ہے اور سنت کفایہ سنت عین سے مؤخر ہوتی ہے۔ یہ کیا ظلم ہے کہ سنت کفایہ کو فرض عین پر مقدم کر دیا گیا ہے۔ ''بعض علماء نے قوم میں سستی و کاہلی پیدا ہو جانے کی وجہ سے ختم قرآن مجید کو ترک کر دینے کی بھی گنجائش یہ کہتے ہوئے روا رکھی ہے کہ جو شخص اپنے زمانے کے حالات سے آگاہ نہیں وہ جاہل ہے[8] جیسا کہ درمختار میں زاہدی سے اور وہاں وبری اور کرمانی کے حوالے سے ہے اور اسی میں ''الاختیار'' سے ہے کہ ہمارے زمانے میں اتنی مقدار افضل ہے جو بوجھ نہ بنے اور کہا کہ اسے ہی مصنف الغزی وغیرہ نے ثابت رکھا ہے۔ المجتبیٰ میں امام صاحب سے منقول ہے کہ اگر کسی نے فرائض میں تین آیات چھوٹی یا بڑی پڑھیں تو اس نے بہت اچھا کیا اور وہ گناہ گار نہیں۔ زاہدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ''پھر تراویح کے معاملہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟[9]'' میں کہتا ہوں اس جاہل کو دیکھو جو رمضان کا روزہ ایسے عمل کی خاطر ترک کر رہا ہے جس کا ترک روزے کی خاطر کیا جا سکتا تھا۔ ایک دن امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو صبح کی جماعت میں نہ دیکھا تو آپ نے ان کی والدہ سے وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے وقت انہیں نیند آ گئی جس کی وجہ سے وہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرے نزدیک صبح کی نماز میں شریک ہونا تمام رات کی عبادت سے کہیں افضل ہے'' مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہاب سے انہوں نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو نماز صبح میں غائب پایا دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار کی طرف تشریف لے گئے۔ سلیمان مسجد اور بازار کی درمیانی جگہ پر رہائش پذیر تھے آپ سلیمان کی والدہ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے تو فرمایا میں نے سلیمان کو نمازِ صبح میں نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگیں ''وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا۔ صبح اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نمازِ صبح کے لئے حاضر ہونا مجھے تمام رات قیام سے محبوب ہے''[10] اسے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں ''مجھے جماعت کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کرنا ان دونوں (عشاء اور صبح کے درمیان) قیام سے محبوب ہے''[11] حضور پرنور سیدنا غوث الثقلین پیر دستگیر محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی

مبارک کتاب ''فتوح الغیب'' شریف کے ''ترتیب عبادات'' کے مقالہ میں فرماتے ہیں اور ایسے جاہل پر جو سنت و نفل کی وجہ سے فرائض ترک کر دیتا ہے قیامت کبریٰ برپا فرماتے ہیں' فقیر (اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بخش دے) اس مبارک گفتگو سے کچھ حصہ مع ترجمہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتا ہے تاکہ جاہل لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مومن کو چاہئے کہ وہ پہلے فرائض بجا لائے'' مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پہلے ان عبادات کو بجا لائیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر فرض و واجب کی ہیں جن کے ترک سے وہ گناہ گار اور قابل گرفت بن جاتے ہیں ''جب ان فرائض سے فراغت ہو جائے تو پھر سنن میں مشغول ہو جو فرائض کے ہمراہ معین مؤکدہ ہیں جن کا ترک اساءت اور عتاب (گناہ اور سزا) کا سبب ہے۔ ''پھر نوافل و فضائل میں مشغول ہو'' پھر ان نفلی عبادات میں مشغول ہو جو ان فرائض و سنن سے زائد ہیں اور فضیلت رکھتے ہیں ان کا بجا لانا ثواب لیکن ان کا ترک گناہ نہیں۔ جب تک فرائض سے فراغت نہ ہو سنن میں مشغول ہونا بیوقوفی اور رعونت ہے'' تو جب تک فرائض مکمل نہ ہو جائیں تو سنتوں میں مشغول ہونا جہالت اور بے عقلی ہے کیونکہ ایسی چیز کا ترک کرنا جو لازم و ضروری تھی اور ایسی چیز کا اہتمام جو ضروری نہیں تھی عقل و خرد کے قاعدے سے دور ہے کیونکہ عاقل کے لئے منافع کے حصول سے ضرر کا دور کرنا اہم و واجب ہوتا ہے بلکہ حقیقتاً اس صورت میں نفع ہے ہی نہیں۔ اسی پر قیاس کرو کہ نوافل ادا کرنا اور فرائض ترک کر دینا بھی نامقبول و باطل ہے جیسا کہ فرمایا ''پس اگر سنن و نوافل میں فرائض سے پہلے مشغول ہو گیا'' یعنی اگر فرض کی ادائیگی سے پہلے ہی سنن و نوافل میں مصروف ہو گیا تو ''وہ مقبول نہ ہوں گے بلکہ ذلت و رسوائی ہو گی'' علماء فرماتے ہیں کہ نوافل کا بجا لانا اور فرائض کو ترک کر دینا ایسے ہی جیسے کوئی اپنے قرض خواہ کو ہدیہ دے دے مگر اس کا فرض ادا نہ کرے تو یہ ہدیہ ہرگز مقبول نہ ہو گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ جس کے نزدیک نوافل' فرائض کی نسبت اہم ہوں وہ دھوکا و فریب زدہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو چیزیں لوگوں کو ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نفلی عبادات میں مشغول ہو کر فرائض کو ضائع کر دینا اور قلب کی موافقت کے بغیر ظاہری اعضاء کا عمل کرنا ''اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں بلائے'' یعنی اس

Scanned with CamScanner

شخص کا حال جو فرائض ترک کر کے سنن و نوافل بجالائے اس کا حال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں طلب کرے۔ اس سے مراد وہ فرائض ہیں جن کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیا ہے جو علی الاطلاق حاکم و بادشاہ ہے اور اس اعلیٰ طریقے پر بندے کو بلاتا ہے ''پس وہ اس طرف نہیں آتا'' یعنی وہ آدمی بادشاہ کی طرف نہیں آتا'' اور وہ بادشاہ کے ایسے امیر کے پاس کھڑا ہے جیسے اس کا غلام اور خادم ہو'' یعنی وہ ایسے جا کر کے پاس کھڑا رہتا ہے جو بادشاہ کا غلام ہے اور اس کے قبضہ و ولایت میں ہے۔ وہ اس کے تصرف اور قدرت کے تحت ہے۔ یہ ان سنن و نوافل کی مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ (جو بارگاہِ خداوندی میں امیر اور خصوصی وزیر ہیں) کے طریقہ پر یا علماء کے استحباب پر (جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے غلام اور بندے ہیں) کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اگرچہ تمام پروردگار کے حکم سے ہی ہے لیکن فرائض کی نسبت الزام و ایجاب کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف جاتی ہے اور وہ سنن و نوافل جن کا درجہ یہ نہیں ان کی نسبت رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب و اتباع کی طرف کر دی جاتی ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''نوافل ادا کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو نوافل ادا کرتا ہے حالانکہ اس پر فرائض ہیں'' جنہیں اس نے ادا نہیں کیا ''اس حاملہ خاتون کی طرح ہے'' جس کی مدت حمل مکمل ہو گئی جب ولادت کا وقت آیا تو اس نے بچے کو گرا دیا'' یعنی ناتمام بچے کو اس نے جننے کے وقت گرا دیا۔ وجہ تشبیہ بے فائدہ تکلیف و مشقت اٹھانا ہے کیونکہ جب نوافل عدم ادائیگی فرائض مقبول ہی نہیں تو وہ نمازی بے فائدہ مشقت اٹھا رہا ہے جیسے کہ حاملہ خاتون نے کتنی طویل مدت تکلیف اٹھائی مگر اس پر فائدہ بصورت اولاد مرتب نہ ہوا ''پس اب یہ حاملہ نہیں ہے'' کیونکہ مقصود فوت ہو گیا'' نہ ہی صاحب اولاد ہے'' کیونکہ حمل ساقط ہو گیا ''اسی طرح وہ نمازی جب تک فرائض ادا نہیں کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے نوافل قبول نہیں فرمائے گا'' تو جب تک نمازی فرائض بجا نہیں لاتا نہ اس کے نوافل ہوں گے نہ فرائض۔ بے ادائے فرائض کے نوافل ادا کرنے والے نمازی کی دوسری مثال یوں ہے جیسے کوئی تاجر بغیر سرمایہ کے نفع حاصل کرنا چاہے لہٰذا فرمایا ''نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے'' یعنی مذکورہ مصلی کا حال سوداگر کی طرح ہے ''اسے

تجارت میں نفع حاصل نہیں ہوتا'' یعنی اسے سوداگری میں اس وقت تک نفع نہیں ہو سکتا ''یہاں تک کہ وہ اپنا سرمایہ حاصل کرے'' جب تک کہ وہ سرمایہ نہیں لگائے گا اسے نفع کیسے حاصل ہو گا؟ ''اسی طرح معاملہ ہے نوافل ادا کرنے والے نمازی کا'' اس کے نفل ادائیگی فرائض کے بغیر مقبول نہیں ہو سکتے کیونکہ نفل بمنزلہ نفع کے اور فرض بمنزلہ سرمایہ کے ہیں'' ۱۲ کلمات شرح میں کچھ اختصار کیا گیا ہے۔

بالجملہ یہ شخص باجماع علماء فاسق، فاجر، مرتکب کبیرہ عذاب الیم اور ذلت عظیم کا مستحق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور ان کی باچھوں کو چیرا جا رہا ہے اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ لوگ رمضان المبارک کا روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گئے'' (تفصیلاً حدیث بیان کی جس کا ایک حصہ یہ ہے) پھر مجھے آگے لے گئے تو وہاں ایک قوم الٹی لٹکی ہوئی تھی۔ ان کی باچھوں کو چیرا جا رہا تھا جن سے خون بہہ رہا تھا۔ فرمایا ''میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا یہ رمضان کا روزہ وقت آنے سے پہلے ہی افطار کر لیتے تھے'' ۱۳ جب قبل از وقت روزہ افطار کرنے پر یہ عذاب ہے تو خود سوچئے بالکل روزہ نہ رکھنے پر کتنا عذاب ہو گا۔ العیاذ باللہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام اور دین کی بنیاد تین چیزیں ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے ان میں سے اگر کسی نے ایک تو ترک کر دیا تو وہ کافر ہو گا اور اس کا خون مباح ہو گا۔ ان میں سے ایک کلمہ توحید کی شہادت، دوم نمازِ فرض اور سوم روزۂ رمضان اور ایک روایت میں ہے کہ جو ان میں سے کسی کو بجا نہ لایا وہ خدا کا منکر ہے۔ اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کا خون و مال مباح ہو گا۔ اسے ابویعلیٰ نے اسناد حسن کے ساتھ ذکر کیا۔ منذری نے بھی اسے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حماد بن زید کہتے ہیں کہ میں اسے نہیں جانتا مگر یہ کہ اس کی نسبت رسالت مآب ﷺ کی طرف ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اسلام کے راستے اور دین کے ستون تین ہیں جن پر اسلام کی بنیادیں ہیں جس نے بھی ان میں

Scanned with CamScanner

سے کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے اور اس کا خون مباح ہے۔ پہلی لا الٰہ الا اللہ کی شہادت، دوسری نمازِ فرض، تیسری رمضان کا روزہ" دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا منکر ہے۔ اس کا کوئی نفل وفرض قبول نہیں۔ اس کا خون و مال مباح ہے۔ یہ روایت سعید بن زید نے عمرو بن مالک النکری سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور اس کے مرفوع ہونے میں شک نہیں کیا ۱۵ حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام میں چار چیزوں کو فرض کیا ہے ان میں سے اگر تین بجالاتا ہے تو وہ اس کے کسی کام نہیں آ سکتے۔ یہاں تک کہ وہ چاروں کو بجالائے (وہ چار یہ ہیں) نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن نعیم الحضرمی سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "چار چیزوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان میں فرض فرمایا ہے جو ان میں سے تین بجالائے گا وہ اسے کسی شے کا فائدہ نہیں دیں گے حتیٰ کہ تمام کو بجالائے۔ وہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، رمضان اور حج کعبہ ہے" ۱۶ نیز حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کسی نے شریعت کی اجازت اور مرضی کے بغیر روزہ نہ رکھا اگر ساری عمر روزہ رکھے تب بھی اس کا عوض نہیں ہوسکتا۔ ترمذی نے روایت کیا یہ الفاظ اسی کے ہیں ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ابن خزیمہ نے صحیح اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "**من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه** ۱۷" جس نے بغیر رخصت اور مرض کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دیا اب اگر سارا زمانہ روزہ رکھتا ہے تو اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا" مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دو وجوہ کی بناء پر ایسے شخص کو تراویح نہ پڑھانے دیں۔ اولاً یہ فاسق ہے اور فاسق کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوتی ہے جیسا کہ اس پر متون، شروحات اور فتویٰ کی قطعی تصریحات ہیں۔ ثانیاً غالب گمان یہ ہے کہ یہ شخص انتہائی درجہ کا کم ہمت اور امورِ دینیہ کے معاملہ میں بدذوق ہے اور وہ تراویح میں قرآن مجید محض حصول امامت کے لئے سنا رہا ہے اور ریاکاری کرتے ہوئے تقدم وتفاخر پر عمل پیرا ہے لہٰذا اسے اس مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ جب کوئی اس کی اقتداء نہیں کرے گا تو ان شاء اللہ وہ اس فعل حرام سے رجوع

کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے "**ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** ۱۸" گناہ اور زیادتی پر ہرگز تعاون نہ کرو" ایسے شخص سے قرآن مجید پڑھوانا گناہ عظیم ہے اور اقتداء کی صورت میں مقتدی گناہ پر اس کی اعانت کرنے والے ہوں گے لہٰذا یہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ ہر چند گفتگو قدرے طویل ہوگئی ہے۔ بحمد اللہ نفع سے خالی نہیں۔ ایک تو تحقیق مسئلہ کی وجہ سے اور دوسرا حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کلام و ذکر شریف سے نقل کرنے کی وجہ سے کیونکہ صالحین کے تذکرہ سے خصوصاً اس اولیاء کے سربراہ، اقطاب کے تاج اور سید الصلحاء رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین کے تذکرے پر رحمت کا نزول ہوتا ہے ۱۹

اگر حافظ قرآن نابالغ ہے اور نوافل میں قرآن پاک سنا رہا ہے اور بوجہ کثرت ضعف روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ایک فتویٰ میں اس طرح لکھا:

نابالغ پر تو قلم شرع جاری ہی نہیں وہ اگر بے عذر بھی افطار کرے اسے گناہ گار نہ کہیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**رفع القلم عن ثلاثة الی قوله ﷺ وعن الصبی حتی یحتلم** ۲۰" تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا۔ ان میں آپ ﷺ نے اس بچے کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا"

مگر بیان کرنا اس کا ہے کہ بچہ جیسے آٹھویں سال میں قدم رکھے اس کے ولی پر لازم ہے کہ اسے نماز روزہ کا حکم دے اور جب اسے گیارہواں سال شروع ہو تو ولی پر واجب ہے کہ صوم وصلوٰۃ پر مارے بشرطیکہ روزے کی طاقت ہو اور روزہ ضرر نہ کرے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں "**مروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر** ۲۱" جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا کہو اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں ترک نماز پر سزا دو" ۲۱

تنویر الابصار میں ہے "ترک نماز پر دس سال کے بچے کو سزا دینا واجب ہے" ۲۲ اسے امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور نسائی وابن ماجہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

ظاہر حدیث میں ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز کا کہنا اسی طرح واجب ہے جیسے دس

Scanned with CamScanner

سال کے بچے کو سزا دینا واجب ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ یہاں وجوب سے اصطلاحی وجوب مراد ہے نہ کہ بمعنی فرض کیونکہ حدیث ظنی ہے ۲۳ پس غور کیجئے۔ درمختار میں ہے ''والصوم کالصلٰوۃ علی الصحیح ۲۴'' صحیح قول کے مطابق روزہ کا حکم نماز ہی کی طرح ہے'' عالمگیری میں ہے ''قال الرازی یؤمر الصبی اذا اطاقه'' ۲۵ ''امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب بچہ توانا ہو جائے تو اسے (نماز و روزہ کا) حکم دیا جائے'' اسی میں ہے:

''ھذا اذالم یضر الصوم ببدنه فان اضر لا یؤمر به'' ۲۶ ''یہ اس وقت ہے جب روزہ جسمانی تکلیف کا سبب نہ بن رہا ہو اگر بن رہا ہو تو پھر اسے نہ کہا جائے''

اور پر ظاہر کہ یہ احکام حدیث و فقہ میں مطلق و عام' تو ولی نابالغ ہفت سالہ یا اس سے بڑے کہ اسی وقت ترک صوم کی اجازت دے سکتا ہے جبکہ فی نفسہ روزہ اسے ضرر پہنچائے ورنہ بلا عذر شرعی اگر روزہ چھڑائے گا یا چھوڑنے پر سکوت کرے گا تو گناہ گار ہوگا کہ اس پر امر یا ضرب شرعاً لازم اور تارک واجب' بزہ کار و آثم اور دور و تلاوت کلام اللہ کی محنت عذر و افطار نہیں۔ اوّلاً اکثر ہوتا ہے کہ بچے جوان قوی تندرست لوگ ایسے امور میں کم ہمتی کو بے قدرتی' سمجھ لیتے ہیں حالانکہ کمر ہمت چست باندھیں تو کھل جائے کہ عجز سمجھنا صرف وسوسہ تھا اور واقعہ میں عجز ہو بھی یعنی روزہ رکھ کر کلام اللہ شریف پر محنت شاقہ نہیں ہو سکتی تو راہ یہ ہے کہ روزہ رکھوائیں اور قرآن مجید کا جتنا شغل بے تکلف ہو سکے لیں اور جس قدر کی طاقت نہ دیکھیں بعد رمضان دورِ آئندہ پر ملتوی رکھیں کہ شرعاً صیام کے لئے ایام معین میں جن کے فوت سے ادا فوت ہوگئی اور دور کے لئے کوئی دن مقرر نہیں ہمیشہ و ہر وقت کر سکتے ہیں۔ فرض کیجئے اگر مرد نوجوان تندرست مقیم کی یہی حالت ہوتی ہے کہ روزے کے ساتھ محنت دور نہ کر سکتا تو کیا شرع اسے اجازت دیتی کہ دور کے لئے روزہ ترک کرے' حاشا وکلا بلکہ لازم فرماتی ہے کہ روزہ رکھ اور دور دور دیگر پر موقوف رکھ۔ تو معلوم ہوا اسی میں خیر ہے اور اس کے عکس میں شر اور ولی کو چاہئے بچے کو خیر کا حکم دے اور ہر شر سے باز رکھ محشیان درسادا تنا حلبی و طحطاوی و شامی رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں ''ان دونوں تصریحات کا مقصد یہ ہے کہ ولی پر لازم ہے کہ وہ بچے کو تمام اوامر کو بجا لانے اور تمام منہیات سے باز رہنے کا کہے'' ۲۷

علامہ طحطاوی نے فرمایا ''اس میں نماز' روزہ اور شراب ہی مخصوص نہیں جیسا کہ علت کا

بیان اسے واضح کر رہا ہے'' ۲۸ یہ مجھ پر واضح ہوا ہے اور علم حق میرے رب کے پاس ہے۔

فتویٰ کے نمبروار حوالہ جات:

۱ القرآن: ۱۷/۸۲ ۲ مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الاوسط باب اغزوا تغنموا' دار الکتاب العربی بیروت ۵/۳۲۴' مقاصد الحسنہ' حرف السین المہملہ حدیث ۵۴۹' دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۲۳۶۔ ۳ الجامع الصغیر مع التیسیر تحت حدیث صوموا تصحوا مکتبۃ الامام الشافعی سعودیہ ۲/۹۵۔ ۴ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث صوموا تصحوا مکتبۃ الامام الشافعی ریاض سعودیہ ۲/۹۵۔ ۵ المدخل لابن الحاج' بیان فضل تلاوۃ القرآن دار الکتاب العربی بیروت ۱/۸۵۔ ۶' ۷ درمختار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۵۲۔

۸ درمختار باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۹۔ ۹ درمختار باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۸۔ ۱۰ موطا امام مالک باب ماجاء فی العتمۃ والصبح' میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۱۵۔ ۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ فی التخلف فی العشاء والفجر ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۳۳۔

۱۲ فتوح الغیب مع شرح فارسی' مقالہ ۴۸' منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۸۴ تا ۲۸۵۔ ۱۳ صحیح ابن خزیمہ باب تعلیق المفطرین قبل وقت الافطار حدیث ۱۹۸۵' المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۳۷۔ ۱۴ مسند ابو یعلی الموصلی ترجمہ ۲۳۴۵' مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/۱۳۔ ۱۵ الترغیب والترہیب من ترک الصلوٰۃ عمداً' مصطفی البابی مصر ۱/۳۸۲ و ۲/۱۱۰۔ ۱۶ مسند احمد بن حنبل' حدیث زیاد ابن نعیم الحضرمی المکتبت الاسلامی بیروت ۴/۲۰۱۔

۱۷ صحیح بخاری' باب اذا جامع فی رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی جلد ۱ ص ۲۵۹' جامع ترمذی' ابواب الصیام امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۹۰۔ ۱۸ القرآن ۵/۲۔ ۱۹ مرقات شرح مشکوٰۃ' الفصل الثانی من باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ' مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/۶۱۔ ۲۰ المستدرک للحاکم' رفع القلم عن الثلاث' دار الفکر بیروت ۱/۲۵۸۔ ۲۱ سنن ابی داؤد' باب متی یؤمر الغلام' آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۷۱۔ ۲۲ تنویر الابصار مع درمختار' کتاب الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۸۔ ۲۳ ردالمحتار' کتاب الصلوٰۃ' داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۳۵۔ ۲۴ درمختار' کتاب الصلوٰۃ' مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۸۔ ۲۵ فتاویٰ ہندیہ' المتفرقات من باب الاعتکاف' نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۱۴۔

۲۶ ایضاً۔ ۲۷ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مصطفی البابی مصر ۱/۲۵۹۔ ۲۸ حاشیہ طحطاوی علی الدر المحتار کتاب الصلوٰۃ دار المعرفت بیروت ۱/۱۷۰۔

مسائل اعتکاف

اعتکاف کے فضائل قرآن وسنت کی روشنی میں پہلے حصے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اعتکاف کے مسائل کو بھی قدرے تفصیل سے اس لیے لکھا جارہا ہے کہ رمضان شریف میں لوگوں کا رجحان اور ضرورت ان مسائل کی طرف بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اعتکاف کا رکن صرف اور صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد میں خاص طریقے سے ٹھہرنا' اپنے آپ کو اس پر پابند کرلینا۔(بحرالرائق)

اعتکاف کی شرائط سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- اعتکاف میں سات چیزیں شرط ہیں۔
- مسلمان ہونا۔
- عاقل ہونا۔
- اعتکاف کی نیت کرنا۔
- مسجد جماعت میں ٹھہرنا۔
- سنت اور واجب اعتکاف میں روزہ سے ہونا۔
- مرد وعورت کا جنابت سے پاک ہونا۔
- عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا (ا تا ۷ عالمگیری)

ان میں سے بعض شرائط کی تشریح اس طرح ہے کہ مثلاً دوسری شرط' عاقل ہونا'' اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ معتکف کا بالغ ہونا ضروری نہیں۔ جو نابالغ بچہ سمجھدار ہو اس کا اعتکاف بھی درست ہو جاتا ہے (مراقی الفلاح)

چھٹی شرط'' مرد وعورت کا جنابت سے پاک ہونا'' یہ شرط اعتکاف کے حلال اور جائز ہونے کے لئے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے اور جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے اس لئے معتکف کا جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے لیکن اگر کوئی اس حالت میں اعتکاف کرے گا تو اعتکاف درست ہو جائے گا اگرچہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور قیام کرنے کا گناہ عظیم ہوگا (علم الفقہ)

ساتویں شرط'' عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا'' یہ شرط سنت اور واجب اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ واجب اور سنت اعتکاف میں چونکہ روزہ ضروری ہے اور حیض اور نفاس کی حالت میں روزہ ہو نہیں سکتا۔ اس لئے اگر اسی حالت میں اعتکاف کرلیا تو وہ صحیح نہیں ہوگا (علم الفقہ)

چنانچہ اگر عورت کو دوران اعتکاف حیض یا نفاس آجائے تو اس کو اعتکاف سے اٹھ جانا چاہئے اگر یہ اعتکاف واجب تھا تو عورت کو اس اعتکاف کی قضا بھی لازم ہے (شامی)

اقسام اعتکاف:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب' مسنون' مستحب (عالمگیری)

اعتکاف واجب:

جس اعتکاف کی منت مان لی جائے وہ واجب ہو جاتا ہے خواہ منت کسی شرط پر موقوف ہو جیسے یوں کہنا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اعتکاف کروں گا یا منت کسی بھی شرط پر موقوف نہ ہو جیسے یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اتنے دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہے۔ (علم الفقہ)

واجب اعتکاف کی ضرورت شاذ ونادر ہی پیش آتی ہے اس لئے یہاں اس کی تفصیلات ذکر نہیں کی جائیں گی۔ بوقت ضرورت معتبر علماء کرام سے دریافت کرلیں ہم صرف دوسری اور تیسری قسم کے اعتکاف کے مسائل ذکر کریں گے۔

اعتکاف مسنون:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں (عالمگیری)

اس کا پورا نام سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔(مراقی الفلاح)

مسئلہ: رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف بڑے شہروں کے ہر بڑے محلے کی کسی مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب محلہ والے اور سب دیہات والوں کے ذمے ترک سنت کا وبال رہتا ہے اور اگر ایک آدمی بھی اعتکاف میں بیٹھ جائے تو یہ سنت سب کے ذمہ سے اتر جاتی ہے اور اعتکاف کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔(بحرالرائق)

مسنون اعتکاف کا طریقہ' نیت اور وقت:

رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ کو عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے آخری عشرے کے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو جائے اور جب شرعی طور سے عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے تو اعتکاف ختم کر دے اور یہ غروب آفتاب کے بعد ختم ہو جائے گا۔(شامی)

مسنون اعتکاف کی اتنی نیت کر لینا کافی ہے "اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔(عالمگیری)

یعنی بیسویں روزے کا سورج غروب ہونے سے پہلے نیت کرے چاہے مسجد میں داخل ہوتے وقت کرے یا داخل ہونے کے بعد۔ اگر غروب آفتاب کے کچھ عرصہ بعد نیت کی تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر اعتکاف میں بیٹھنے والے کو کسی جگہ یا وقت یا کام کو اعتکاف سے مستثنیٰ کرنا ہو تو اعتکاف کی نیت کرتے وقت ہی مستثنیٰ کر لے مثلاً کوئی ایسا بیمار ہے کہ اس کے پاس جانا ضروری ہے تو یوں نیت کر لے کہ میں اعتکاف مسنون کی نیت کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ دورانِ اعتکاف فلاں بیمار کی دیکھ بھال کے لئے جایا کروں گا یا فلاں مجلس وعظ میں جایا کروں گا تو پھر ان امور کے لئے دورانِ اعتکاف مسجد سے باہر چلے جانا جائز ہوگا (عالمگیری) لیکن بلاضرورت استثناء نہیں کرنا چاہئے۔

اعتکاف کے مستحبات:

اعتکاف کے آداب اور مستحبات کا پورا پورا اہتمام رکھیں تا کہ اعتکاف کے حقیقی برکات وثمرات نصیب ہوں۔ اور وہ مستحبات مندرجہ ذیل ہیں:

○ اعتکاف میں اچھی اور نیکی کی باتیں کریں۔

○ رمضان المبارک کے آخری پورے عشرے کا اعتکاف کرنے کی کوشش کریں۔

○ حتیٰ الامکان جامع مسجد میں اعتکاف کریں۔

○ اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی میں صرف کریں مثلاً نوافل پڑھیں' قرآن کریم کی تلاوت کریں' علم دین کی صحیح اور مستند کتابوں کا مطالعہ کریں' محسن انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ' حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کے صحیح واقعات' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' آئمہ عظام' اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کے حالات و حکایات' ان کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کریں' مسائل شرعیہ کی کتابیں پڑھیں مگر جو بات سمجھ میں نہ آئے خود اس کی کوئی تاویل یا مطلب نہ نکالیں بلکہ کسی معتبر عالم سے اس کا مطلب سمجھ لیں۔

مسئلہ: پردہ لگانا شرعاً ضروری نہیں بلکہ اگر اس سے ریاکاری کا اندیشہ ہو تو نہ لگائے اور اگر یکسوئی کے لئے لگانا چاہے تو لگا لینا بہتر ہے۔ حضور ﷺ سے پردہ لٹکانا او نہ لٹکانا دونوں ثابت ہیں البتہ بوقت جماعت پردہ اٹھا دینا چاہئے۔

مسئلہ: جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول اور فعل اور کسی بھی طرز عمل سے تکلیف پہنچانے سے سخت احتیاط کریں (عالمگیری و فتح القدیر)

اعتکاف کے مباحات:

بعض باتیں اعتکاف کی حالت میں معتکف کے لئے جائز اور مباح ہیں۔

○ معتکف کو چاہئے کہ مسجد میں کھائے' پیئے' وہیں سوئے' لیٹے' بیٹھے' آرام کرے معتکف کے لئے یہ سب باتیں مسجد میں درست ہیں (ردالمحتار)

○ اپنے اور بال بچوں کے متعلق یا دوسری مثلاً خرید و فروخت کی باتیں کرنا بھی بقدر ضرورت جائز ہیں (ردالمحتار)

○ معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے لیکن اتنا نہ ہو کہ دکان ہی لگالے یا نمازیوں کو تکلیف ہونے لگے اور پڑھنے کے لئے دینی کتب بھی رکھ سکتا ہے (ردالمحتار)

○ کھانے پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز خریدنی ہو تو اس چیز کو دیکھنے کے لئے مسجد میں منگوا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آجائے (ردالمحتار)

○ معتکف کو مختصر سا بستر' کھانا کھانے' پانی پینے اور ہاتھ وغیرہ دھونے کے لئے برتن وغیرہ رکھنے کی اجازت ہے (ردالمحتار)

○ معتکف تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایات دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں دریافت بھی کر سکتا ہے۔ کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو بقدر ضرورت لین دین' سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے (بدائع)

○ معتکف لباس تبدیل کر سکتا ہے' خوشبو استعمال کرنا' سر اور داڑھی میں تیل لگانا' کنگھی کرنا سب باتیں اعتکاف کی حالت میں جائز ہیں (بدائع)

○ حالت اعتکاف میں معتکف اپنا یا دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے۔ بیوی کو طلاق رجعی دے رکھی ہو تو زبانی اس سے رجوع کر سکتا ہے (بدائع)

○ معتکف اپنا سر' داڑھی یا بدن کا کوئی حصہ دھونا چاہے یا کلی کرے تو اس بات کا پورا خیال رکھے کہ مسجد بالوں اور مستعمل پانی سے بالکل ملوث نہ ہو تیل سے مسجد کی صفیں' دیواریں' صحن بالکل خراب نہ ہوں ورنہ مسجد کی بے حرمتی کی وجہ سے ممنوع ہوگا (بدائع)

○ معتکف آرام کی غرض سے یا طبعی طور پر یا بلا ضرورت کلام کرنے سے بچنے کے لئے خاموش رہے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔ (دارالحکام)

○ حالت اعتکاف میں دین کی باتیں کرنا ثواب ہے اور ایسی باتیں کرنا کہ جن میں گناہ نہ ہو مباح ہیں اور بقدر ضرورت دنیوی باتیں کرنا بھی منع نہیں لیکن باتیں کرنے کا مشغلہ نہ بنائیں۔ (حاشیہ شرنبلالی)

○ معتکف کو ناخن کاٹنے' مونچھیں سنوارنے' خط یا حجامت بنوانے کی بھی رخصت ہے لیکن مسجد میں ناخن' پانی اور بال وغیرہ بالکل نہ گرنے پائیں (فتح الباری)

تشریح: یہ باتیں اس شخص کو پیش آتی ہیں جو مسلسل ایک ماہ یا زیادہ کا اعتکاف کر رہا ہو ورنہ دس روزہ اعتکاف کرنے والے کو ان کاموں میں مشغول ہونا اچھا نہیں۔ یہ کام اعتکاف کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔

○ بچوں کو مسجد میں بحالت اعتکاف بلا اجرت قرآن کی اور دین کی تعلیم دینا درست ہے (بحرالرائق)

○ معتکف کے پاس حالت اعتکاف میں کوئی ضروری کام ہو تو بیوی یا محرمات سے مثلاً والدہ' بیٹی' بہن وغیرہ مسجد میں آسکتی ہیں لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردے کے ساتھ آئیں
(کما جاء فی الحدیث)

○ اگر بیوی یا محرمات میں سے کچھ مستورات آئیں اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو اسی وقت اپنی صفائی پیش کر دینی چاہئے کہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے یا یہ میری بیوی ہے تاکہ دوسروں کو بدگمانی نہ ہو۔ احمد مجتبیٰ ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے (جیسا کہ فضائل کے حصے میں حضرت صفیہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں گزر چکا)

مکروہات اعتکاف:

اعتکاف میں بعض باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ بعض باتیں ناجائز اور حرام ہیں۔ ان سب سے بچنے کا پورا خیال رکھیں۔

○ اعتکاف کی حالت میں معتکف کو جان کر یا بھول کر رات میں یا دن میں' مسجد میں یا گھر جا کر بیوی سے صحبت کرنا' بوس و کنار ہونا یا شہوت سے اس کے بدن کو چھونا سب حرام ہے (دارالحکام)

نوٹ: ان امور بالا سے اعتکاف ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے مسائل مفسدات اعتکاف میں ذکر کریں گے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

○ بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں لیکن حالت اعتکاف میں اور بھی سختی آتی ہے مثلاً

غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا اور لڑانا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایذا پہنچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریا کاری وغیرہ کرنا ان سے اور اس قسم کی باتوں سے خوب احتیاط رکھیں (شامی)

○ جو باتیں مباح ہوں جن کے کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے بوقت ضرورت بقدر ضرورت کرنے کی اجازت ہے، بلاضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں (درمختار)

○ معتکف کو بلاضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لئے بلانا اور اس سے باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص اس غرض سے محفل جمانا، ناجائز ہے۔ معتکف کو بحالت اعتکاف ایسی کتابیں اور رسالے جن میں بے کار جھوٹے قصے کہانیاں ہوں، دہریت کے مضامین ہوں، اسلام کے خلاف تحریرات ہوں، فحش لٹریچر ہو، اسی طرح اخبارات میں جھوٹی خبریں پڑھنا، سننا نیز اخبارات عموماً تصویروں سے خالی نہیں ہوتے اور تصویروں کو مسجد میں لانا جائز نہیں اس لئے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہئے اور جس مقصد کے لئے اعتکاف کیا ہے اس میں لگنا چاہئے۔

○ معتکف کو بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں (بحرالرائق)

○ تجارتی یا غیر تجارتی ساز وسامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا ناجائز ہے اور بلاضرورت شدیدہ خرید وفروخت کی بات کرنا بھی مکروہ ہے (درمختار و بحر)

○ معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا اور کوئی کام ہو (اشباہ، شامی)

جن وجوہات سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے:

بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے واجب اور مسنون اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ اب ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ حکم نفلی اعتکاف کا نہیں ہے۔ اس کا حکم نفلی اعتکاف کے بیان میں آئے گا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ: معتکف کو بلاضرورت شرعیہ وطبعیہ اپنی اعتکاف والی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں نہ رات میں نہ دن میں۔ ہر وقت اعتکاف گاہ میں رہے (عالمگیری)

مسئلہ: معتکف ایک منٹ کے لئے بھی بلاضرورت شرعیہ وطبعیہ اعتکاف گاہ سے باہر نکل گیا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا (عالمگیری)

مسئلہ: بلاضرورت شرعی وطبعی خواہ جان بوجھ کر مسجد سے نکلے یا بھول کر ہر حال میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ: معتکف کے متعلقین میں سے کوئی سخت بیمار ہو جائے یا کسی کی وفات ہو جائے تو معتکف کے مسجد سے چلے جانے سے اعتکاف قائم نہ رہے گا لیکن ایسی حالت میں چلے جانے سے گناہ نہیں ہوگا بلکہ اگر مریض کا سوائے اس معتکف کے کوئی تیماردار نہیں اور مریض کو بہت تکلیف ہے یا جان کا خطرہ ہو جائے تو معتکف کو چلے جانا ہی چاہئے۔ بعد میں اس کی قضا کر لے۔ اسی طرح مثلاً میت ہوگئی اور غسل، کفن ودفن کا انتظام کرنے والا اور کوئی نہیں ہے تب بھی اعتکاف میں سے اٹھ کر چلے جانا چاہئے پھر بعد میں قضا کر لے (بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف میت کو نہلانے، کفن تیار کرنے، نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے لئے یا میت کو کندھا دینے کے لئے یا دفن میں شریک ہونے کے لئے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ بلاضرورت شدیدہ اعتکاف نہ توڑے۔ ہاں جب معتکف کے بغیر کوئی انتظام ہی نہ ہو سکے تو بے شک چلا جائے اور بعد میں قضا کر لے (عالمگیری)

مسئلہ: شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر گیا تھا کہ راستے میں قرض خواہ یا کسی اور صاحب حق نے اس کو روک لیا اور معتکف بھی رک کر کھڑا ہو گیا تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو گیا اس لئے معتکف کو چاہئے کہ رک کر کھڑا نہ ہو بلکہ چلتے چلتے اس کا جواب دے دے یا مسجد میں آنے کے لئے کہہ دے۔ ایک منٹ کے لئے بھی کھڑا ہو گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا (عالمگیری)

مسئلہ: معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف گھر جا سکتا ہے اس چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن گناہ گار نہ ہوگا (بحرالرائق)

Scanned with CamScanner

مسئلہ: معتکف کو اپنی جان یا مال کا قوی خطرہ ہو جائے یا گھر میں کسی کی جان، مال، آبرو کا واقعی خطرہ پیدا ہو جائے جس کے دفع کرنے پر بحالت اعتکاف قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں گھر چلا گیا تو گناہ گار نہ ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا (بحرالرائق)

مسئلہ: کسی حاکم یا غیر حاکم نے زبردستی معتکف کو مسجد سے باہر نکال دیا مثلاً سرکاری وارنٹ آ گیا یا زبردستی قرض خواہ باہر کھینچ کر لے گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن معتکف گناہ گار نہ ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: مسجد گرنے لگے اور معتکف کے دب جانے کا خطرہ ہو یا کوئی بچہ یا آدمی پانی کے کنوئیں میں گر گیا اور ڈوب رہا ہو یا آگ میں گر پڑے یا گرنے کا خطرہ ہو تو معتکف کو مسجد سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے واجب ہے کہ جا کر اس کی جان بچائے لیکن اعتکاف قائم نہ رہے گا (علم الفقہ)

لیکن مذکورہ مسائل میں معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کے لئے پہلے اپنے مخلص اور تجربہ کار احباب سے مشورہ کرنا چاہئے۔ اگر کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہے کہ خود نکلے بغیر کام ہو جائے تو خود نہ نکلے اور معمولی خطرے سے گھبرا کر فوراً نکل آنا درست نہیں۔ اگر حقیقت میں کوئی ناقابل برداشت یا شدید خطرہ ہو جائے تو اعتکاف توڑ دینا چاہئے۔

مسئلہ: معتکف بھول گیا اسے خیال ہی نہ رہا کہ میں اعتکاف میں ہوں اور مسجد سے باہر آ گیا خواہ فوراً اعتکاف یاد آ گیا یا کچھ دیر کے بعد اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ گناہ گار نہ ہوگا (قاضیخان)

مسئلہ: حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لینے سے دن میں یا رات کے بعد، بھول کر یا جان بوجھ کر خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا (قاضیخان)

مسئلہ: معتکف نے شرمگاہ کے علاوہ بیوی کے کسی دوسرے حصۂ بدن کے ساتھ مباشرت کی یا بوس و کنار کیا تو اگر انزال ہو جائے تب تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں (قاضیخان)

مسئلہ: معتکف نے کسی اجنبی عورت یا مرد پر نظر بد ڈالی یا غلط خیالات میں منہمک ہو گیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا خواہ انزال ہو یا نہ ہو (قاضیخان) ویسے یہ تمام کام حرام ہیں

معتکف کو ان سے سخت اجتناب کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: معتکف کسی سے لڑ جھگڑ پڑے اور خدا نہ کرے گالیاں بھی نکال دے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا لیکن گناہ گار ہو جائے گا (قاضیخان)

مسئلہ: معتکف مسجد میں رہتے ہوئے مسجد میں سے صرف سر یا ہاتھ باہر نکال دے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا (قاضیخان)

مسئلہ: معتکف تھوکنے، ناک صاف کرنے، کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں ہاتھ دھونے، کلی کرنے کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے، وضو کرنے کی جگہ بھی مسجد سے باہر ہوتی ہے وہاں بھی نہ جائے۔ مسجد ہی میں انتظام ہو سکتا ہے۔ اگلدان یا کسی برتن میں تھوڑی راکھ مٹی ڈال کر رکھ لے۔ اس میں تھوکے، ناک صاف کرے، اسی طرح دیگچی یا کسی برتن میں ہاتھ دھو لیا کرے یا وضو کی نالی میں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ قدم صحن مسجد میں رہیں اور ناک، تھوک یا دھوون نالی میں گرے کیونکہ سر اور ہاتھوں کو مسجد میں رہتے ہوئے باہر کر سکتا ہے (بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف گرمی سے بچنے کے لئے یا سردیوں میں دھوپ لینے کے لئے مسجد کی حد سے باہر چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا (بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف کو کھانا منگوانے کا انتظام کر لینا چاہئے خواہ گھر سے کوئی لے آیا کرے یا ہوٹل والے کو کہہ دے کہ اس کا ملازم وقت پر پہنچا دیا کرے۔ جب انتظام ہو جائے تو معتکف کو خود کھانا لینے کے لئے باہر جانا جائز نہیں اگر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا (بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف کے لئے باوجود کوشش کے کھانا لا کر دینے والے کا انتظام نہیں ہو سکا تو خود ہی گھر سے یا ہوٹل سے یا تندور پر سے کھانا لے کر آنا درست ہے لیکن بلا ضرورت وہاں کم از کم ٹھہرے، اتنا تو کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں وقت کھانا لینے آیا کروں گا تاکہ دکاندار خیال رکھے اور اس کو سب سے پہلے فارغ کر دے اور یہ کھانا لانا غروب آفتاب کے وقت درست ہے۔ غروب سے پہلے ہرگز نہ جائے کیونکہ غروب آفتاب سے پہلے ضرورت ثابت نہیں

ہوتی۔ اس کے بعد پھر سحری کے آخری وقت تک جانے کا اختیار ہے بعد میں نہیں ہے اور کھانا مسجد میں لاکر کھانا ضروری ہے۔(بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف کو سخت پیاس لگ رہی ہے' مسجد میں پانی نہیں ہے نہ کوئی لاکر دینے والا ہے تو خود مسجد سے باہر جہاں پانی جلدی ملتا ہو جا کر لاسکتا ہے۔ اگر پانی کا برتن نہ ہو تو ایسی جگہ پی کر بھی آسکتا ہے۔ گرمیوں میں کبھی سحری کے وقت ایسی صورت معتکف کو پیش آجاتی ہے(بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف دن میں قصداً روزہ توڑ دے تو روزہ فاسد ہونے کے ساتھ ساتھ اعتکاف بھی فاسد ہوجاتا ہے اور روزہ میں بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اعتکاف بھی نہ ٹوٹے گا(بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف دوائی لینے کے لئے باہر ہو جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ دوائی کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہئے۔ ڈاکٹر کو دکھلانا ہو تو مسجد میں لائے۔

مسئلہ: معتکف کو احتلام ہوجائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا خواہ کتنی بار ہو۔ دن کو ہو یا رات کو(عالمگیری)

مسئلہ: معتکف کسی کی کوئی چیز چرالے یا مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز کھا پی جائے تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا البتہ گناہ گار ہوگا(عالمگیری)

مسئلہ: معتکف بے ہوش ہوجائے یا دیوانہ' پاگل ہوجائے یا جن بھوت کے اثر سے بے عقل ہوجائے اور ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہی تو ایک دن کا درمیان میں وقفہ ہو گیا تسلسل باقی نہ رہا اس لئے اعتکاف فاسد ہوجائے گا اور اگر ایک رات دن گزرنے سے پہلے ہی ہوش میں آگیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا(عالمگیری)

معتکف کو پیش آنے والی حاجات کی قسمیں

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے معتکف کو جتنی حاجات اور ضرورت اعتکاف گاہ سے نکلنے کے لئے پیش آتی ہیں ان کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

○ حاجات شرعیہ

○ حاجات طبعیہ

○ حاجات ضروریہ

لہٰذا اب ان تینوں قسموں کے احکام ومسائل علیحدہ علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں۔

حاجت شرعیہ کی تعریف:

جن امور کی ادائیگی شرعاً فرض و واجب ہو اور اعتکاف گاہ میں معتکف انہیں ادا نہ کرسکے ان کو حاجات شرعیہ کہتے ہیں مثلاً جمعہ کی نماز اور عیدین وغیرہ کی نماز (بحرالرائق)

مسئلہ: معتکف کی مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو اس کو جامع مسجد میں اتنی دیر پہلے جانا چاہئے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے وہاں دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اور چار سنتیں اطمینان سے پڑھ لے اور اس کا اندازہ خود معتکف پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اندازے میں کچھ کمی وبیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعت سنتیں اور دو نفل پڑھ کر اپنی اعتکاف والی مسجد میں آجانا چاہئے (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد جامع مسجد میں اگر کچھ زیادہ ٹھہر جائے تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ جس مسجد میں اعتکاف کرنے کا التزام کیا ہے اس کی ایک طرح کی مخالفت ہے (درمختار)

مسئلہ: معتکف جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لئے جائے اور وہیں ایک رات دن یا اس سے کم وبیش ٹھہرا رہے یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرنے لگے تب بھی جائز ہے یعنی اعتکاف نہ ٹوٹے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے (بدائع)

مسئلہ: معتکف کو اپنی مسجد میں کسی وجہ سے جماعت نہ مل سکی مثلاً پیشاب یا پاخانہ کے لئے چلا گیا' مسجد میں آیا تو معلوم ہوا کہ جماعت ختم ہوگئی ہے تو اب دوسری مسجد میں جماعت کی خاطر باہر چلے جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر معتکف کسی طبعی ضرورت یعنی پیشاب و پاخانہ کے لئے باہر چلا جائے اور اس کو یہ اندازہ ہوجائے کہ مجھے اپنی اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستہ میں

Scanned with CamScanner

کوئی مسجد ہے جس میں جماعت ہو رہی ہے یا تیار ہے تو ایسی صورت میں راستہ کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں چلے آنا جائز ہے (ردالمحتار)

ایک قاعدہ:

معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے پھر جاتے ہوئے کوئی عبادت ادا کرے تو یہ جائز ہے مثلاً راستہ میں کوئی بیمار مل گیا۔ اس کی بیمار پرسی کر لی یا نماز جنازہ تیار تھی اس میں شامل ہو گیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ امور عبادت ہیں۔

لیکن خاص ان کاموں کی نیت سے مسجد سے باہر آنا جائز نہیں ہے۔ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ خوب سمجھ لیں ایک تو انہی کاموں کے لئے مسجد سے باہر آنا یہ ناجائز ہے۔ ایک یہ کہ شرعی یا طبعی حاجت کے لئے باہر آئے پھر اتفاق سے یہ امور پیش آ جائیں تو ان کو کرنا یہ درست ہے (ردالمحتار)

مسئلہ: عیدین کے روز اعتکاف کرنا معصیت ہے لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف کر ہی لے تو اس کو عید کی نماز کے لئے، جمعہ کی نماز کی طرح چلے جانا چاہئے اور عید کی نماز سے فارغ ہو کر فوراً اعتکاف گاہ میں آ جانا چاہئے۔ عید کی نماز کے لئے جانا حاجت شرعیہ میں داخل ہے (درمختار)

معتکف کے لئے اذان کے مسائل:

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ جیسے منارہ یا حجرہ وغیرہ اگر مسجد سے خارج ہے اور ان میں جانے کا دروازہ اور راستہ بھی مسجد سے خارج ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن اس جگہ صرف اذان دینے کے لئے جا سکتے ہیں۔ اذان کے علاوہ اور کسی غرض سے مثلاً کھانا کھانے، لیٹنے، بیٹھنے اور ہوا خوری کے لئے معتکف مؤذن اور غیر موذن کسی کو حالت اعتکاف میں اس جگہ جانا جائز نہیں اور معتکف مؤذن کو بھی اذان دے کر فوراً واپس آ جانا چاہئے (شامی)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ اور محراب وغیرہ مسجد کے اندر ہی تو معتکف مؤذن کو خواہ اذان کے لئے مقرر کیا ہوا ہو یا نہ مقرر کیا ہو ہر حال میں اذان دینے کے لئے اس جگہ جانا بلاشبہ جائز ہے اور اذان کے علاوہ کسی اور غرض سے اس جگہ جانا مثلاً کھانے، پینے، لیٹنے

بیٹھنے کے لئے بھی درست ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ، حجرہ یا محراب کی بغل میں کوئی جگہ مقرر ہے جو مسجد سے خارج ہے مگر اس میں جانے کا دروازہ مسجد کے اندر سے ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن دونوں کو اس جگہ اذان دینے کے لئے جانا یا کسی غرض سے جانا سب جائز ہے۔

مسئلہ: اوپر منارہ وغیرہ پر جانے کے لئے جو مسائل لکھے گئے ہیں ان میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ اعتکاف مسنون اور اعتکاف واجب کے لئے ہے۔ نفلی اعتکاف والا ان جگہوں پر ہر وقت جا سکتا ہے (عالمگیری)

حاجت طبعیہ کی تعریف:

ایسے امور جن کے کرنے میں انسان مجبور ہے اور وہ مسجد میں نہیں ہو سکتے ان کو حاجات طبعیہ کہتے ہیں جیسے پیشاب، پاخانہ، استنجا، غسل جنابت وغیرہ (ردالمحتار)

مسئلہ: شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے جب معتکف مسجد سے باہر چلا جائے تو حتی الامکان ایسی جگہ رفع حاجت کرے جو قریب ہو مثلاً معتکف کا گھر دور ہے اور کسی بے تکلف دوست کا گھر قریب ہے یا خود معتکف کے دو گھر ہیں۔ ایک گھر قریب دوسرا بعید یا مسجد کے قریب سرکاری بیت الخلاء ہے یا مسجد کے متصل مسجد کا کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے تو ان میں سے جو بیت الخلاء قریب ہو اسی میں رفع حاجت کرنی چاہئے البتہ اگر قریب والی جگہ سے طبیعت مانوس نہ ہو جس کی وجہ سے رفع حاجت پوری نہ ہوتی ہو خواہ یہ تقاضائے طبیعت یا دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہو مثلاً پردہ کرانا پڑتا ہے یا اور کوئی دشواری ہے تو دور والی جگہ جہاں یہ دشواری نہ ہو چلے جانا جائز ہے (شامی)

مسئلہ: معتکف کو حاجت طبعیہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں آ جانا چاہئے۔ بلاوجہ ٹھہرے رہنا جائز نہیں (شامی)

مسئلہ: معتکف جب حاجت شرعیہ اور حاجت طبعیہ کے لئے جائے تو اپنی عادت کے مطابق چال سے چلے، جلدی چلنا ضروری نہیں البتہ ذرا ہلکی آہستہ چال چلنا اس لئے بہتر ہے کہ چلتے ہوئے سلام کرنے اور جواب دینے میں آسانی ہو گی۔ بعض مرتبہ جس کو معلوم نہ

Scanned with CamScanner

ہو وہ روکنا چاہے یا چلتے چلتے کسی بات کا جواب دینا ہو تو آسانی سے بلا ٹھہرے یہ باتیں ہو سکتی ہیں اور چلتے ہوئے یہ سب کام کرسکتا ہے۔ تیز چال میں ٹھہر جانے یا کسی کے روک لینے کا اندیشہ ہے اور ایک منٹ بھی ٹھہر جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اس لئے ہلکی چال بہتر ہے ورنہ ہر چال چلنا جائز ہے (بدائع)

مسئلہ: وضو کرنے کی جگہ ایک قریب ہے اور دوسری ذرا دور ہے تو قریب والی جگہ بہتر ہے۔ اگر کوئی دشواری ہو تو دور بھی جا سکتا ہے اسی طرح پیشاب خانے' استنجا خانے اور غسل خانے کا حکم ہے کہ جب تک قریب ترین جگہ پر ضرورت پوری ہوتی ہو تو بلا ضرورت دور نہ جائے (شامی)

حاجات ضروریہ کی تعریف:

معتکف کو اچانک کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آ جائے کہ جس کی وجہ سے اسے اعتکاف گاہ چھوڑنا پڑ جائے ایسی باتوں کو حاجت ضروریہ کہتے ہیں (مراقی الفلاح)

مثلاً مسجد گرنے لگے اور معتکف کو دب جانے کا خطرہ ہو جائے یا ظالم حاکم گرفتار کرنے آ جائے یا ایسی شہادت دینا ضروری ہو گیا کہ جو شرعاً معتکف کے ذمہ واجب ہے کہ مدعی کا حق اس کی شہادت پر موقوف ہے دوسرا کوئی شاہد نہیں اگر معتکف گواہی نہ دے تو مدعی کا حق فوت ہو جائے گا یا کوئی آدمی یا بچہ پانی میں ڈوب رہا ہے' آگ میں گر پڑا ہے یا خطرہ ہے یا گھر والوں میں سے کسی کی جان' مال' آبرو کا خطرہ ہے یا خود سخت بیمار ہو گیا ہے یا جنازہ آ گیا اور جنازے کی کوئی نماز نہیں پڑھاتا ہے یا جہاد کا عام حکم ہو گیا اور جہاد میں شریک ہونا فرض عین ہو گیا یا کسی شخص نے زبردستی ہاتھ پکڑ کر باہر کھڑا کر دیا یا جماعت کے نمازی سب چلے گئے۔ اب مسجد میں جماعت کا انتظام نہ رہا اس قسم کی سب حاجات ضروریہ کہلاتی ہیں۔ اکثر صورتوں میں اعتکاف ترک کرنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے اور اعتکاف چھوڑنے کا گناہ بھی نہیں ہوتا (کذا فی کتب الفقہ)

رہا اس اعتکاف کو چھوڑنے سے اعتکاف کا فاسد ہو جانا تو اس کا حکم اعتکاف کے مفسدات میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔

مردوں کی اعتکاف گاہ کے مسائل:

معتکف کو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ اعتکاف کی تین قسموں واجب' مسنون اور مستحب میں سے کون سا اعتکاف کرنا چاہتا ہے اور جس مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے وہ اس مسجد میں درست ہوتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ: مسنون اور واجب اعتکاف کے لئے ایسی مسجد ہونا ضروری ہے جس میں پانچوں وقت باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہو (بدائع)

مسئلہ: جس مسجد میں تین چار وقتوں کی باقاعدہ جماعت ہوتی ہے کسی ایک وقت جماعت نہیں ہوتی تو ایسی مسجد میں واجب اور مسنون اعتکاف درست نہیں ہو گا۔ صرف نفلی اعتکاف ہو سکتا ہے (بدائع)

مسئلہ: مرد کے لئے ہر قسم کے اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر مرد گھر میں اعتکاف کرے گا تو اس کا اعتکاف درست نہ ہو گا (بدائع)

مسجد کی حدود:

مسئلہ: مسجد کی چھت مسجد ہی کے حکم میں آتی ہے اس لئے معتکف مسجد کی چھت پر آ جا سکتا ہے بشرطیکہ چھت کا زینہ مسجد کے اندر ہو اگر مسجد کے باہر ہو تو پھر زینہ پر جانا جائز نہیں البتہ اعتکاف میں بیٹھتے وقت اگر یہ نیت کر لی کہ میں اس زینہ کے ذریعہ مسجد کے اوپر جاؤں گا تو پھر معتکف کو اس زینے کے ذریعہ مسجد کی چھت پر جانا جائز ہے پھر اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: مسجد کا تمام احاطہ عرفاً مسجد ہی کہلاتا ہے لیکن اعتکاف کے بیان میں جہاں مسجد کا لفظ آتا ہے اس سے مراد وہی جگہ ہوتی ہے جہاں تک سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی گئی ہے یعنی مسجد کا اندرونی حصہ برآمدہ اور صحن اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ مسجد میں جس جگہ آپ وضو نہیں کر سکتے یا جنابت کی حالت وہاں نہیں جا سکتے۔ وہ جگہ مراد ہے عموماً جہاں تک مسجد کا صحن کہلاتا ہے وہاں تک مسجد کی حد ہوا کرتی ہے۔ (بحر الرائق)

Scanned with CamScanner

معتکف ان جگہوں پر نہ جائے:

مسئلہ: صحن مسجد کے علاوہ جتنی جگہ مسجد کی دوسری ضرورتوں کے لئے مقرر کی ہوئی ہے مثلاً وضو کرنے کی جگہ' وضو کی ٹوٹیاں' نالیاں' وضو کے لئے بیٹھنے کی جگہ' غسل خانے' امام و موذن کا حجرہ' جنازہ گاہ' جو دالان علاوہ نماز پڑھنے کے کسی دوسری نیت سے بنائے گئے ہوں اسی طرح سہ دریاں' تہہ خانے' بچوں کی تعلیم گاہ' مسجد کا صدر دروازہ یا کوئی دوسرا دروازہ جہاں تک جوتا پہنے ہوئے آ جاتے ہیں اور ان سب کی چھتیں' کوئی افتادہ پلاٹ' اسی قسم کی وہ تمام جگہ جو مسجد کی کسی ضرورت و مصلحت کے لئے نمازیوں کے آرام کے لئے بنائی گئی ہوں اور اگر چہ یہ مسجد کے احاطے کے اندر ہی ہوں لیکن معتکف کے لئے یہ سجدے کے حکم میں نہیں ہوتیں ان سب جگہوں پر معتکف کو جانا جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہاں شریعت نے ضرورتاً جانے کی اجازت دی ہو جیسے وضو کرنا' پیشاب' پاخانہ کرنا' غسل جنابت کے لئے چلے جانا یہ سب بقدر ضرورت جائز ہے (درمختار و جامع الرموز)

مسئلہ: صحن مسجد میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہاں بھی وضو کرنے تو جا سکتا ہے لیکن کسی دوسرے کام مثلاً کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے' کلی کرنے کے لئے' کھانے کے برتن دھونے کے لئے جانا جائز نہیں یہی حکم ہر وضو کی جگہ جانے کا ہے (جامع الرموز)

مسئلہ: عیدگاہ اور جنازہ گاہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں۔ (جامع الرموز)

مسئلہ: مسجد کی وہ دیواریں جن پر مسجد کی عمارت قائم ہے مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہیں لہٰذا اس دیوار میں کوئی محراب' طاقچہ' الماری یا کھڑکیاں بنی ہوئی ہوں یا لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہو تو ان مقامات پر معتکف حالت اعتکاف میں آ جا سکتا ہے جائز ہے (بحرالرائق)

مسئلہ: جو مسجد کئی منزلہ ہو تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کر لینے کے بعد اس کی دوسری منزل پر بھی معتکف جا سکتا ہے بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ مسجد کے اندر سے ہو حدود مسجد سے باہر نہ ہو۔ اگر مسجد کی حدود سے دو چار سیڑھیاں بھی باہر ہو جاتی ہیں تو بھی جانا جائز نہیں ہے ہاں اگر زینہ مسجد سے باہر ہو کر جاتا ہو اور اوپر جانا ضروری ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے کے وقت جب

اعتکاف کی نیت کرے اسی وقت نیت میں یہ شرط لگا لے کہ میں فلاح زینہ سے اوپر جایا کروں گا تو شرط کر لینے سے اس زینے کے اوپر چلے جانا جائز ہو جائے گا اس شرط لگانے کو استثناء کرنا بھی کہتے ہیں۔ (شامی)

مسئلہ: ایک صورت یہ ہے کہ مسجد دو منزلہ ہے معتکف نے اوپر والے حصے میں اعتکاف کرنے کی نیت کی ہے تو وہ زینہ بغیر شرط لگائے خود ہی اعتکاف سے حکماً الگ ہو جائے گا کیونکہ اوپر کی منزل میں بہر حال اس کو اسی زینے سے جانا ہو گا تو یہ نیت میں خود آ گیا اور مستثنیٰ ہو گیا۔ (شامی)

مسئلہ: حاجات شرعیہ (مثلاً جمعہ کی نماز کے لئے جانا) حاجات طبعیہ (جیسے بول و براز اور غسل جنابت) کے لئے جانا یہ خود بخود مستثنیٰ ہو جاتے ہیں ان کو مستثنیٰ کرنے کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ اعتکاف کرتے وقت آپ نیت میں بھی یہ شرط لگائیں کہ میں جمعہ یا پیشاب خانے کے لئے جایا کروں گا۔ ان کی شریعت نے خود ہی اجازت دے دی ہے اس لئے یہ خود بخود ہی مستثنیٰ ہو جاتے ہیں (شامی و جامع الرموز)

اگر معتکف کو احتلام ہو جائے:

معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اس سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ معتکف کو چاہئے کہ آنکھ کھلتے ہی پہلے تیمم کرے یا تو پہلے ہی سے ایک کچی یا پکی اینٹ رکھ لی جائے ورنہ بدرجہ مجبوری مسجد کے صحن یا دیوار پر تیمم کرے پھر غسل کا انتظام کرے۔ (بدائع) غسل کا انتظام خود بھی کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی کر دے تو یہ بھی جائز ہے مثلاً پانی کا بھرنا' ڈالنے کے لئے لوٹا یا کوئی برتن لانا۔ اگر دوسرا کوئی انتظام کر رہا ہو تو اتنی دیر معتکف تیمم کے ساتھ مسجد میں رہے پھر نہا کر کپڑے پہن کر مسجد میں آ جائے۔

مسئلہ: سردیوں میں احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کر دے تاکہ گرم پانی ہو جائے اگر قرب و جوار میں کوئی گرم حمام ہو تو قریب والے پر غسل کرنے کے لیے آ جا سکتا ہے۔ اگر ہو سکے تو حمام والے کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے اور غسل کر کے فوراً چلا جائے (شامی)

Scanned with CamScanner

مسئلہ: معتکف کو ہر نماز کے لئے فرض ہو واجب ہو' سنت ہو' نفل ہو' تلاوت قرآن مجید کرنا ہو' سجدۂ تلاوت کرنا ہو' نماز قضا کرنی ہو ان سب کے لئے جس وقت چاہے وضو کرنے کے لئے باہر چلے جانا جائز ہے کیونکہ ان سب کے لئے وضو کرنا شرط ہے البتہ جس وقت وضو کرنا شرط نہ ہو بلکہ مستحب ہو جیسے وضو پر وضو کرنا یا ذکر الٰہی کے لئے کرنا ہو تو وضو کرنے کے لئے باہر نہ جائے باہر سے مراد وہ جگہ بھی ہے جہاں مسجد میں وضو کیا کرتے ہیں۔

(بحرالرائق و شامی)

مسئلہ: معتکف کا بدن یا کپڑے ناپاک ہو جائیں تو خود بھی مسجد سے باہر جا کر دھو سکتا ہے کیونکہ ناپاکی اور ناپاک چیز سے مسجد کو بچانا واجب ہے۔ (شامی)

اعتکاف کی قضا کا مسئلہ:

سوال: اگر اکیسویں روز اعتکاف کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو گیا تو روز دوئم و سوئم پھر کر لینے سے اعتکاف رمضان میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اعتکاف مسنون میں جس روز اعتکاف فاسد کیا ہے اسی ایک دن قضا واجب ہوتی ہے پھر اگر رمضان کے ابھی کچھ ایام باقی ہیں ان میں اس کی قضا کی نیت کر کے اعتکاف کر لے تو بھی درست ہے یا عید الفطر کے بعد شش عید کے نفل روزوں کے ساتھ اس ایک روزہ کا اعتکاف کر لے ورنہ جب موقع ہو ایک نفلی روزہ رکھ کر اس ایک دن کے اعتکاف کی قضا کرے (ردالمحتار)

مسئلہ: فقہاء کرام رحمہم اللہ کی مختلف عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عشرۂ اخیرہ کے مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف میں بیٹھ جاتا ہے پھر وہ تین روز گزرنے کے بعد کسی بہت شدید مجبوری کی بناء پر وہ یہ نیت کرتا ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف پورا کر کے مغرب کے بعد گھر چلا جائے گا یعنی اگلے دن کے اعتکاف کی نفی کر دیتا ہے کہ اگلے دن مجھے اعتکاف نہیں کرنا ہے تو اس کا مسنون اعتکاف ختم ہو کر نفلی اعتکاف ہو جائے گا اور چلے جانے سے اس پر کوئی قضا لازم نہیں آئے گی کیونکہ اس نے شروع کر کے اعتکاف کو نہیں توڑا بلکہ ختم کر لیا۔ ہاں ختم کرنے کی نیت نہیں کی بلکہ غروب آفتاب کے بعد اگلے روز کا اعتکاف شروع

ہو جانے کے بعد اسی رات یا دن کے درمیان میں چلا جائے گا تو اس کا ایک دن کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور اس ایک دن کی قضا کرنی لازم ہو گی (ردالمحتار)

نفلی اعتکاف کے مسائل:

اعتکاف واجب و مسنون کے علاوہ جس وقت جو اعتکاف کیا جائے گا وہ نفلی ہو گا۔ (عالمگیری)

نفلی اعتکاف کی نیت یوں کر لینا کافی ہے کہ "میں جتنی دیر میں اس مسجد میں رہوں گا اعتکاف کی نیت کرتا ہوں" اور صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: نفلی اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے خواہ نماز باجماعت کا انتظام ہو یا نہ ہو۔

(بحرالرائق)

مسئلہ: نفلی اعتکاف کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ ایک منٹ کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ مسجد کی اگلی صف سے چلتے وقت نیت کر لینے سے دروازے تک آنے کا یا ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے سے نکلنے تک بھی اعتکاف ہو سکتا ہے (کنزالدقائق)

یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ جب بھی مسجد میں جانا ہو نماز کا وقت ہو یا نہ ہو رمضان شریف کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ' نفلی اعتکاف کی نیت کر لیا کریں تو دوسری عبادات کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب مل جایا کرے گا۔ مومن تو نیکیوں کا بڑا حریص ہوتا ہے۔

مسئلہ: نفلی اعتکاف کے لئے روزے سے ہونا بھی ضروری نہیں۔ روزہ ہو یا بلا روزہ سب طرح ہو سکتا ہے (بحرالرائق)

مسئلہ: کسی شخص نے نفلی اعتکاف کا کوئی وقت مقرر کر لیا مثلاً ایک دن' دو دن' تین دن' ایک رات' ایک گھنٹہ' دو گھنٹے تو بہتر یہی ہے کہ اس کو پورا کرے لیکن اگر درمیان میں سے اٹھ کر چلا جائے تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اس کو اعتکاف توڑنا نہیں کہیں گے اور بقیہ اعتکاف کی قضا بھی واجب نہیں۔ جتنا اعتکاف کر لیا اتنا ثواب پا لیا (بدائع)

Scanned with CamScanner

ایک اشکال کا حل

کسی صاحبِ علم کو یہ اشکال ہو کہ نفل شروع کر دینے سے اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے تو اس بارے میں فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جتنا اعتکاف میں آ گیا وہی واجب ہوا تھا اور جو باقی ہے اس میں اعتکاف شروع ہی نہیں ہوا لہٰذا وہ واجب بھی نہیں ہوا اور اس کی قضا بھی نہیں ہے (شامی)

مسئلہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرنا یاد نہ رہا بعد میں یاد آ جائے تو اس وقت بھی نیت کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسجد سے باہر ہونے سے پہلے پہلے جب یاد آ جائے نیت کر لے۔ اتنا ثواب مل جائے گا (مراقی الفلاح)

مسئلہ: نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھ کر چلے آنا اور پھر آ جانا سب جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ: نفلی اعتکاف توڑ دینے سے اس کی قضا لازم نہیں ہوتی بلکہ وہ ختم ہو جاتا ہے لیکن اس کا کوئی وقت متعین کر لینے کے بعد حتی الامکان اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے (درمختار)

مسئلہ: نفلی اعتکاف کو بلا کسی عذر کے بھی توڑ دے تو اس کی قضا لازم نہیں ہوتی کیونکہ وہ ختم ہو جاتا ہے (عالمگیری)

عورتوں کے اعتکاف کے مسائل:

مسئلہ: عورت جب عشرۂ اخیرہ میں رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے اس جگہ پر آ جائے جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھا کرتی ہے اور جب عید کا چاند ثابت ہو جائے تو بہتر ہے کہ مغرب کی نماز وہیں ادا کر کے) اس جگہ سے باہر آ جائے۔ باقی اعتکاف کی حالت میں دن رات اسی اعتکاف کی مقررہ جگہ میں رہے وہیں کھائے، وہیں پیئے وہیں سوئے صرف وضو کرنے اور پیشاب پاخانے کے لئے (یا احتلام ہو جائے تو غسل کرنے کے لئے) باہر آ سکتی ہے (عالمگیری)

مسئلہ: گھر میں کوئی جگہ پہلے سے مقرر کی ہوئی ہے مثلاً وہاں نماز کے لئے چوکی، پٹرا یا

چٹائی وغیرہ ڈالی ہوئی ہے یا یہ چیزیں ہر وقت نہیں بچھی رہتیں تو مضائقہ نہیں البتہ اکثر و بیشتر اسی جگہ مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت ہے تو یہ نماز پڑھنے کی جگہ عورت کے لئے بمنزلہ مسجد کے ہے (عالمگیری)

اور اگر پہلے سے کوئی نماز کے لئے جگہ مقرر نہیں کی ہوئی ہے بلکہ کبھی کسی جگہ کبھی کسی جگہ نماز پڑھا کرتی ہے تو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ آئندہ نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر لینا ضروری ہے۔ نماز کے لئے جگہ مقرر کرنے کے بعد وہاں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے۔ اب اس کے لئے یہ جگہ ایسی ہو گئی جیسے مرد کے لئے مسجد ہوتی ہے جس طرح مرد کا مسجد سے باہر چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا اس مخصوص اعتکاف کی جگہ سے بلا عذر باہر آ جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جب عورت اپنی اعتکاف گاہ میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے تو اب اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہونا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو اعتکاف قائم نہ رہے گا خواہ دوسری جگہ جہاں منتقل ہوئی ہے اسی مکان کے اندر ہو جس میں اعتکاف گاہ ہے خواہ اس کمرہ سے علاوہ کسی دوسرے کمرے میں ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ نماز پڑھنے کے لئے مقرر نہیں ہے اور نہ اعتکاف میں داخل ہونے سے پہلے متعین کی بلکہ جہاں دل چاہا اعتکاف کے لئے بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف صحیح نہیں ہوگا۔ (شامی)

مسئلہ: عورت نے نماز پڑھنے کے لئے جگہ تو مخصوص کر رکھی ہے لیکن اعتکاف اس جگہ نہیں کیا بلکہ کسی سہولت وغیرہ کی غرض سے کسی دوسری جگہ بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف بھی درست نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہوا کہ مرد اپنی سہولت کی خاطر مسجد چھوڑ کر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرے تو جس طرح مرد کا اعتکاف نہ ہوا اسی طرح عورت کا بھی اعتکاف درست نہ ہوگا۔ (شرح نقایہ)

ہاں عورت کو اپنی نماز کی جگہ تبدیل کر لینے کا اختیار ہے۔ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ مقرر کر سکتی ہے جیسے سردیوں میں ایک جگہ ہوتی ہے گرمیوں میں دوسری جگہ ہوتی ہے لہٰذا اگر

Scanned with CamScanner

اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے جہاں اعتکاف کرنا چاہتی ہے یہ نیت کرلے کہ آئندہ نماز فلاں جگہ پڑھا کروں گی تو اس نیت کر لینے کے بعد وہاں اعتکاف بیٹھنا درست ہو جائے گا۔(عالمگیری)

مسئلہ: اعتکاف کے باب میں جس جگہ بھی لفظ بیت آیا ہے فقہاء کرام اس کی تشریح مسجد البیت سے کرتے ہیں (جس کے معنی گھر کی مسجد کے ہیں) اس لفظ مسجد البیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے تمام گھر یا بڑا کمرہ پورا مقرر کر لینا درست نہیں بلکہ گھر میں جہاں عورت نے نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کی ہوئی ہے وہی اعتکاف کی جگہ ہے البتہ کوئی چھوٹا کمرہ نماز کے لئے مخصوص کر رکھا ہو تو اعتکاف گاہ ہو سکتا ہے۔ جب نماز پڑھنے کی جگہ میں عورت اعتکاف کے لئے بیٹھنے لگے تو اس مصلے کی جگہ کے برابر میں اتنی جگہ اور گھیر لے کہ آرام کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور لیٹ رہے خواہ کوئی چٹائی یا کوئی فرش دری بچھالے یا نشانی مقرر کر لے۔ حد قائم کر لینے کے بعد پھر وہاں سے باہر نہ جائے اور اگر مسجد البیت کی حد سے بلا عذر معتبر باہر چلی جائے گی تو واجب اور مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور نفلی اعتکاف ختم ہو جائے گا (بحرالرائق)

مسئلہ: عورت کو محلے کی مسجد یا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار) یعنی ناجائز ہے۔

مسئلہ: فقہاء کرام نے عورتوں کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا ہے اس لئے اعتکاف کرنے سے بدرجۂ اولیٰ روک دینا چاہئے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں۔
(حاشیہ مراقی الفلاح)

مسئلہ: عورت کو اپنے خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کرنا چاہئے اسی طرح غلام کو اپنے آقا سے اجازت لینا ضروری ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: مرد کو چونکہ اپنی بیوی سے استمتاع کا حق حاصل ہے (استمتاع ہر قسم کے جائز نفع اٹھانے کو کہتے ہیں) اس لئے خاوند اپنی بیوی کو منع بھی کر سکتا ہے اسی طرح آقا اپنے غلام کو بھی روک سکتا ہے۔(بدائع)

مسئلہ: عورت اگر اعتکاف کرنے کی منت بھی مانے تو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر بلا اجازت منت مانے گی تو یہ منت و نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن خاوند سے اجازت لے کر نذر پوری کرنا چاہئے اگر خاوند اجازت نہ دے تو طلاق یا موت سے جدائی ہونے کے بعد نذر پوری کرے ورنہ وصیت کر جائے (بدائع)

مسئلہ: خاوند نے جب اعتکاف کرنے کی اجازت دے دی تو پھر اعتکاف سے روکنے کا حق خاوند کو نہیں رہتا کیونکہ اجازت دینے کا مطلب ہے کہ اس نے اتنے دن کے حق استمتاع کا بیوی کو مالک بنا دیا ہے تو اب اس کو واپس لینے کا خاوند حق دار نہیں رہا۔ بیوی بلا اجازت بھی یہ اعتکاف کر سکتی ہے۔(بدائع)

مسئلہ: بیوی نے خاوند سے اجازت لے کر ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو اگر یہ اعتکاف نذر معین کا نہیں ہے یعنی کوئی مخصوص ایام مقرر نہیں کئے تو خاوند کو یہ اجازت ہے کہ بیوی کو متفرق کر کے تھوڑے تھوڑے دن کا اعتکاف کر کے ایک مہینہ پورا کرنے کا حکم دے لیکن اگر نذر معین ہے یعنی کوئی مہینہ نذر میں متعین کر لیا ہے تو بیوی مسلسل ایک ماہ کا اعتکاف کرنا ضروری ہے خاوند منع نہیں کر سکتا۔(عالمگیری)

مسئلہ: خاوند سے اجازت لے کر بیوی نے اعتکاف کیا ہے تو خاوند کو حالتِ اعتکاف میں بیوی سے ہمبستری کرنے یا بوس و کنار کرنے اور اس کے ارادے سے اس کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔(بدائع)

مسئلہ: خاوند باوجود ممانعت کے حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لے تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گناہ گار ہوگا۔(ردالمختار)

مسئلہ: عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسرے گھر اعتکاف کیا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں خاوند نے اس کو طلاق دے دی تو وہ اپنی عدت پوری کرنے کے لئے اپنے گھر آ سکتی ہے اس کا یہ اعتکاف نہ ٹوٹے گا بقیہ اعتکاف اپنے گھر آ کر پورا کرے۔(عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا درست نہیں۔ اگر اثناء اعتکاف میں حیض یا نفاس آ جائے تو اعتکاف میں سے اٹھ جانا چاہئے۔

پھر یہ دیکھے کہ جس اعتکاف کے دوران حیض آیا ہے واجب تھا تو غسل طہارت کرتے ہی فوراً پھر اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہئے۔ جتنے دن کا اعتکاف حیض آنے کی وجہ سے چھوٹ گیا ہے ان ایام سمیت اور جو باقی دن رہ گئے تھے پورے کرے دوبارہ نئے سرے سے اعتکاف کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر غسل طہارت کے فوراً بعد اعتکاف میں نہ بیٹھے گی تو تاخیر کردینے کی وجہ سے نئے سرے سے پھر دوبارہ اعتکاف کرنا ہوگا۔ یہ بات بھی خیال میں رکھیں کہ یہ مسئلہ نذر معین کا ہے نذر غیر معین کا مسئلہ وہ ہے جو اس مسئلے کے بعد ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: اگر عورت کو مذکورہ بالا صورتحال نذر غیر معین میں پیش آجائے تو ہر حال میں نئے سرے سے اعتکاف کرنا ضروری ہے اور یہ دونوں مسئلے اعتکاف واجب کے لئے ہیں (بدائع)

مسئلہ: اگر اعتکاف مسنون (عشرۂ اخیرۂ رمضان المبارک) کے درمیان میں حیض آجائے تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ جتنا اعتکاف کرلیا ہے وہ ہو گیا ہے بقیہ اعتکاف کرنا واجب نہیں۔ پاک ہونے کے بعد خاص اسی ایک دن کی قضا ضروری ہے جس دن یہ حیض شروع ہوا تھا (بدائع)

اگر حیض کے ایام گزر جانے کے بعد ابھی ماہ رمضان شریف ختم نہیں ہوا تو رمضان المبارک ہی میں ایک دن کا اعتکاف کر کے قضا کرلے ورنہ رمضان شریف کے بعد جب ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے ان میں ایک دن کے ساتھ اس رہ جانے والے اعتکاف کی بھی قضا کرلے ورنہ ایک نفلی روزہ رکھ کر قضا کرنا ہوگا (بدائع)

مسئلہ: اگر نفلی اعتکاف کے درمیان حیض آجائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے جس دن ایسا ہوا اس دن کی بھی قضا واجب نہیں (بدائع)

بقیہ مسائل اعتکاف کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کی وہی ہیں جو مفسدات اعتکاف میں گزرے۔ جن باتوں سے مرد کا اعتکاف ٹوٹتا ہے عورت کا بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ اور اعتکاف کے متفق علیہ مسائل:

☆ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا اس کا روزہ مکمل ہے۔

☆ سحری کرنا مستحب ہے۔

☆ روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

☆ حسن بصری سے اس مسئلہ میں دو قول مروی ہیں۔ اول مخالف دوسرا موافق (ابن المنذر) دوسرا قول معتمد ہے تاکہ شذوذ کا فور ہو جائے۔

☆ جو روزہ دار قصداً قے کرے اس کا روزہ باطل ہے۔

☆ روزہ دار رال اور تھوک گھونٹ بنا کر پی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے)

☆ عورت کو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں اور درمیان میں ایام شروع ہو جائیں تو پاکی کے بعد پچھلے روزوں پر بنا کرے گی۔

☆ ادھیڑ عمر یا بوڑھے جو روزہ کی استطاعت نہیں رکھتے روزہ نہیں رکھیں گے (بلکہ فدیہ ادا کریں گے) لیکن ابن ہبیرہ نے الافصاح میں لکھا ہے کہ ایسے لوگ اجماعاً فدیہ بھی نہیں ادا کریں گے (التحقیق)

☆ اعتکاف لوگوں پر فرض نہیں ہاں اگر کوئی اپنے اوپر لازم کرلے تو اس پر واجب ہے۔

☆ اعتکاف مسجد حرام، مسجد رسول ﷺ اور بیت المقدس میں جائز ہے بلکہ تمام مساجد میں جائز ہے (التحقیق عن ابن المنذر فی الاجماع)

☆ معتکف اعتکاف گاہ سے پیشاب، پاخانہ کے لئے باہر جا سکتا ہے۔

☆ معتکف کے لئے مباشرت (بیوی سے بوس و کنار) ممنوع ہے۔

☆ معتکف نے اپنی بیوی سے عمداً حقیقی مجامعت کرلیا تو اس نے اعتکاف فاسد کر دیا۔ (کتاب الاجماع لابن المنذر نیشاپوری، ولادت ۲۴۲ھ وفات ۳۱۸ھ)

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل:

معتکفین کو درج ذیل دستور العمل کی پابندی کرنی چاہئے کیونکہ وہ دربار خداوندی میں اسی مقصد کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور ان کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔

۱۔ مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نفل او زیادہ سے زیادہ بیس رکعات نفل اوابین

ادا کریں پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر بدن پر دم کرلیں۔ اس کے بعد مختصر طعام اور مختصر آرام کریں پھر نمازِ عشاء کی تیاری اور صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔

۲- عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں یا کسی مستند صحیح العقیدہ و معتبر عالم دین کے درس میں شرکت کریں اگر ایسا درس ہوتا ہو۔ نیز شب قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں اور جب سونے کو دل چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رو ہو کر (اگر ممکن ہو) سو جائیں۔

۳- موسم گرما میں صبح تین بجے خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ طبعی ضروریات سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کرلیں اور تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور تہجد کے نوافل ادا کریں اور نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں پھر خاموشی سے خوب رو رو کر اپنے جملہ مقاصد حسنہ اور فلاح دارین کی دعا مانگیں۔

۴- صبح صادق سے کوئی پون گھنٹہ پہلے سحری کھائیں اور سحری سے فارغ ہو کر نماز فجر کی تیاری کریں۔ صفِ اول اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں۔ جب تک نماز کے انتظار میں رہیں استغفار کرتے رہیں۔

۵- نماز فجر سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

۶- اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات نفل اشراق ادا کریں پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہو کر کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات نفل چاشت کے ادا کریں اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کریں۔

۷- جب استواء ختم ہو (جس کو غلطی سے زوال بولا جاتا ہے) تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں اور نماز ظہر کے انتظار میں صف اول میں بیٹھیں اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر صلوٰۃ التسبیح پڑھیں اور تلاوت کریں پھر اگر کچھ تھکن محسوس ہو تو کچھ دیر آرام کرلیں۔

۸- نماز عصر سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے ہی بیدار ہو جائیں۔ وضو کر کے تحیۃ الوضو اور دیگر نوافل پڑھ کر نماز عصر کا انتظار کریں اور اس سے فارغ ہو کر مختصر تلاوت کریں پھر وہ تسبیحات ادا کریں جن کا ذکر نمبر ۵ میں گزرا پھر ہمہ تن دعا میں مشغول رہیں یہ وقت بے حد گرانقدر ہے اس کو افطاری کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

۹- جو باتیں حالت اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں جن کی تفصیل اعتکاف کے مکروہات میں گزر چکی ہے۔ اس کا دوبارہ غور سے مطالعہ کریں۔

۱۰- معتکف پر لازم ہے کہ صف اول میں خود آ کر بیٹھے خود کہیں اور ہو اور تولیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ کو روکے رکھنا۔ ایسا نہ کرے اور اپنے ہر قول و فعل، نشست و برخاست اور طرز عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا بے حد اہتمام رکھے۔ اپنی صفائی کا بھی خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی بہت اہتمام رکھے۔ اپنی اور دیگر احباب و متعلقین کی عفو و مغفرت کی سر توڑ کوشش کرے۔ امیدوار رحمت رہے، مایوسی کو ہرگز راہ نہ دے۔

علاوہ ازیں اذکارِ مسنونہ پڑھیں جتنی تسبیحات آسانی سے پڑھ سکیں سب بہتر ہیں، تسبیحات یہ ہیں۔

○ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور جو استغفار یاد ہو وہ پڑھیں مثلاً استغفر اللہ، استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ یا رب اغفرلی اور سید الاستغفار کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے، جو بھی ذکر کریں پوری توجہ اور دھیان سے کریں۔

○ درود شریف کثرت سے پڑھیں۔

Scanned with CamScanner

○ صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے (ایک روایت کے مطابق سمندر کی جھاگ کے برابر اور دوسری روایت میں ہے کہ) دس قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لہٰذا روزانہ پڑھیں۔

○ اشراق' چاشت' سنن زوال' اوابین اور تہجد کی نماز کا پورا اہتمام کریں۔ تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو بھی ترک نہ ہونے دیں۔

○ فجر سے اشراق تک اور عصر کے فرضوں سے فارغ ہو کر مغرب تک ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہیں۔

○ شب قدر کی پانچوں راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی کوشش کریں۔

(مسائل اعتکاف)

قضا عمری کا مسئلہ:

جمعۃ الوداع کے دن کئی لوگ نوافل قضا عمری پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور بعض سمجھتے ہیں کہ عمر بھر میں جو فرض نمازیں ادا نہیں کی گئیں وہ اسی میں ادا ہو جاتی ہیں حالانکہ نہ یہ حرام و بدعت ہے اور نہ کسی اسی ایک نماز کے پڑھنے سے باقی تمام نمازیں معاف ہو سکتی ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جس شخص کی فرض نمازیں قضا ہو گئی ہوں اگر وہ اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور قضا شدہ نمازوں کو پڑھ لے اور پھر قضا عمری کے نوافل پڑھے تو اس کی نمازیں قضا ہونے اور ان میں تاخیر واقع ہونے کا جو گناہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور قضا عمری کی برکت سے اللہ نے چاہا تو وہ گناہ معاف بلکہ نیکی میں تبدیل ہو جائے گا۔ (فاؤلٓئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات (الفرقان)

نوافل قضا عمری کی ترکیب:

یہ ہے کہ جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ (١٢) رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ' آیت الکرسی' قل ھو اللہ احد' سورۂ فلق اور سورۂ الناس ایک ایک بار پڑھے۔ اس کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا گیا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد ثالث ص ٣)

○ جس کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اسے چاہئے کہ پیر کی رات کو پچاس رکعت نفل پڑھے اور فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ پر ایک سو بار درود شریف پڑھے اس سے خدا تعالیٰ ان

سب نمازوں (کی قضا کے گناہ) کا کفارہ کر دے گا۔ اگرچہ یہ قضا نمازیں سو برس کی ہی کیوں نہ ہوں۔ (لیکن نمازیں بہرحال پڑھنی ہی پڑیں گی یعنی کفارہ کا مطلب یہ نہیں کہ ان نمازوں کی چھٹی ہو گئی)۔ (رضائے مصطفیٰ بحوالہ انیس الارواح)

مسائل صدقۂ فطر:

☆ صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا مسنون ہے لیکن اگر ادا نہ کر سکا تو ساقط نہیں ہو گا بلکہ ساری عمر میں جب بھی ادا کرے گا ادا ہی ہو گا قضا نہیں ہو گا اور جتنا ہو سکے جلد ادا کرے (درمختار)

☆ صدقہ فطر شخص پر واجب ہے نہ کہ مال پر لہٰذا کوئی شخص اگر مر گیا تو اس کے مال سے فطرانہ ادا نہ کیا جائے گا لیکن اگر ورثاء بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو کر سکتے ہیں اور اگر مرنے والا وصیت کر گیا تو تہائی مال سے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

☆ عید کے دن صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص اس سے پہلے فوت ہو جائے یا مالدار فقیر ہو جائے یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا' بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہوا تو فطرانہ اس پر واجب نہیں ہے اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب ہے (عالمگیری)

☆ ہر مسلمان جو آزاد ہے مالک نصاب ہے یعنی نصاب حاجت اصلیہ سے زائد ہو اس پر فطرانہ واجب ہے۔ اس میں عاقل' بالغ' مال نامی اور مال پر سال گزرنے کی شرط نہیں ہے اسی طرح صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا بھی کوئی ضروری نہیں۔ مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا اور ساقط نہ ہو گا بخلاف زکوٰۃ و عشر کے کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں (درمختار)

☆ صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا بھی شرط نہیں۔ اگر کسی عذر' سفر' مرض' بڑھاپے یا معاذ اللہ بلا عذر بھی روزے نہ رکھے تو تب بھی فطرانہ ادا کرنا واجب ہے (فتاویٰ شامی)

Scanned with CamScanner

☆ فطرہ عید سے پہلے ادا کرنا مطلقاً جائز ہے جبکہ جس شخص کی طرف سے ادا کیا جارہا ہے وہ موجود ہو اس طرح رمضان سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

اگر فطرانہ دیتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہوگیا تو فطرانہ کی ادائیگی درست ہوگئی اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کرے۔ (درمختار، عالمگیری)

☆ بہتر یہ ہے کہ ایک شخص کا فطرانہ ایک ہی مسکین کو دیا جائے لیکن اگر چند مسکینوں کو دے دیا تو تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک مسکین کو چند اشخاص کا فطرانہ دینا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ شامی)

☆ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں سوائے عامل کے (والعاملین علیہا زکوٰۃ کے باب میں ہے) (درمختار)

☆ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گندم یا اس کا آٹا ہو اسی طرح اس کے ستو ہوں تو نصف صاع اور کھجور، منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا، ستو ہوں تو ایک صاع۔

نصف صاع دو سیر تین چھٹانک بنتا ہے اور صاع اس سے ڈبل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کم از کم دینے کی بجائے زیادہ سے زیادہ دینے کی بھی کوشش کرنی چاہئے یعنی کبھی کھجوروں کے حساب سے کبھی منقیٰ اور کبھی کشمش وغیرہ سے۔

مسائل عیدالفطر

عید کی سنتیں:

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، عیدگاہ کو پیادہ پا جانا، ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے واپس ہونا، عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھجور وغیرہ کھانا (اسی بناء پر ہمارے ملک میں سویاں مروج ہیں کہ کھانا شیریں ہو اور سنت بھی ادا ہو جائے) اور عیدالضحیٰ میں قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

نماز عید کی ادائیگی کے لئے راستہ بدلنے میں حکمت

ویسے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی فعل و عمل حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا کیونکہ **فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ** ۔ تو جن کو اللہ تعالیٰ نے حکیم بنایا ہو اور معلم کتاب و حکمت کی شان عطا فرمائی ہو یقیناً ان کے افعال میں جو اسرار و معانی پنہاں ہیں ان تک کما حقہ مخلوق کی رسائی مشکل ہے۔ تاہم صرف اس ایک سنت میں جو حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ عامل سنت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہر سنت کو دلی اطمینان کے ساتھ اپنائے اور ہر سنت کے ضمن میں جو بے شمار فوائد چھپے ہوئے ہیں ان کا حقدار بن جائے۔ تو راستے کی تبدیلی میں مندرجہ ذیل حکمتیں ہوسکتی ہیں۔

١- تا کہ مختلف مقامات اور وہاں کی رہنے والی مخلوق (جن و انس و ملائکہ) طاعت و نیکیوں پر گواہ ہو جائیں۔

٢- حضور علیہ السلام راستہ اس لیے تبدیل فرماتے تا کہ دونوں راستوں کے لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام کرسکیں اور حضور علیہ السلام کے جواب کی خیرات و برکات سمیٹ سکیں، اور حضور علیہ السلام کا فیضان دونوں راستوں والے حاصل کرسکیں۔

٣- دونوں راستوں کے لوگ آپ کی پاکیزہ خوشبو سونگھ سکیں (تا کہ جو عید کے دن خوشبو نہیں لگا سکا وہ آپ کے معنبر پسینے کی خوشبو سے بہرہ ور ہوسکے)

Scanned with CamScanner

۴- دونوں راستوں کے لوگ آپ سے مسائل پوچھ سکیں، آپ کا دیدار کر سکیں اور ان میں سے جو مستحق ہیں ان کو آپ صدقہ و خیرات سے نوازیں۔

۵- دونوں راستوں پہ شعائر اسلام اور اعلام دین کی رفعت کا اظہار ہو (**لیغیظ بھم الکفار**) تا کہ کافر غصہ کی آگ میں جل کر راکھ ہوں اور بل ایمان ان کو فرمائیں **قل موتوا بغیظکم**، مرجاؤ اپنے غصے میں۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۶- عیدگاہ میں تشریف لے جانا دائیں طرف سے تھا اگر واپسی بھی اسی راستے سے ہوتی تو بائیں طرف کو اختیار کرنا پڑتا لہٰذا واپس دوسرے راستے سے آتے تا کہ آنے جانے میں بھی اصحاب الیمین رہیں اور ان اللہ **یحب التیامن** کی برکات ملتی رہیں (یاد رہے کہ مدینہ شریف میں قبلہ جنوب کی طرف ہے اور عیدگاہ مغرب کی طرف لہٰذا جاتے ہوئے جو راستہ دایاں ہوگا وہ واپسی پہ بایاں ہوگا کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کاشانہ مبارک عیدگاہ میں تشریف فرما ہوتے وقت شمال کی جانب ہوگیا لہٰذا اسی راستے سے واپسی جانب شمال میں پڑتی)۔

۷- یہ بھی کہا گیا ہے کہ دشمنوں کے مکروفریب اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے آپ راستہ تبدیل فرماتے کہ کہیں وہ گھات میں نہ ہوں، (اگرچہ یہ بات محل نظر ہے کیونکہ اگر یہ وجہ ہوتی تو بار بار ایسا نہ فرماتے اور اس کو عادت نہ بناتے تا کہ دشمن اس عادت سے واقف ہو کر اپنا کام آسانی سے نہ کر سکیں اگرچہ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ واپسی کا راستہ ایک ہی نہ ہوتا تھا بلکہ مختلف ہوتے تھے۔)

۸- زندہ اور فوت شدہ اعزہ سے ملاقات اور صلہ رحمی کا موقع مل سکے۔

۹- تخفیف اژدہام اور ہجوم خلق کی بنا پر ایسا فرماتے۔

۱۰- جاتے ہوئے فقراء کو صدقات سے نوازتے جاتے اور واپسی پہ اس راستے سے آتے جس پر سائل نہ ہوتے تا کہ ان کو جھڑکنے کی نوبت نہ آئے (اس وجہ کو صاحب مواہب لدنیہ نے کمزور اور بعید قرار دیا ہے مگر صاحب مدارج النبوۃ فرماتے ہیں معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے)۔

۱۱- راستے کی تبدیلی نیک فالی کے طور پر تھی کہ جو انعامات الٰہیہ (مغفرت، رضا، قرب و وصال میں ترقی) اس راستے پر تھی وہ اس راستے پر بھی برقرار رہے۔

۱۲- جاتے ہوئے راستہ طویل ہوتا ہوگا تا کہ زیادہ چلنا پڑے اور عبادت کی طرف جاتے ہوئے ہر قدم پہ زیادہ نیکیاں ملیں اور واپسی میں نزدیک والا راستہ اپنا لیتے کیونکہ اس میں عبادت کا مقصد شامل نہ تھا حالانکہ علماء فرماتے ہیں کہ عبادت سے واپسی پر بھی ہر قدم پہ اجر و ثواب ثابت ہے جیسا کہ حج اور غزوات باب میں ثابت ہو چکا ہاں (اس کے برعکس) یوں کہہ سکتے ہیں کہ جاتے ہوئے راستہ کم ہو اور عبادت کی طرف جلدی کا اظہار فرماتے تا کہ اوّل وقت کی فضیلت پائیں بخلاف واپسی کے کہ اگر دیر بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۳- ابن حمزہ کے مطابق یہ تبدیلی حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کی موافقت میں تھی کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجتے ہوئے فرمایا تھا:

لا تدخلو من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة

تم ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے۔ (حالانکہ انہوں نے تو اپنے بیٹوں کو بدنظری سے بچانے کے لیے فرمایا تھا اور ہوسکتا ہے ہمارے آقا اپنی نگاہ ناز کا فیض اہل محبت کو عطا فرمانے کے لیے ایسا کرتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دے رکھا تھا۔ **ولا تعد عینك عنهم** انہیں اپنی نگاہ کرم سے نوازتے رہیے۔ کیونکہ

؎ تیری نظر سے ان کی سلامت ہے زندگی
تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی (خلاصۃ مدارج النبوۃ)

مباحات اور مستحبات:

صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا۔

عید کی نماز کا وقت:

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ، مقیم، تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ گاؤں میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعاً شہر کا حکم رکھتے ہیں ان میں جمعہ اور عیدین نمازیں جائز ہیں۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں

Scanned with CamScanner

ایک ہی ہیں صرف یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سنت' دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور عیدین میں نماز کے بعد اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ نہ پڑھایا نماز سے قبل پڑھ لیا دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی مگر یہ شخص گناہ گار رہا۔

بقرعید میں تکبیرات یعنی: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

ترکیب نمازِ عیدالفطر:

نیت کی میں نے دو رکعت نماز عیدالفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے پھر دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتے ہوئے چھوڑ دے۔ تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور بطریق معروف ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین مرتبہ ہاتھ کانوں تک لے جا کر تکبیر کہتا ہوا چھوڑ دے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور حسب دستور نماز پوری کرے نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا۔ تمام مقتدی غور سے سنیں گے اور خاموش رہیں گے خواہ خطبہ کی آواز پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس کے بعد دعا' سلام' مصافحہ و معانقہ۔ (برائے ازدیاد محبت باہمی' وشاح الجید بحوالہ بہار شریعت: ص ۱۶۱ ج ۴' کتاب الصوم: علامہ محمود احمد رضوی)

ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب اوالقی السمع وهوشهید والله اسأل ان یرینا الحق حقاً ویرزقنا اتباعه ویرینا الباطل باطلا ویرزقنا اجتنابه وهو الهادی الی سواء السبیل وعلیه نتوکل والیه ننیب۔

وصلی الله تعالٰی علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد واله واصحابه اجمعین' برحمتك یاارحم الراحمین۔

پندھا دا دیم و حاصل شد فراغ

ما علینا یا اخی الا البلاغ

☆☆☆☆☆☆

ماٰخذ و مراجع

(ا) اتحاف سادة المتقین للزبیدی

اشعة اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دهلوی

احیاء علوم الدین از امام غزالی

الافصاح از ابن هبیره

انیس الارواح (ملفوظات خواجه عثمان هارُونی)

الاشباه والنظائر از ابن نجیم

احکام القنطره

احکام القرآن للجصاص

اتحاف اهل الاسلام

(ب) بنایه شرح هدایه از بدرالدین ابو محمد العینی

بدائع الصنائع از علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی

بحرالرائق شرح کنزالدقائق لابن نجیم

بستان العارفین از امام ابن جوزی

بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاری

بہارِ شریعت از صدرالشریعه مولانا امجد علی

(ت) تفسیر مظهری از قاضی ثناء الله پانی پتی

تفسیر کبیر از امام فخرالدین رازی

تفسیر مناوی

تفسیر درمنثور للسیوطی

تفسیر روح المعانی از علامه آلوسی

تفسیر روح البیان از علامه اسماعیل حقی

تبلیغی نصاب از مولوی محمد زکریا سهارنپوری

ترمذی شریف از امام ابوعیسٰی محمد بن عیسیٰ ترمذی

تنویر الابصار از محمد بن عبداللہ تمرتاشی

تبیین العجب لابن حجر

تفسیر الخازن از علی بن محمد

تفسیر القرطبی از محمد بن احمد انصاری

الترغیب والترھیب للمنذری

تجلیات اعتکاف از عبدالسمیع

(ج) جامع الرموز از شمس الدین محمد الخراسانی

جامع الاحادیث از محمد حنیف خان رضوی

جامع الصغیر از امام جلال الدین سیوطی

(ح) حاشیہ شرنبلالی

(خ) خزائن العرفان از سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی

(د) درر الحکام (الدرر) از قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو

دارقطنی از امام علی بن عمر

درمختار علی ردالمحتار از علاؤالدین محمد بن علی حصکفی

(ر) روض الفائق

(ز) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد از ابن قیم جوزی

(س) سنن نسائی از امام احمد بن شعیب النسائی

السنن الکبریٰ للبیہقی

سنن ابن ماجہ از امام ابوعبداللہ محمد بن ماجہ

سنن ابوداؤد از امام سلیمان بن اشعث

سکب الانھر

السیرۃ النبویہ لابن ہشام

(ش)

شرح صحیح مسلم للنووی

شرح نقایہ از عبدالعلی برجندی

شعب الایمان للبیہقی

شرح مؤطا امام محمد از مولانا محمد علی

(ص) الصحیح لابن خزیمہ

الصحیح لابن حبان

(ط) الطبقات لابن سعد

طب نبوی از ابونعیم

طبرانی از امام ابوالقاسم طبرانی

(ع) عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی

عمدۃ القاری شرح البخاری از بدرالدین عینی حنفی

علم الفقہ از عبدالشکور لکھنوی

(غ) غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانی

غایۃ الاحسان

(ف) فتح القدیر للشوکانی

فتح الباری شرح البخاری للعسقلانی

فضل لیلۃ القدر

فضائل رمضان از محمد الیاس عطاری

فضائل الاوقات للبیہقی

فیض القدیر للمناوی

فتاویٰ عالمگیری از جماعت علماء ہند

فتاویٰ شامی از ابن عابد بن شامی

فتاویٰ رضویہ از اعلیٰ حضرت

فتاویٰ نوریہ از مفتی نور اللہ بصیر پوری

فتاویٰ ستاریہ از مولوی عبدالستار (غیرمقلد)

الفقہ علی المذاھب الاربعۃ از عبدالرحمن جزیری

(ق) القرآن الکریم (کلام ربّ العالمین)

(ک) کتاب الاذکار للنووی

کتاب الاعتکاف

کتاب الصوم از علامہ محمود احمد رضوی

کنز العمال للمتقی

Scanned with CamScanner

کنز الدقائق از عبداللہ بن احمد بن محمود
کتاب الجہاد از عبداللہ بن مبارک
کتاب الفضائل
کتاب الثواب از ابن حبان
الکالم لابن عدی
کتاب الاجماع از ابن منذر نیشاپوری
(ل) لطائف المعارف
(م) مسلم شریف از امام مسلم بن الحجاج
مختصر منہاج القاصدین از احمد بن محمد بن عبدالرحمن
مجمع الزوائد للہیثمی
المعجم الکبیر للطبرانی
المعجم الاوسط للطبرانی
منیۃ المصلی از سدید الدین محمد بن محمد الکاشغری
المستدرک للحاکم
مجمع الانہر از عبداللہ بن محمد بن سلیمان
المعروف بداماد آفندی
مجموعۃ الفتاویٰ از عبدالحی لکھنوی
مشکوٰۃ شریف از امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب
مراقی الفلاح شرح نور الایضاح للشرنبلالی
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری
مؤطا امام مالک
منہاج السنہ لابن تیمیہ
المسند للبزار
المسند لابی یعلی
المسند لاحمد بن حنبل
میگزین (بورڈ آف ریولوز)
(ہ) ہکذا صیام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Scanned with CamScanner